حالاتِ زندگی

حکیم الامت

مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمتہ اللہ علیہ

پی ایچ ڈی مقالہ

میسور یونیورسٹی ہندوستان

محقق شیخ بلال احمد صدیقی

نعیمی کتب خانہ مفتی احمد یار خان روڈ گجرات

حالاتِ زندگی

حکیم الامت

مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمتہ اللہ علیہ

از

محقق شیخ بلال احمد صدیقی

پی ایچ ڈی مقالہ

میسور یونیورسٹی ہندوستان

ناشر: نعیمی کتب خانہ مفتی احمد یار خان روڈ گجرات

Marfat.com

Marfat.com

تنبیہ جملہ حقوق بحق مفتی اقتدار احمد خان محفوظ ہیں

کتاب: سوانح حیات حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی"

مصنفین: (۱) مولانا مولوی نذیر احمد نعیمی قادری

(۲) قاضی عبدالنبی کوکب

(۳) شیخ بلال احمد صدیقی

ناشر: نعیمی کتب خانہ مفتی احمد یار خان روڈ، گجرات

کمپوزنگ: دانیال کمپوزنگ سینٹر، گارڈن ٹاؤن، لاہور

تعداد: گیارہ سو

سال اشاعت: ۲۰۰۴ء

ہدیہ:

تقسیم کار:

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا گنج بخش روڈ، لاہور

marfat.com

Marfat.com

فہرست

سوانح عمری ۷

از مولانا مولوی نذیر احمد نعیمی قادری

حیات سالک ۵۵

از قاضی عبدالنبی کوکب

حالات زندگی ۱۶۳

مقالہ پی ایچ ڈی

میسور یونیورسٹی، ہندوستان

از شیخ بلال احمد صدیقی

marfat.com

Marfat.com

سوانح عمری حضرت حکیم الامت مفتی
احمد یار خان نعیمی قادری بدایونی

مرتبہ

مولانا مولوی نذیر احمد نعیمی قادری

ملنے کا پتہ

نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان

marfat.com

Marfat.com

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ۰ اَمَّا بَعْد

حضرت حکیم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی سوانح عمری اس سے پہلے حضرت علامہ مفکرِ اہل سنت قاضی عبدالنبی کوکب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مرتب فرمائی۔ مگر اس میں چند کمیاں رہ گئی تھیں اس لئے میرا ارادہ اس وقت سے تھا کہ میں حضرت حکیم الامت بدایونی کی سوانح عمری مرتب کروں اور یہ سعادت حاصل کروں مگر اس میں دیر اس لئے ہوتی رہی کہ میں چاہتا تھا کہ اگرچہ یہ سوانح عمری مختصر ہو مگر ٹھوس حقائق پر مبنی ہو جس کے لیے مجھ کو حضرت صاحب زادہ والاشان مفتیءِ اسلام اقتدار احمد خان کی خدمات حاصل کرنی پڑیں اس کے علاوہ حضرت کے شاگردوں مریدوں اور ہم عصر علماء اور عقیدت مندوں سے تحریری رابطہ قائم کرنا پڑا اور جس نے جو کچھ مجھ کو لکھ کر بھیجا بعینہٖ میں نے اس میں شامل کیا۔ علامہ کوکب صاحب مرحوم کی تصنیف شدہ کتاب، "حیاتِ سالک" میں مندرجہ ذیل کمیاں کمزوریاں ہیں۔ (۱) اس میں تاریخات اکثر غلط ہیں (۲) اس میں بلا ضرورت اختصار ہے (۳) اس میں زیادہ تر وہی واقعات ہیں جو کوکب صاحب سے متعلق ہیں یا جو حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کی زبان مبارک سے خود سنے بہر کیف ہم اہلسنت پر علامہ کوکب صاحب مرحوم کا بڑا احسان ہے کہ انہوں نے جلد از جلد چالیسویں سے پہلے ہی وہ کتاب چھاپ کر اہل سنت کے سامنے پیش کر دی، اتنی جلدی کتاب مرتب کر دینا یہ ان کا ہی کارنامہ اور حصہ ہے۔ اس زیرِ نظر مرتبہ کتاب کو بالکل صحیح تر بنانے کے لیے حضرت صاحبزادہ صاحب مفتی اقتدار احمد خان مدظلہٗ العالی کو ۱۹۷۶ء میں ہندوستان کا دورہ کرنا پڑا صاحبزادہ صاحب قبلہ نے اس سوانح

marfat.com

Marfat.com

عمری میں تمام تاریخیں، حضرت حکیم الامت کی بڑی ہمشیرہ اپنی پھوپھی صاحبہ واحد نور بیگم اور حضرت علیہ الرحمتہ کے چھوٹے بہنوئی اپنے چھوٹے پھوپھا صاحب مولانا محمد حیات خان صاحب سے پوچھ کر لکھی ہیں اور پھر صاحبزادہ صاحب نے انہی دنوں مراد آباد شریف، پیلی بھیت، بریلی شریف میں متعدد بزرگوں سے مل کر حضرت حکیم الامت علیہ الرحمتہ کے متعلق تاریخوار معلومات فراہم کیں۔ میں نے اس کتاب میں وہی کچھ لکھا ہے جو ان بزرگوں کے تحریری فرمودات مجھ کو صاحبزادہ صاحب نے مہیا فرمائے اس کے علاوہ بھی میں نے کوئی بات اپنی طرف سے بلا تحقیق اور بلا تحریر شامل نہ کی اس کتاب کی تالیف میں میرے ساتھ چند دیگر بزرگوں نے بھی بہت تعاون فرمایا۔ گویا کہ اس اعتبار سے یہ کتاب چند مؤلفین کی محنت و ترتیب کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ جل مجدہ ہماری اس محنت و محبت عقیدت کو قبول فرمائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ایک شکریہ ہے اور شکر ادا کرنا نعمت کا چرچہ کرنا ہے جس کا حکم قرآن مجید نے عطا فرمایا اور قرآن مجید کا ہر حکم عبادتِ الٰہی ہے۔

سُبْحَانَ اللهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللهَ

مرتب و مؤلف
سگِ باوقار دربارِ حکیم الامت
بندۂ ناچیز مولوی نذیر احمد نعیمی

Marfat.com

اسلام کے مفکر اور مفسر اعظم
حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ ان شہسواران اسلام میں ہیں جن پر قوم مسلم کو ہمیشہ فخر رہا۔ آپ کی ذات والاصفات اپنے وقت کی ان مقتدر ہستیوں میں سے تھی جن کو قوم کی پیشوائی اور نباضِ امت ہونے کا سہرا سجتا ہے۔ آپ عقل عرفانی، علم ایمانی اور معرفت روحانی کے امام تھے آپ نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی اپنے قلم و زبان تفکر و تدبر سے ایسی خدمت فرمائی کہ رہتی دنیا تک عوام و خواص اس سے فیض یاب ہوتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو عمل و فکری زندگی آئندہ نسلوں کے لیے ایک نمونہ اسلامی رہے گی۔ حضرت حکیم الامت علیہ الرحمۃ اپنے خاندانی اعتبار سے والد کی طرف سے یوسف زئی پٹھان شجرۂ نسب حضرت بنیامین ابن یعقوب علیہ السلام تک پہنچتا ہے اور والدہ کی طرف سے قریشی خاندان سے تھے۔ آپ کا ددھیال اور ننھیال دونوں طرف علمی گھرانے تھے۔ آپ کی پرورش انتہائی مہذب اور علمی ماحول میں ہوئی آپ کے پانچویں دادا حضرت امام علی خان علیہ الرحمۃ گردیزی افغانستان سے ہجرت کر کے یوپی (اتر ردیش) کے شہر ضلع بدایون کی ایک بستی اجھیانی میں مقیم ہوئے۔ آپ کے دادا محترم مولانا منور خان علیہ الرحمۃ اپنے علاقے کے معززین میں شمار ہوتے تھے فارسی اپنی وطنی مادری زبان ہونے کے علاوہ آپ فارسی کے زبردست عالم تھے حضرت حکیم الامت کے والد محترم مولانا محمد یار خان علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے چند عالم دین عابد و زاہد شب زندہ دار بزرگوں میں شمار ہوتے تھے آپ نے اس دور میں اپنے اہتمام سے اپنے علاقہ میں ایک شاندار مسجد تعمیر فرمائی اور پھر تا عمر اس کی امامت خطابت فی سبیل اللہ بلا معاوضہ فرمائی۔ وہاں لوگوں کی

marfat.com
Marfat.com

غربت کا یہ حال تھا کہ مسجد کے پانی کا انتظام بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ لوگ دور دور سے گھڑوں کے ذریعے مسجد کا پانی بھرتے جو کافی مشقت و مصیبت کا باعث تھا۔ آپ نے مسلمانوں کی اس تکلیف کو دیکھتے ہوئے اپنی زوجہ سے فرمایا کہ اب وقت ہے اگر کچھ آخرت کا سرمایہ جمع کرنا چاہتی ہو تو اپنا زیور بیچ کر مسجد میں کنواں بنوا دو اس اللہ کی نیک بندی نے ایک منت کی دیرینہ لگائی اور اپنا سارا زیور اپنے معزز خاوند کو دیدیا اس زیور کی قیمت میں رب تعالیٰ نے اتنی برکت عطا کی کہ کنویں کے علاوہ پوری وضوگاہ بھی تعمیر ہوگئی آپ کو مسجد سے والہانہ عشق تھا۔

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان اپنے والدین کے پانچ بہنوں کے ساتھ اکلوتے بیٹے تھے۔ آپ کے والد محترم نے چوتھی بیٹی پیدا ہونے پر بارگاہ ربّ العزت میں دعا مانگتے ہوئے منت عرض کی کہ یا اللہ اگر مجھ کو بیٹا عطا ہو تو میں اس کو دین اسلام کی خدمت کے لیے وقف کر دوں گا۔ آپ کی یہ منت قبول ہوئی اور مولیٰ تعالیٰ نے یہ فرزندِ نرینہ عطا فرمایا۔ والد محترم نے اپنی منت کے مطابق کبھی بھی اپنے اس اکلوتے بیٹے سے دنیا کا کام نہ لیا بلکہ ہر طرح اسلام کی خدمت کے لیے تیار کیا۔ آپ کی ولادت اسلامی سال کے پانچویں مہینے جمادی الاول کی چار تاریخ بروز جمعرات سن ہجری ۱۳۱۴ھ اور اس سن عیسوی ۱۸۹۴ء ماہ مارچ کی پہلی تاریخ بوقت فجر ہوئی۔ آپ کی حیات طیبہ کا پورا نقشہ حسب ذیل ہے آپ نے اپنی تعلیم پانچ مدرسوں میں مکمل فرمائی (۱) گھر میں اپنے والد سے (۲) بدایوں شہر کے دارالعلوم سے (۳) ہندوستان کے ایک پرانے شہر مینڈھو پور سے (۴) مراد آباد شریف سے (۵) میرٹھ۔ آپ نے چالیس علوم حاصل کیے جن میں سے تیس درسِ نظامی کے علوم اساتذہ سے اور دس علوم خود کتب بینی سے حاصل ہوئے۔ شاعری میں آپ کا تخلص سالک بدایونی تھا۔ آپ کو مفتی کا لقب اساتذہ کی طرف سے ملا اور ۱۹۵۷ء میں حاشیہ قران مجید لکھنے پر ملک کے نامور علماء کرام اور تحریک پاکستان کے حامی جید علماء کی تنظیم نے حکیم الامت کا لقب عطا فرمایا جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ پیر سید معصوم شاہ صاحب نوشاہی، سید ابو کمال

Marfat.com

برق نوشاہی، شیخ القرآن ابوالحقائق علامہ پیر عبدالغفور ہزاروی، شیخ الحدیث حضرت قبلہ مولانا سردار احمد صاحب، حضرت قبلہ غزالی زماں مولانا سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب، حضرت قبلہ سید محمد حسین شاہ ابن سید پیر علی پوری، حضرت سید قبلہ سید بابو جی گولڑہ شریف، حضرت قبلہ قاری احمد حسین رجحی خطیب اعظم عیدگاہ گجرات رحمۃ اللہ علیہ نے پیرو مرشد اور استاذ گرامی صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ نے آپ کے علم میراث کا ایک عظیم فتویٰ لکھنے پر آپ کو مفتی اسلام کا لقب عطا فرمایا۔ آپ اپنی عمر کے تین سال گیارہ ماہ اور ایک دن کے تھے تو آپ کی بسم اللہ شریف ہوئی یعنی تعلیم شروع ہوئی۔ بدایون شریف کے ایک بڑے بزرگ عبدالقدیر میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کی بسم اللہ شریف کی تعلیم مکمل فرمائی اس وقت موسم بہار کی پہلی بارش ہلکی ہلکی ہو رہی تھی۔ پیر کا دن بوقت نماز ظہر آپ نے قرآن مجید اور فارسی مکمل کورس اور عربی کی ابتدائی کتب کی تعلیم گھر پر ہی اپنے والد محترم سے حاصل کی آپ اپنی عمر کے ساتویں سال بدایون کے مدرسے میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے تین مدرسوں میں تعلیم مکمل فرمائی آپ نے پہلا فتویٰ ۱۹۱۲ء میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں لکھا۔ اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی اور اس وقت آخری سال کے طالب علم تھے۔ یہ فتویٰ بارہ ربیع الاول کو اپنے استاد اور پیر مرشد حضرت صدر الافاضل کی خدمت عالیہ میں پیش کیا جو بہت پسند فرمایا گیا اور اسی دن جامعہ کا مفتی دار العلوم بنایا گیا۔

آپ کے معمولات حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ قادری سلسلہ میں اپنے استاذ گرامی کے ہاتھ پر بیعت تھے اور سلسلہ بیعت کچھوچھہ شریف انڈیا بھارت سے جا ملتا ہے۔ آپ وقت کے بہت پابند اور قدردان تھے ہر کام اس طرح وقت اور پابندی سے کرتے کہ لوگ آپ کے چلنے پھرنے سے گھڑیاں ملاتے۔ آپ کی روزمرہ زندگی تہجد کی نماز سے شروع ہوتی۔ بارہ رکعت نفل، وتر پھر دو نفل بیٹھ کر پڑھتے۔ باقی تمام نوافل کھڑے ہو کر

Marfat.com

پڑھتے۔ ہمیشہ وضو کے تمام کام اپنے ہاتھ سے کرتے پانچ وقت مسجد میں نماز باجماعت ادافرماتے۔ نماز باجماعت کے عاشق تھے۔ سفر حضر میں اپنے ساتھ تلامذہ میں سے کم از کم دو آدمی جماعت کے لیے ساتھ رکھتے۔ آپ نے سات مرتبہ حج بیت اللہ ادا فرمایا۔

آپ کی مرغوبات (پسندیدہ چیزیں) تلاوت قرآن مجید، مطالعہ حدیث آپ فرمایا کرتے تھے کہ تلاوت سے روح کی قوت اور مطالعہ احادیث سے قوت کشف بڑھتی ہے۔ دیگر کتب میں کشف المحجوب اور ذکر خیر (تذکرہ توکل شاہ صاحب انبالوی) دلائل الخیرات شریف کا ورد۔ شخصیات میں، اعلیٰ حضرت امام بریلوی، غذاؤں میں، آم پلاؤ کباب، عطریات میں گلاب اور صندل، آپ دراز قد بھرا ہوا جسم، جسم پر بال نہ تھے۔ پانچ فٹ نو انچ قد تھا۔ سفیدی مائل سرخ رنگ، چہرہ وجیہ، گھنی داڑھی چار انگل مطابق شرع، مخصوص لباس شلوار قمیص کبھی کبھی اچکن شیروانی عمامہ اکثر کبھی ٹوپی بھی۔ آپ کی اولاد میں پانچ بیٹیاں دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ کی تصنیفات تقریباً پانچ سو ہے۔ جس میں سے کچھ ہندوستان یا پاکستان تقسیم ملک کے وقت ہندوستان میں ضائع ہوگئیں کچھ ابھی غیر مطبوعہ ہیں۔ مطبوعات میں تفسیر نعیمی، مراۃ شرح مشکوٰۃ شریف، جاءالحق، علم القرآن، شانِ حبیب الرحمٰن۔ مشہور زمانہ ہیں۔ آپ کی وفات تین رمضان المبارک بروز اتوار بعد نماز ظہر ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۹۷۱ء کو ہوئی۔ ہر سال آپ کا عرس مبارک چوبیس اکتوبر کو گجرات میں منایا جاتا ہے۔

عارف بدیوانی حضرت حکیم الامت بدیوانی مفتی احمد یار خان سالک کا سوانحی خاکہ

۱.	ولادت اجھیانی، ضلع بدیوان (یوپی) گیارہ شوال	۱۸۹۴ء	۱۳۱۴ھ	جمعرات
۲.	ختم قرآن مجید ناظرہ بعمر پانچ سال	۱۸۹۹ء	۱۳۱۹ھ	جمعرات
۳.	پہلا وعظ بعمر دس سال	۱۹۰۴ء	۱۳۲۴ھ	جمعرات

Marfat.com

۴.	پہلی تصنیف حاشیہ صدرا (فلسفہ سولہ سال)	۱۹۱۰ء	۱۳۳۰ھ	ختم بروز پیر
۵.	دوسری تصنیف علم میراث عمر سترہ سال عمر	۱۹۱۱ء	۱۳۳۱ھ	آٹھ دن میں
۶.	دستار فضیلت عمر انیس سال	۱۹۱۳ء	۱۳۳۳ھ	بروز بدھ
۷.	مسند دارالافتا کی ذمہ داری عمر انیس سال	۱۹۱۳ء	۱۳۳۳ھ	اتوار
۸.	ازدواجی زندگی کا آغاز عمر بیس سال	۱۹۱۳ء	۱۳۳۳ھ	جمعہ
۹.	پہلے صاحبزادے کی ولادت بیالیس سال عمر	۱۹۳۳ء	۱۳۵۲ھ	ہفتہ
۱۰.	شرف بیعت عمر بیالیس سال	۱۹۳۳ء	۱۳۵۲ھ	پیر
۱۱.	پہلا حج عمر تالیس سال	۱۹۳۷ء	۱۳۵۷ھ	حج اکبر (جمعہ)
۱۲.	مفتی اعظم کا لقب اور تخلص سالک	۱۹۴۲ء	۱۳۴۲ھ	جمعرات
۱۳.	حکیم الامت کا لقب عمر اٹھاون سال	۱۹۵۲ء	۱۳۷۲ھ	جمعرات
۱۴.	دوسرے صاحبزادے کی ولادت عمر ۴۵ سال	۱۹۳۹ء	۱۳۵۹ھ	اتوار
۱۵.	گجرات پنجاب میں آمد	۱۹۳۳ء	۱۳۵۳ھ	
۱۶.	قائداعظم کی حمایت کیلئے مسلم لیگ میں شرکت	۱۹۴۵ء	۱۳۶۵ھ	
۱۷.	تفسیر نعیمی کی ابتداء جاء الحق کی مکمل تصنیف	۱۹۵۴ء	۱۳۶۵ھ	
۱۸.	مدرسہ غوثیہ نعیمیہ کی بنا گجرات پنجاب میں	۱۹۵۳ء	۱۳۷۳ھ	
۱۹.	دوسرا حج ہندوستان سے بمبئی جدہ	۱۹۵۳ء	۱۳۷۳ھ	
۲۰.	انشراح بخاری کی تصنیف ابتدا (عربی)	۱۹۵۹ء	۱۳۷۹ھ	
۲۱.	قیام مدینہ منورہ (تقریباً دو سال)	۱۹۶۷ء	۱۳۸۷ھ	
۲۲.	حاشیہ تفسیری نورالعرفان کی ابتداء	۱۹۵۷ء	۱۳۷۶ھ	
۲۳.	بنارس کانفرنس میں شرکت (مسلم لیگ کی حمایت)	۱۹۴۵ء	۱۳۶۵ھ	
۲۴.	آپ کا ایک مناظرہ (مرزا غلام کے ایک خلیفہ سے) (پاکستان گجرات میں)	۱۹۴۸ء	۱۳۶۸ھ	
۲۵.	وصال شریف	۱۹۷۱ء	۱۳۹۱ھ	۳ رمضان بروز اتوار
۲۶.	آپ کا پہلا مناظرہ عمر سولہ سال، ایک مشہور آریہ پنڈت سے مناظرہ اور ایک گھنٹے میں پنڈت کی شکست فاش	۱۹۱۰ء	۱۳۹۱ھ	

Marfat.com

وہ علوم جو حضرت حکیم الامت نے اساتذہ سے حاصل کئے

۱۔	قرآن مجید باترجمہ	۲۔	علم تجوید	۳۔	فارسی گرامر
۴۔	فارسی ادب وتاریخ	۵۔	عربی علم صرف	۶۔	عربی علم نحو
۷۔	عربی فقہ	۸۔	عربی اصول فقہ	۹۔	علم منطق
۱۰۔	علم فلسفہ	۱۱۔	علم میراث	۱۲۔	علم تفسیر
۱۳۔	علم اصول تفسیر	۱۴۔	علم حدیث مقدسہ	۱۵۔	علم اصول حدیث
۱۶۔	علم اسماء الرجال	۱۷۔	علم توقیت	۱۸۔	علم جفر
۱۹۔	علم رمل	۲۰۔	علم تعویذات عملیات	۲۱۔	علم مکاشفہ (روحانی تصوف)
۲۲۔	علم فتویٰ نویسی	۲۳۔	علم مناظرہ	۲۴۔	علم عقائد
۲۵۔	علم تصوف	۲۶۔	علم ادب عربی	۲۷۔	علم طب
۲۸۔	علم کلام	۲۹۔	علم بلاغت	۳۰۔	علم الاشعار

وہ علم جو حضرت نے خود کتب بینی سے حاصل کئے

۳۱۔	انگریزی زبان	۳۲۔	سائنس اور تجربات	۳۳۔	علم الحروف
۳۴۔	علم جغرافیہ	۳۵۔	علم الوفق	۳۶۔	علم ھئیت
۳۷۔	علم تکسیر	۳۸۔	علم سلوک	۳۹۔	علم نعت
۴۰۔	علم حساب، جنتری وغیرہ (علم الہندسہ)				

Marfat.com

حضرت حکیم الامت نے جن مظامین پر تصنیفات فرمائیں

۱.	علم تفسیر قرآن میں	تفسیر نعیمی و نور العرفان
۲.	علم شرح حدیث میں	مراۃ شرح مشکوٰۃ و نشراح بخاری
۳.	علم میراث میں	علم میراث
۴.	علم فقہ میں	فتاویٰ نعیمیہ
۵.	علم منطق میں	حاشیہ حمد اللہ
۶.	علم فلسفہ میں	حاشیہ صدرا
۷.	علم اسماء الرجال میں	ترجمہ اکمال
۸.	علم عملیات تعویذات میں	رسالہ تصوف
۹.	نظمیات میں	دیوان سالک
۱۰.	علم توقیت میں	نقشہ اوقات صوم صلوٰۃ

حضرت حکیم الامت نے جن کے رد میں تصانیف فرمائیں

۱.	رد دیوبندیت (وہابیت)	جاء الحق اول
۲.	رد غیر مقلدین (وہابیت)	جاء الحق دوئم
۳.	رد عیسائیت	یسوع کی پیشگوئیاں
۴.	رد آریہ	آریہ پر چار حرف (ل ع ن ت)
۵.	رد شیعت	امیر معاویہ پر ایک نظر
۶.	رد مرزائیت	مرزائی سے نکاح حرام ہے (ایک فتویٰ)
۷.	رد سائنس	سکون زمین پر ایک وسیع فتویٰ

marfat.com

Marfat.com

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمتہ کے چند مشہور زمانہ تلامذہ

۱۔ مولانا آل حسن صاحب سنبھل مراد آباد، ۲۔ الشاہ محمد عارف اللہ صاحب قادری میرٹھی، ۳۔ قاری احمد حسین صاحب رُہتکی، ۴۔ جناب سید محمود شاہ صاحب گجرات، ۵۔ جناب سید حمید شاہ صاحب، ۶۔ خطیب اہل سنت سید حامد علی شاہ صاحب گجرات، ۷۔ جناب پیر طریقت حاجی احمد شاہ صاحب، ۸۔ قبلہ محترم مفتی وقارالدین صاحب چاٹگام مشرقی پاکستان، ۹۔ جناب سید عبدالغنی شاہ صاحب، ۱۰۔ حافظ سید علی صاحب، ۱۱۔ جناب صاحبزادہ سید مسعود الحسن صاحب چورہ شریف، ۱۲۔ حافظ سید غنی صاحب، ۱۳۔ جناب زادہ سید ایوب علی شاہ صاحب چورہ شریف، ۱۴۔ جناب سید حامد علی صاحب چورہ شریف، ۱۵۔ جناب سید ارشاد حسین صاحب چورہ شریف سیور، ۱۶۔ جناب مفکر اہلسنت قاضی عبدالنبی کوکب صاحب لاہور، ۱۷۔ سید محمد شاہ صاحب کڑیانوالہ ضلع گجرات، ۱۸۔ سید فضل شاہ صاحب گجرات، ۱۹۔ ماسٹر محمد عارف صاحب گجرات، ۲۰۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام علی اکاڑوی صاحب، ۲۱۔ چراغ اہل سنت حضرت قبلہ حافظ محمد بشیر صاحب حافظ آباد، ۲۲۔ حضرت شیخ القرآن حافظ الحدیث سید جلال الدین شاہ صاحب بھکی شریف، ۲۳۔ حضرت قبلہ مدرس اعظم مولانا محمد نواز صاحب بھکی شریف، ۲۴۔ پیر طریقت پیر محمد اسلم صاحب نعیمی قادری مراڑیاں شریف، ۲۵۔ مفتیءِ اعظم پاکستان جناب قبلہ مفتی محمد حسین نعیمی صاحب جامعہ نعیمیہ لاہور، اس کے علاوہ تقریباً تین ہزار علماء اکرام آپ کے شاگرد ہیں جن میں سے اکثر دنیا کے مختلف ملکوں میں خدمات دین انجام دے رہے ہیں۔ حضرت حکیم الامت نے برصغیر کے مختلف شہروں میں تقریباً پانچ مدرسے بنائے اور گیارہ مدارس میں درس تدریس کا کام سرانجام دیا۔

Marfat.com

حضرت حکیم الامت اور تحریک پاکستان

حضرت قبلہ علیہ الرحمتہ کو قائد اعظم محمد علی جناح صاحب سے بہت محبت تھی آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ مسلم لیگ کو پاکستان بلکہ پورے برصغیر کے مسلمانوں کی اساس اور بنیاد قرار دیتے تھے۔ جب آپ کے استاد اور پیر مرشد نے قائد اعظم کی حمایت میں بنارس کانفرنس منعقد فرمائی تو آپ اپنے استاد کے شانہ بشانہ رہے اور گجرات سے مختلف وفود بنارس بھیجتے رہے جن میں سے ایک وفد سید محمود شاہ صاحب کی سرکردگی میں اور آخری وفد خود لے کر گئے۔ پاکستان کی ووٹنگ کے دن آپ گجرات سے اپنے وطن صرف ایک اپنے ووٹ کے لیے تشریف لے گئے۔ جب آپ اپنے وطن اچھیانی پہنچے تو ووٹنگ بند ہونے میں صرف ایک منٹ باقی رہ گیا تھا آپ دوڑتے ہوئے قریبی پولنگ اسٹیشن پہنچے عملا پولنگ اسٹیشن بند ہو چکا تھا مگر ایک منٹ کا وقت باقی تھا لہذا آپ کے ووٹ کے لیے عملے نے اپنا بستہ کھولا مہر نکال کر آپ کا ووٹ ڈلوایا اور پھر سب اٹھ کھڑے ہوئے اور گنتی کے لیے پولنگ اسٹیشن کے دروازے بند کر دیئے گئے اس طرح پورے ملک میں گویا آپ کا ووٹ آخری تھا۔ حسن اتفاق، اچھیانی شہر میں مسلم لیگ گیارہ ہزار گیارہ ووٹوں سے جیتی یعنی گیارھواں ووٹ آپ کا تھا۔

حضرت حکیم الامت کی کشمیر سے محبت

آپ کی قلبی اور دلی خواہش تھی کہ ہندوؤں کے قبضے سے وادی کشمیر مکمل طور پر آزاد ہو اس خواہش میں آپ خود بھی مجاہدین میں شامل ہونے کی تمنا کرتے تھے۔ جب پٹھانوں نے کشمیر پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے پٹھانوں کی مہمان نوازی کے علاوہ ایک بندوق

marfat.com

Marfat.com

بھی ان سے خریدی غلام حسین پکا نوالہ مرحوم نے آپ کے لیے ایک شاندار بندوق پسند فرمائی جس کی رقم آپ نے تقریباً تین سو روپیہ اپنی ذاتی تنخواہ سے ادا فرمائی حالانکہ اس طرح آپ کو گھریلو اخراجات میں کافی دشواری بھی پیش آئی مگر آپ نے پرواہ نہ کی اور آپ انتہائی شوق و ذوق سے مجاہدین کے ٹریننگ اور تربیتی اسکول میں داخل ہو گئے آپ کے ہر جلسے اور جلوس میں یہ نظم ضرور پڑھی جاتی تھی۔ اُٹھ شیر مجاہد ہوش میں آ تعمیر خلافت پیدا کر اُس کا ایک شعر اس طرح تھا۔

کشمیر میں جنت بکتی ہے وہ جان کے بدلے سستی ہے
اِس جان کا کیا ہے جانی ہے اس جان کی وقعت پیدا کر

یہ نظم مفتی مختار احمد نعیمی اپنی پیاری آواز میں پڑھتے سناتے تھے۔

حضرت حکیم الامت بدایونی علیہ الرحمتہ کے فرقِ باطلہ سے چند مناظرے

حضرت حکیم الامت علیہ لرحمتہ نے اپنی حیات طیبہ میں تقریباً سات مناظرے باطل فرقوں سے کیۓ اور باطل کو مکمل مدلل شکست عطا فرمائی اور شکست کی تحریر حاصل کی گئی۔

پہلا مناظرہ: آپ کا پہلا مناظرہ پیلی بھیت کے ایک آریہ پنڈت راو برھم چاری سے پیلی بھیت میں ہوا اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ پیلی بھیت میں اس پنڈت نے مسلمانوں کو مناظرے کا چیلنج دیا جب کوئی مقابل نہ آیا تو پیلی بھیت کے مسلمان مراد آباد شریف حضرت سید صدرُ الا فاضل نعیم الدین مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حالات کی نزاکت کا احساس دلایا۔ آپ نے مناظرے کیلئے حضرت مفتی احمد یار خان کا انتخاب فرمایا لوگوں نے عرض کیا حضرت معاملہ نازک ہے وہ پنڈت بوڑھا اور تجربہ کار مناظر ہے۔ آپ

marfat.com
Marfat.com

اس چھوٹے طالب علم کو نہ بھیجیں بلکہ آپ خود چلیں، حضرت صدر الا فاضل خود بہت بڑے ہر میدان کے فاتح مناظر تھے مگر آپ نے فرمایا انشاء اللہ میرا منتخب آپ کو شرمندہ نہ کرے گا۔ خیر آپ مناظرہ گاہ میں جب پہنچے تو بوڑھے پنڈت نے مذاقاً کہا اس بچے کو میرے مقابل لا کر یہ ثابت کر دیا کہ تم میں نہ کوئی عالم ہے نہ ذی عقل اس چھوٹے سے طالب علم نے کیا کرنا ہے۔ بجز تم لوگوں کو رسوا کرنے کے آپ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ ہمیشہ ابابیل سے فیل مرواتا ہے پھر کچھ اور باتیں ہوئیں بہر کیف مناظرہ ہوا تو بحمدہ تعالیٰ ایک گھنٹے کے اندر اندر پنڈت مناظر شکست تسلیم کر گیا اور لاجواب ہو کر فرار ہونے لگا۔ مسلمانوں نے پکڑ لیا کہ حسب وعدہ شکست مانو اور تحریر دو۔ اس سے شکست کی تحریر لی گئی جو آج تک مراد آباد میں محفوظ ہے اس جیت سے تقریباً ۱۳ کافر مسلمان ہوئے اور مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی جلسے ہوئے مراد آباد تک جلوس نکالے گئے۔ رسالوں اخباروں میں خبریں چھپیں، یہاں تک کہ دیوبندی حضرات نے مشہور کرنا شروع کر دیا کہ یہ ہمارے مدرسے کا طالب علم ہے۔

دوسرا مناظرہ : امرت سر میں ایک غیر مقلد مولوی ثناء اللہ امرت سری سے ہوا۔ اس مناظرے کے صدر شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی تھے۔ اس میں مدمناظر غیر مقلد کو شکست فاش ہوئی، جس کی تحریر لے لی گئی۔

تیسرا مناظرہ : ایک مرزائی خادم چیمہ وکیل سے ہوا اس مناظرے کو دیکھ کر بہت سے مسلمان جوش عقیدت میں آ کر آپ سے بیعت ہو گئے، اس سے شکست کی تحریر لے لی گئی، جو غالباً لالہ فضل پگانوالہ کے پاس تھی۔ اس مناظرے سے مسلمانوں کے سر بلند اور چہرے سرخ ہوئے۔ تاریخ گجرات میں یہ مسلمانوں کی عظیم فتح تھی۔

چوتھا مناظرہ : صوفی عبد الرحمٰن صاحب دیوبندی مناظر سے ہوا ان کو بھی شکست ہوئی اور انہوں نے دیوبندیت سے توبہ کر کے تحریری طور پر سنی عقیدہ اختیار کر لیا اور تقریباً

marfat.com

Marfat.com

تین سال تک اس پر قائم رہے پھر منحرف ہو گئے مگر شرمندگی سے تا عمر سر نہ اٹھا سکے۔

پانچواں مناظرہ : ان ہی صوفی صاحب کے مشہور شاگرد عنایت اللہ شاہ بخاری دیوبندی خطیب کالری دروازہ گجرات سے لالہ فضل پکا نوالہ کے مکان پر صبح سے شام تک ہوا۔ اس میں بھی دیوبندی مناظر عنایت اللہ صاحب کو زبردست شکست ہوئی اور انہوں نے تحریراً دیوبندی عقائد کو غلط اور اہل سنت بریلوی عقائد کو حق تسلیم کرتے ہوئے اپنے سنی ہونے دیوبندیت سے تائب ہونے کا اقرار کیا، سنیوں کی یہ فتح عظیم تھی۔ اس کی تحریر کا اشتہار بعنوان مناظرہ "جھگڑے کا خاتمہ" شائع کیا گیا اور شاہ صاحب کو ایک سنی عالم و خطیب کا لقب دیا گیا تقریباً پندرہ سال تک شاہ صاحب سنی بریلوی عقیدے پر قائم رہے پھر کسی کے ورغلانے سے منحرف ہو گئے اور کہتے پھرے کہ میں اس وقت کم علم تھا اس لیے شکست کھا گیا۔

چھٹا مناظرہ : دیوبندی عالم مولوی غلام خان صاحب سے ضلع چکوال کے کسی علاقہ میں ہوا۔ ساتواں مناظرہ ایک شیعہ مناظر سے سیالکوٹ میں ہوا بحمدہ تعالیٰ تمام مناظروں میں اہل سنت کو فتح عظیم حاصل ہوئی آپ کے مناظروں کی خصوصی شان یہ رہی کہ مخالف مناظر شکست دے کر اس سے شکست کی تحریر لے لی گئی۔ اس زمانے میں ٹیپ ریکارڈ نہیں تھی ورنہ ریکارڈ کرنا تحریر لینے سے زیادہ آسان ہے اور یقینی مفید۔

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی شاعری

حضرت علیہ الرحمتہ شاعری میں بھی اپنے مرشد محترم سید صدر الافاضل نعیم الدین مرادآبادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے۔ آپ نے باوجود سند یافتہ ہونے کے بہت کم اس طرف

Marfat.com

Marfat.com

توجہ دی اور آپ کا مکمل مجموعہ کلام صرف دیوان سالک کی شکل میں مطبوعہ ہے آپ کا ایک مجموعہ کلام ہندوستان میں ضائع ہو چکا ہے۔ آپ کے شعری اور نظمیہ کلام کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ نے مقصد کلام و نظمیات کو اصلاح المسلمین اور نصیحت اور دعوت عمل کا پہلو اختیار فرمایا مثلاً ایک شعر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ان کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے ان سے پھرے جہاں پھر آئی کمی وقار میں

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اپنے مختصر کلام میں بڑے بڑے اختلافی مسئلے حل فرما دیئے مثلاً ایک نظم میں امام عالی مقام سید الشہداء امام حسین کی شان اقدس بیان فرماتے ہیں۔

استقامت پہ فدا میں تیری اے دست حسین
نہ گیا ہاتھ میں بے دین کی بیعت کے لیے
کھل گیا اس سے اگر حق پہ نہ ہوتے اصحاب
دستِ حسنین نہ بڑھتا کبھی بیعت کے لیے

یعنی اگر صحابہ کرام معاذ اللہ بقول شیعہ کسی غلطی پر ہوتے تو وہ امام جو سر کٹا دیں یزید پلید کی بیعت نہ کریں۔ انہوں نے صحابہ کی بیعت کیوں کر لی اور ایک جگہ غیر مقلدین کو جواب دیتے ہوئے۔ امام اعظم کے قصیدے میں فرماتے ہیں۔

جو تیری تقلید شرک ہوتی محدثین ہوتے سارے مشرک
بخاری و مسلم ابن ماجہ، امام اعظم ابوحنیفہ"

یعنی غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تقلید کرنا کسی مجتہد اربعہ کی شرک ہے۔ آپ اس کا عظیم و مدلل جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر تقلید شرک ہوتی تو تمام محدثین مشرک ہوتے کیونکہ ہر محدث ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی مجتہد امام کا مقلد ہے اور مشرک سے روایت بھی غیر معتبر ہو جاتی ہیں حالانکہ تمام غیر مقلدین ان ہی محدثین کی کتابیں پڑھتے پڑھاتے ہیں ان پر ایمان لاتے ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ تقلید شرک نہیں۔ شرک کہنے والے نادان اور کم عقل ہیں۔ اس طرح اور بھی بہت سی مثالیں ہیں غرضیکہ آپ کے ہر ہر شعر میں کوئی نہ کوئی علم و عمل نصیحت و تذکر کا پہلو نکلتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

حضرت حکیم الامت علیہ الرحمتہ کے تصنیفی شاہکار

ویسے تو آپ کی تمام تصنیفات ہی نہایت مظبوط و مدلل ہے لیکن بعض تصنیفات نے تبحر علماء ہم زمانہ کو بھی حیرت بدندان کر دیا ہے جن میں پہلی تصنیف آپ کی تفسیر نعیمی ہے۔ اس میں ہر آیت کے تحت آپ نے حضور غوث پاک کی عقیدت میں گیارہ چیزیں درج کی ہیں۔

۱۔ عربی آیت پاک، ۲۔ لفظی اپنا ترجمہ، ۳۔ اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی کا ترجمہ، ۴۔ تعلقاتِ آیٰت، ۵۔ نزول و شانِ نزول، ۶۔ تفسیر نحوی، ۷۔ تفسیر عالمانہ، ۸۔ فوائد آیٰت، ۹۔ آیت سے فقہی مسائل، ۱۰۔ اعتراضات جوابات، ۱۱۔ تفسیر صوفیانہ۔ اس تفسیر کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اس کے پارے کو آقاءِ کائنات ﷺ نے پسند فرمایا۔ دوسرا عظیم شرف یہ بھی حاصل ہے کہ اس میں بعض الفاظِ مقدسات خود آقا ﷺ نے ارشاد فرمائے کہ یہ لکھ دو۔ بعض دفعہ خواب میں بعض دفعہ مراقبے میں۔

آپ کی دوسری تصنیف جاء الحق ہے جس کو قبلہ پیر جماعت علی شاہ صاحب، محدث علی پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرف اسم سے نوازا اور فرمایا کہ آپ کی یہ تصنیف تا قیامت باقی رہے گی۔ اس کا کوئی جواب نہ لکھ سکے گا اگر کوئی قلم اٹھائیگا تو باطل ہی ہوگا۔

آپ کی تیسری تصنیف علم القرآن ہے جس کے متعلق ابو الحقائق شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی نے فرمایا کہ یہ حضرت کی تصنیف نہیں بلکہ آپ کی کرامت ہے۔

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان قادری نعیمی بدایونی کا شجرۂ نسب

حکیم الامت کے دو فرزند اور پانچ صاحبزادیاں ہوئیں۔ تیسری صاحبزادی بچپن میں ہی فوت ہوگئی اس لئے خاندان میں چار مشہور و صاحب اولاد ہوئیں۔ بڑے فرزند کی کوئی نرینہ اولاد نہ ہوئی چھوٹے فرزند کے دو بیٹے ہوئے۔ ۱۔ محمد عبدالقادر، ۲۔ محمد عبدالرزاق، محمد

Marfat.com

عبدالقادر کے دو بیٹے ہیں شہر یار[۱] خان مسعود الحسن خان اور محمد عبدالرزاق کے دو بیٹے حیدر علی خان[۱]، طیب[۲] علی خان سلسلہ نسب بڑے فرزند سے اس طرح ہے۔

محمد شہر یار[۱] خان ابن محمد عبدالقادر[۲] ابن اقتدار[۳] احمد خان ابن حضرت[۴] حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن مولانا محمد یار[۵] خان ابن مولانا منور[۶] خان ابن کالے[۷] خان عرف منظور[۸] علی ابن بشارت[۹] علی خان ابن نجابت[۱۰] علی خان ابن امام[۱۱] علی خان ابن احمد[۱۲] علی خان ابن محمود[۱۳] علی خان ابن قاسم[۱۴] علی خان ابن اشرف[۱۵] علی خان ابن عترت[۱۶] علی خان ابن عمدہ[۱۷] علی خان ابن باز خان[۱۸] ابن غیرت خان[۱۹] غزنی ابن مراد علی خان[۲۰] ابن موسیٰ خان[۲۱] ابن یوسف خان[۲۲] (یہ ہیں یوسف زئی پٹھان قبیلے کے جد اعلیٰ) ابن مندے خان[۲۳] ابن کنجے[۲۴] ابن قندار[۲۵] ابن خرشبون[۲۶] یعنی خیر الدین ابن سراین[۲۷] ابن قیس عبدالرشید[۲۸] متوفی ۲۳۲ھ مطابق ۸۴۱ء ابن عبداللہ[۲۹] ابن عبدالعزیز[۳۰] ابن عبدالرحمٰن[۳۱] ابن عدین[۳۲] ابن خالد[۳۳] ابن قیس قطان[۳۴] ابن عیص[۳۵] ابن سلول[۳۶] ابن عتبہ[۳۷] ابن نعیم[۳۸] ابن مارع[۳۹] ابن ابوجندر[۴۰] ابن سکندر ذوالقرنین[۴۱] ابن رجان[۴۲] ابن ایمن[۴۳] ابن مالول[۴۴] ابن شلم[۴۵] ابن صلاح[۴۶] ابن قارو[۴۷] ابن عظیم[۴۸] ابن فہلول[۴۹] ابن کرم[۵۰] ابن محال[۵۱] ابن حذیفہ[۵۲] ابن منھاس[۵۳] ابن عیص[۵۴] (قیس) ابن غلیم[۵۵] (عالم) ابن شموئیل[۵۶] ابن ہارون[۵۷] ابن قمرو[۵۸] ابن لاہی[۵۹] ابن صلیب[۶۰] ابن طلال[۶۱] (طالِ) ابن لوئی[۶۲] ابن عامیل[۶۳] ابن تارج[۶۴] ابن ارشند[۶۵] ابن ابومندول[۶۶] ابن سالم[۶۷] ابن افغانہ[۶۸] ابن جاہ[۶۹] ابن ارمیاہ[۷۰] (یرمیاہ) ابن ساول[۷۱] ابن قیس[۷۲] ابن مہالل[۷۳] ابن عالم[۷۴] (اغضوع) ابن سروع[۷۵] ابن بنیامین[۷۶] (میواہ) ابن یعقوب[۷۷] علیہ السلام ابن اسحاق[۷۸] علیہ السلام ابن ابراہیم[۷۹] خلیل اللہ علیہ السلام ابن تارخ[۸۰] ابن ناخور[۸۱] ابن سروج[۸۲] ابن راعو[۸۳] ابن فالخ[۸۴] ابن عابر[۸۵] ابن ہود[۸۶] علیہ السلام ابن عابر[۸۷] ابن شالخ[۸۸] ابن ابواز[۸۹] ابن فخشاد[۹۰] ابن ابوسام[۹۱] ابن نوح[۹۲] علیہ السلام۔

یوسف زئی پٹھان قبیلے کا یہ نسب نامہ ہم نے چھ جگہ سے جمع کیا ہے ا۔ خود حضرت حکیم الامت علیہ الرحمۃ کا مرتبہ قلمی مکتوبہ برحاشیہ مدارج النبوت جلد اول ۲۔ تاریخ افغاناں ۳۔ تاریخ

Marfat.com

خورشید جہاں، ۴۔ جامع الخیر، ۵۔ قصص القرآن، ۶۔ تاریخ وادی جمچھ صفحہ ۱۰۵۔

حضرت قبلہ کے معمولات

آپ کی ساری زندگی پابندی وقت اور مستقل مزاجی میں مشہور ہے۔ وقت کی قدر کا آپ سب کو حکم فرمایا کرتے تھے۔ آپ خود بھی جس کام کو شروع فرماتے تو وہ اگرچہ تھوڑا ہوتا مگر مسلسل اور وقتِ معینہ پر ہوتا اس کو لوگ آپ کی کرامت کہا کرتے تھے۔ آپ نماز باجماعت کے عاشق تھے چالیس پچاس سال تک مسلسل آپ کو دیکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم نے کبھی آپ کی تکبیر اولیٰ بھی ترک ہوتے نہ دیکھی آپ نے امام صاحب کو حکم دے رکھا تھا کہ کسی کی وجہ سے بھی آدھے منٹ کی تاخیر بھی نہ کی جائے اگرچہ میں خود ہی کیوں نہ ہوں تا کہ مجھ کو نماز کی فکر رہے۔ آپ بعد نماز فجر قرآن مجید اور حدیث پاک کا درس فرمایا کرتے تھے آدھا گھنٹہ قرآن مجید کا اور پندرہ منٹ حدیث پاک کا۔ اس میں کبھی بھی زیادتی یا کمی نہ ہوتی درس قرآن و حدیث عجیب روح پرور محفل ہوتی تھی۔ دس دس میل بلکہ دور دور شہروں سے لوگ یہ درس سننے کیلئے آتے تھے۔ اس کی وسعت علمی کا یہ حال تھا کہ چالیس سال میں ایک قرآن مجید ختم ہوا۔ دوسری مرتبہ شروع ہوا تو گیارھویں سپارے تک پہنچے تھے کہ آپ کا وصال ہوگیا۔ اس کے بعد اشراق کے چھ نفل پڑھتے پھر ناشتہ فرماتے پھر طلبا کو پڑھاتے پھر دو گھنٹہ تصنیف فرماتے پھر دوپہر کا کھانا تناول فرماتے پھر ایک گھنٹہ قیلولہ فرماتے پھر نماز ظہر پھر روزانہ ایک پارہ تلاوت فرماتے پھر تحریر و تصنیف و جوابِ فتاویٰ و خطوطِ احباب میں مشغول ہوتے پھر نماز عصر اور بعد نماز عصر تین میل سیر کی چہل قدمی فرماتے ایک بزرگ کے مزار تک جاتے ہوئے درود تاج شریف اور آتے ہوئے دلائل خیرات شریف پڑھتے ہوئے عین اذان مغرب کے وقت مسجد میں سیدھا قدم رکھتے۔ اس طرح آپ نے تمام عمر یہ ڈیوٹی ادا فرمائی۔ بعد نماز مغرب کھانا تناول فرماتے۔ کتب طلبا مطالعہ فرماتے پھر نماز عشاء مسجد میں اور بعد کے سنت و نوافل گھر میں ادا فرماتے پھر طلبا سے فقہی مسائل پر گیارہ منٹ گفتگو فرماتے پھر آرام فرماتے پھر رات کو دو بجے تہجد پھر اس وقت نوافل کے بعد وتر ادا فرماتے پھر کچھ وظائف پھر ایک گھنٹہ آرام فرماتے پھر نماز فجر کی سنتیں گھر پر ادا فرماتے اور

marfat.com

Marfat.com

کچھ وظائف، پھر مسجد جا کر فجر باجماعت اپنے دونوں بیٹوں کو ہر نماز باجماعت کے لیے مسجد میں ساتھ لے کر جاتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ ہر نماز کے وقت مسلمانوں کے گھروں میں عید کی طرح چہل پہل رونق روشنی اور تیاری نماز تلاوت کی آوازیں ہر کمرے سے نکلنی چاہئے۔ جس گھر میں یہ رونق نہ ہو تو وہ گھر مثلِ قبرستان ہے۔ شادی بیاہ اور عید اور میلہ تماشہ، تیوہار کی رونقیں تو کفار بھی کر لیتے ہیں مومن کا تو سب عید میلہ، رونق خوشیاں نماز ہی ہے۔ یہ فرق ہے مومن اور کافر کی رونق میں۔ آپ عشا اور فجر میں چاہتے تھے کہ ہر گھر میں ہر کمرے میں روشنی اور وضو کی تیاری وغیرہ کی چہل پہل ہو۔ اذان سننے کا بہت اہتمام فرماتے جس وقت اذان ہوتی تو سب گھر میں سناٹا چھا جاتا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک سیرت را۔

اب کہاں وہ رونقیں وہ باتیں — ترستی ہیں نگاہیں ایسی ہستی کے نظارے کو
کتھے چھپ گیا علم دا او خزانہ — محدث مفسر فقیہ زمانہ
نبی پاک دا خاص عاشق دیوانہ — فخر اہل سنت دا عالم یگانہ

(اصغر علی اصغر، فیصل آباد)

اے کمالِ عظمتِ اہلِ نظر کی یادگار
تیرے غم میں دامنِ موجِ صبا ہے تار تار
ہر ادا تھی عزت اسلاف کی آئینہ دار
تیرے خال و خد سے تھی شانِ کرامت آشکار
تھی حدیثِ پاک کی رمز آشنا تیری زبان
سینۂ اطہر تیرا گنجینۂ اسرار
گل بداماں پھر رہے ہیں عالمِ ارشاد میں
نور چشم حضرت کے مختار و جناب اقتدار

(از مولانا مرتضٰی صابر نوشاہی)

Marfat.com

حضرت حکیم الامت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی چند کرامات

۱۔ حافظ فضل حسین صاحب استاد ٹیچر، اوٹی، مقام منڈی بھٹیاں تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کا بیان ہے کہ قیام پاکستان سے بہت پہلے متحدہ ہندوستان یعنی ۱۹۴۳ء کا زمانہ تھا جب بندہ قرآن مجید حفظ کر چکا تھا تو گجرات شہر میں ایک عالم دین کا علمی شہرہ سنا تو میرے دل میں زیارت وتلمذ کی کشش پیدا ہوئی اور ارادہ کیا کہ اس عاشق رسول مفسر قرآن متبحر عالم حق سے مستفید ہوں اور دریاء علم سے مستفیض ہو جاؤں اور دینی علم حاصل کیا جائے۔ جس مدرسے میں آپ کا قیام اور سلسلۂ تدریس جاری تھا اس کا نام مدرسہ شاہ ولایت تھا۔ ایک انجمن کے تحت تھا اس کی نسبت سے اس کا نام انجمن خدام الصوفیہ اور مسجد حاجی پیر بخش تھا۔ جب میں گجرات پہنچا تو حضرت قبلہ مدظلہ العالی کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ مجھ کو آپ کی تین خصائل حمیدہ نے سخت حیران اور متاثر کیا۔ پہلی آپ کی انتہائی سادگی خیال تھا کہ شاید آپ بہت ٹھاٹھ باٹھ جبہ و دستار میں زرق برق ہوں گے اور عام خطبا کی طرح شان و شوکت دبدبے والے نزاکت پسند ہوں گے مگر دیکھا اس کے برخلاف ایک معمولی چٹائی پر بیٹھے ہوئے جب کہ مدارس میں معمولی اساتذہ بھی سجادوں قالین پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ دوئم آپ کا تقویٰ طہارت پابندئ وقت نمازوں کی پابندی جماعت کا عشق سوم آپ کی معاملہ فہمی دیانت داری اور معاملات ولین دین کا کھرا ہونا۔ فی زمانہ یہ بھی کرامات میں شمار ہیں، میری تعلیمی ابتدا تین کتب سے شروع ہوئی ا۔ آمدن نامہ، ۲۔ فارسی کی پہلی کتاب، ۳۔ حکایاتِ لطیف کہ یہی درس نظامی کا ابتدائی کورس (نصاب) ہے اس وقت بڑے طلبا میں ایک حافظ سید علی صاحب قبلہ تھے جو ہم چند چھوٹے ابتدائی طلبا کو پڑھاتے۔ اس طریقے سے حضرت دوران تلمیذ ہی تلامذہ کو مدرس بھی بناتے جاتے۔ ہر جمعرات کو ہفتہ وار امتحان حضرت علیہ

Marfat.com

الرحمۃ خود لیا کرتے تھے۔ امتحان سخت ہوا کرتا تھا۔ طلبا سے سخت محنت کرائی جاتی تھی۔ بلا امتیاز سب طلبا پر تعلیمی پابندی اور سختی جاری ہوتی تھی۔ غلطی سستی کی سزا میں بھی کسی شاگرد سے کوئی رعایت نہ برتی جاتی۔ اس وقت کے طلبا میں، چورے شریف کے چار صاحبزادگان اور خطیب جامعہ حاجی پیر بخش سید ولایت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے سید محمود علی شاہ، حمید علی شاہ، حامد علی شاہ، احمد علی شاہ صاحبان، عبدالغنی شاہ حافظ سید علی، اس وقت کی بڑی کلاس میں جو حضرات زیر تعلیم تھے ان میں چند طلبا، بہترین اور علماء ربانیین شمار ہوئے وہ یہ تھے۔ ۱۔ حضرت مولانا حافظ سید علی مدرس، ۲۔ حاجی احمد شاہ مدرس، ۳۔ صاحبزادہ مسعود الحسن مدرس و مناظر، ۴۔ قاضی عبدالنبی کوکب مصنف، ۵۔ پیر محمد اسلم آف مراڑیاں۔ واعظ اسلام، ۶۔ مولانا نذیر حسین صاحب نور پور گجرات، ۷۔ سید محمود شاہ صاحب خطیب پاکستان، ۸۔ سید حامد علی شاہ صاحب خطیب اہل سنت۔ ان سب میں کم عمر طالب علم قاضی عبدالنبی کوکب تھے۔ ان کے والد محترم قاضی عبدالحکیم صاحب خود ہر روز اپنے بیٹے عبدالنبی صاحب کو مدرسے پہنچاتے اور لینے آتے کبھی طلبا کے ساتھ بیٹھ کر تمام وقت اسباق کی سماعت بھی فرماتے کبھی واپس چلے جاتے البتہ صوفی محمد اسلم صاحب کے والدِ محترم حضرت مولانا نیک عالم صاحب علیہ الرحمۃ اپنے صاحبزادے محمد اسلم صاحب کو ساتھ لے کر آتے اور ساتھ بیٹھ کر ہر روز سماعت فرماتے اور اپنے صاحبزادہ کو ساتھ لے جاتے۔ حضرت قبلہ نہایت سفید شفاف لباس اور عمامہ سفید یا عنابی رنگ کا پہنا کرتے باوضو اور خوشبو لگا کر پڑھایا کرتے۔ مسواک کی بہت پابندی فرماتے۔ ہر وضو کے ساتھ ایک منٹ مسواک فرماتے ہمیشہ مدینہ منورہ کی مسواک استعمال فرماتے جو ایک بالشت لمبی اور انگوٹھے برابر موٹی ہوتی۔ آپ کے دانتوں کی چمک سے سامنے کی اشیاء کا عکس سا نظر آتا تھا۔ دیگر اوقات میں آپ کپڑے کی ٹوپی پہنا کرتے۔ اوقات مدرسے کے ابتدائی وقت میں پیر سید

Marfat.com

ولایت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ خود مشکوٰۃ شریف کا سبق پڑھا کرتے غالباً جلالین شریف بھی ہوتی تھی۔ حضرت حکیم الامت اوقاتِ مدرسہ کی پابندی اور اسباق کا بہت خیال فرماتے۔ نہ خود تعطیل کرتے نہ کرنے دیتے بجز قانونی چھٹیوں کے بہت ہی کم ناغہ فرماتے۔ تقسیم تعلیم تین وقتوں میں منقسم تھی۔ ۱۔ بعد نماز اشراق ایک بجے تک نئے اسباق پچھلا سن کر، ۲۔ بعد نماز ظہر تا اذان عصر تکرار اسباق تمام طلبا کی حاضری ضروری اور آپ خود وظائف و تلاوت میں مصروف رہتے، ۳۔ بعد نماز مغرب تا اذانِ عشا پھر بعد عشاء ایک گھنٹہ مطالعۂ کتب اسباق کے وقت تمام طلبا کے پاس تشریف فرما رہتے اور خود بھی سرسری مطالعہ فرماتے اگرچہ چھوٹی کتب ہوتیں آپ فرمایا کرتے کہ اساتذہ پر مطالعہ لازم ہے اگرچہ کتاب پڑھا پڑھا کر حفظ ہو چکی ہو کہ اس میں خیر و برکت اور شرح قلبی ہے۔ باجماعت نماز کی حاضری ہر طالب علم پر لازمی تھی ترک جماعت پر سزا دی جاتی، تیس تیس سال کے ساتھی کہتے تھے کہ ہم نے حضرت قبلہ کی کبھی تکبیر اولیٰ (تحریمہ) باجماعت کا ترک بھی نہ دیکھا۔ آپ معاملات کے بڑے کھرے تھے تاعمر کسی سے ادھار یا قرض نہ لیا۔ اگر کبھی کسی طالب علم سے سودا منگواتے اور وہ کچھ زیادہ پیسے خرچ کر آتا تو فوراً اپنے بٹوے سے نکال کر اس کو پیسے ادا کر دیتے اگرچہ وہ طالب علم لینے سے انکار کرتا، مدرسے کے چندے کو کبھی ہاتھ نہ لگاتے نہ وصول کرتے اگر کوئی دینے والا آتا تو کمیٹی والوں کے پاس بھیج دیتے۔ آپ کے اوصافِ حمیدہ بے شمار ہیں۔ جس میں سادگی کرامت کا نمونہ تھا نمود و نمائش تکبر و غرور کا نام نشان نہ تھا۔ کبھی کسی کی غیبت آپ کے منہ سے نہ سنی گئی۔ آپ میں صبر و تحمل اور خودداری بے مثل تھی۔ آپ اگرچہ اپنے اوقات کار کی تنخواہ لیا کرتے تھے مگر کبھی کسی انجمن نے آپ کو ملازم نہیں سمجھا بلکہ احسان مند رہتے تھے اور اس عقیدت سے آپ کا تقرر ہوتا تھا کہ گویا آپ کا احسان ہے جو آپ نے ہمارے مدرسے اور خطابت کو منظور فرما لیا۔ آپ جتنا عرصہ مدرسہ حاجی پیر بخش سے منسلک

marfat.com

Marfat.com

رہے صدر مدرس کی حیثیت سے رہے اس کے علاوہ شیخ التفسیر کا شعبہ آپ کے پاس ہی رہتا تھا۔ آپ ہمیشہ دو شعبے اپنی مرضی اور بلا تنخواہ خود انجام دیتے ایک دارالافتا اور دوسرا روزانہ درس القرآن وحدیث بعد نماز فجر آپ تقریباً بیس سال مدرسہ پیر بخش میں رہے۔ آپ گھر میں بیٹھ کر تصنیفات فرماتے تھے تاکہ مدرسے کے اوقات میں خلل اندازی نہ ہو یہ بھی آپ کی امانت اور دیانت کا ایک حصہ ہے اس کے باوجود جب انجمن کے چند شرپسندوں نے حقوق تصنیف کا مطالبہ کیا تو آپ نے یک دم انجمن سے علیحدگی اختیار فرمالی اور اپنے گھر میں تدریس کا کام شروع فرمادیا پھر ایک علیحدہ اہالیان شہر کے تعاون سے انجمن خدام الرسول کے نام سے ایک کمیٹی تشکیل دی جس کا انچارج جنرل سیکریٹری آپ کے ایک مرید حکیم صاحب کو بنایا گیا۔ آپ نے اس وقت واضح فرمایا کہ صرف خطبۂ جمعہ میں آپ کی تنخواہ پر دیا کروں باقی تمام کام یعنی روزانہ صبح کا درس قرآن حکیم اور تصنیفات وغیرہ میرے اپنے منشا اور اختیار اور مرضی کے ہوں گے ان کا انجمن سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ نہ معلوم سیکریٹری انجمن کو کیا سمائی کہ ایک مرتبہ آپ ملتان علامہ کاظمی صاحب کے جلسے میں تشریف لے گئے اور آپ نے حسب معمول اعلان فرمادیا کہ دو روز درس بند رہے گا۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو سیکریٹری حکیم صاحب نے ایک نیا رجسٹر تیار کر کے کہا کہ آپ اس پر حاضری لگا دیں اور آئندہ رخصت لے کر آپ کہیں جایا کریں۔ یہ گستاخانہ طرز حضرت کی خودداری پر ضرب اور چیلنج تھا۔ معاہدہ شکنی بھی۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا تم دنیادار لوگ اب ہم کو اپنا ملازم سمجھنے لگے ہو۔ ارے ہم تو اپنے آقا حضور رحمۃ للعالمین کے غلام اور سرکار بغداد شہنشاہ ولایت غوث پاک کے ملازم ہیں تم دنیاداروں کو ہم کیا سمجھتے ہیں یہ کہ کر رجسٹر پر کراس لگا دیا یا پھاڑ دیا اور فرمایا تم اپنا کوئی اور انتظام کرلو اور فرمایا کیا تم کو یاد نہیں کہ میں نے ابتدا میں ہی تم کو آگاہ کر دیا تھا کہ یہ درس میری اپنی طرف سے ہے اس کا ڈیوٹی سے کوئی تعلق نہیں۔ اس پر

marfat.com

Marfat.com

حکیم صاحب نے معافی مانگی لیکن حضرت علیہ الرحمۃ کا دل ان لوگوں سے اچاٹ ہو گیا اور علیحدگی اختیار کر لی پھر آپ نے درس اپنی بیٹھک میں شروع کر دیا اور تا وصال وہیں درس دیا جہاں آج آپ کا مزار ہے۔ آپ کی سادگی منکسر المزاجی اس حد تک تھی کہ آپ ساری عمر اپنے تصنیفی کاغذات قلم دان وغیرہ بھی ایک معمولی تنکوں کی چھوٹی ٹوکری میں رکھتے تھے۔ معمولی چٹائی پر بیٹھتے رہے۔ تو بہت بعد آخری آیام میں مفتی مختار احمد نعیمی آپ کے صاجزادہ صاحب مرحوم نے آپ کے لیے کرسی گدی والی اور ایک سامنے رکھنے والی میز بنوا دی تھی وہ بھی جبراً تب آپ نے اس کو قبول فرمالیا تھا ورنہ آپ فرمایا کرتے تھے فقیر کو ان تکلفات کی ضرورت کیا ہے یہ بھی آپ کی ظاہری کرامت۔

۲۔ آپ کے ایک دیرینہ دوست حکیم سردار علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے ایک شرارتی پڑوسی نے میری جھوٹی شکایت پولیس تھانے میں کر دی تھانے دار نے مجھے طلب کیا میں بہت ڈرا اور فوراً حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ مجھے پولیس نے بلایا ہے پتہ نہیں وہ مجھ سے کیا سلوک کرے آپ دعا فرمائیں۔ یہ بعد نماز ظہر کا وقت تھا موسم نیم سردیوں کا تھا دھوپ نکلی ہوئی تھی آپ تلاوت فرما رہے تھے تلاوت بند کر کے مجھ سے مسکرا کر فرمایا حکیم صاحب میری یہ چھتری ہمراہ لے جاؤ اور جاؤ حاضری دے آؤ۔ میں نے عرض کیا سرکار نہ تو گرم دھوپ ہے نہ بارش ہے تو پھر چھتری کیوں لیجاؤں! فرمایا لے جاؤ۔ میں حسب الحکم ایسے ہی بند چھتری لے گیا۔ جب میں تھانے دار صاحب کے پاس حاضر ہوا تو تھانیدار مجھ کو اُٹھ کر ملا اور کرسی پیش کر دی پھر پوچھا کہ بابا جی کیوں آئے ہو۔ میں نے کہا میرا نام حکیم سردار علی ہے وہ کہنے لگا کہ میں نے تم کو نہیں بلایا میں نے کہا میرا نام حکیم سردار علی ہے۔ وہ کہنے لگا اچھا ہاں آپ کے پڑوسی فلاں نے آپ کی شکایت کی ہے مگر اب ہم آپ سے کچھ پوچھ گچھ نہ کریں گے آپ جاؤ میں نے خدا تعالیٰ کا

Marfat.com

شکر کیا اور واپس چل پڑا تو پھر مجھ کو بلایا اور کہا کہ بیٹھو ہم تم کو چائے پلاتے ہیں اور فوراً سپاہی کو پیسے دے کر چائے لانے بھیج دیا میں نے بہت منع کیا مگر وہ نہ مانا اور چائے پلائی بسکٹ کھلائے پھر اٹھ کر وداع کیا میں بہت حیران ہوا کہ پولیس کا تھانیدار نہ جان پہچان نہ واقفیت مگر اس طرح احترام سے ملنا عجیب بات ہے جب کہ میں بحیثیت شکایت کے بلایا گیا ہوں، خیر میں واپس سیدھا حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا چھتری واپس کی سب واقعہ سنایا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ چھتری کا بوجھ تو نہ لگا تب میں اصل راز سمجھا کہ یہ سب میری عزت افزائی حضرت کی چھتری کی کرامت تھی آپ نے فرمایا دو نفل شکرانے کے پڑھو رب تعالیٰ نے لاج اور عزت رکھ لی اور بڑی مصیبت ٹل گئی۔

۳۔ ان ہی حکیم سردار علی صاحب کا بیان ہے کہ حضرت کئی دفعہ مجھ سے فرمایا کرتے کہ آؤ چلو سیر کرنے چلیں دربار شریف پر حاضری بھی ہو گی فاتحہ بھی یعنی یحییٰ سرکار سائیں کرم الٰہی سرکار کے مزار پر۔ مگر میں کہہ دیا کرتا کہ زردہ کھلاؤ تب جاؤں گا۔ آپ خاموش ہو کر خود اکیلے ہی چلے جاتے یہ آپ کا معمول تھا کہ آپ روزانہ بعد نماز عصر سیر کے لیے وہاں دربار شریف تک جاتے ایک دن پھر فرمایا تو میں چل دیا مگر راستہ بھر میں پہلی رٹ لگائے رہا کہ آج میں نے آپ سے وہاں زردہ کھانا ہے میری اس طفلانہ بات پر آپ مسکراتے رہے اور حسب عادت اپنا کوئی وظیفہ بھی پڑھتے رہے۔ جب وہاں پہنچے تو فاتحہ خوانی کی اور مطابق دستور واپسی ہوئی لیکن واپسی پر ذرا آہستہ چلتے رہے (حالانکہ آپ اکثر اتنا تیز چلتے تھے کہ جوان آدمی بھی دوڑ کر آپ کے ساتھ ملتا تھا)۔ جب ہم دونوں کچھ دور نکل آئے تو پیچھے سے ایک شخص نے آواز لگائی حضرت صاحب، حضرت صاحب ہم ٹھہر گئے حضرت نے اس وقت بھی مجھ کو مسکرا کر دیکھا مگر میں کچھ نہ سمجھا۔ وہ شخص پاس آیا اور عرض کی کیا حضرت آپ کو دیر تو رہی ہے مگر تھوڑا وقت دیں واپس میرے گھر تشریف لائیں میں نے فاتحہ ایصال ثواب

marfat.com

Marfat.com

دلوائی ہے۔ ہم واپس ہوئے تو بہترین زردہ اور پلاؤ رکھا تھا جس پر اس نے فاتحہ دلوائی حضرت قبلہ نے فاتحہ دی اور فرمایا کہ لو حکیم صاحب تم نے صرف زردہ مانگا تھا ہماری بچی سرکار نے تم کو پلاؤ بھی دے دیا صاحب خانہ کہنے لگا کہ حضور یہ سب پلاؤ زردہ آپ ساتھ لے جائیں مع برتنوں کے حضرت نے مجھ سے فرمایا حکیم صاحب تم لے جاؤ میں نے دونوں پلیٹیں خوشی خوشی اٹھالیں۔

۴۔ سید نظام علی شاہ صاحب جو آپ کے معزز شاگردوں میں ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت قبلہ کے ساتھ بچی سرکار کے مزار پر سیر کرتے ہوئے جا رہا تھا راستے میں ایک شیعہ رافضی کا مکان تھا وہ در پردہ حضرت کا سخت دشمن تھا اس کو حضرت قبلہ کا روز گزرنا ناگوار لگتا ہوگا۔ اس نے چند خونخوار کتے پالے ہوئے تھے ایک دن اسے کیا سوجھی کہ اس نے دو سخت خونخوار کتے کھلے چھوڑے جب ہم اس کی پگڈنڈی پر چلے تو اس نے اشارہ کیا یا کہ خود دونوں کتے تیزی سے بھاگتے ہوئے ہماری طرف دوڑے اور وہ اپنے گیٹ میں کھڑا ہو ادیکھ رہا ہے اس نے کتوں کو آواز نہ دی میں اپنے لیے بھی اور قبلہ صاحب کے لیے سخت گھبرایا اور عرض کی یا حضرت اب کیا بنے گا آپ نے فرمایا خاموشی سے بڑھتے رہو۔ جب کتے تقریباً پانچ گز کے فاصلے پر رہ گئے تو اچانک کربناک آواز سے چیختے ہوئے ایک دائیں طرف دوڑ گیا اور ایک بائیں طرف جیسے کہ کسی نے سخت ترین اذیت ناک ضرب لگائی ہو دوسرے دن سنا کہ وہ دونوں کتے اسی تکلیف سے مر گئے تھے۔ میں نے حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ حضرت یہ کیا بات تھی آپ نے فرمایا کہ ہمارے بچانے والے بھی ہمارے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں۔

۵۔ آپ کے ایک مرید خاص ڈاکٹر انصاری صاحب آج کل کراچی میں مقیم ہیں جب پہلی دفعہ ڈھاکہ سے گجرات پاکستان زیارت کے لیے حضرت مرشد کے پاس حاضر ہوئے تو

Marfat.com

حضرت علیہ الرحمتہ اپنی درس گاہ میں مصروف تصنیف تھے اور برلب سڑک دروازہ کھلا تھا ڈاکٹر صاحب نہایت حیرانی کے ساتھ کافی دیر دروازے پر ہی کھڑے رہے آپ کا سامان بھی آپ کے ساتھ ہی تھا۔ حضرت قبلہ علیہ الرحمتہ اپنے لکھنے میں اتنے مشغول تھے کہ ادھر توجہ نہ فرمائی ہم ڈاکٹر صاحب کو پہچانتے نہ تھے لیکن سامان سفر اندازہ لگا لیا کہ کوئی دور کا مسافر ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہم میں سے ایک صاحب نے اٹھ کر پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور کس سے ملنا ہے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا حضرت قبلہ پیر مرشد حکیم الامت سے ملنا ہے حضرت اس وقت کہاں ہیں ہم نے کہا کہ حضرت تو وہ سامنے تشریف فرما ہیں کیا آپ حضرت کو پہچانتے نہیں ہماری اس گفتگو سے حضرت نے اپنا سر اٹھایا اور ڈاکٹر صاحب کو آپ نے اور ڈاکٹر صاحب نے آپ کو پہچان لیا حضرت قبلہ اٹھ کر دروازے تک تشریف لائے ور ڈاکٹر صاحب کو ہمراہ اندر لے گئے۔ ہم نے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا کہ آپ نے حضرت کو پہچانا کیوں نہیں۔ جب کہ بقول آپ کے آپ نے مشرقی پاکستان میں کئی دفعہ زیارت کی بلکہ ایک دن آپ کے گھر بھی حضرت علیہ الرحمۃ مقیم بھی رہے اور آپ وہیں پر حضرت سے بیعت بھی ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ جب میں دروازے پر پہنچا میں نے حضرت کو وہاں موجود نہ پایا جہاں آپ بیٹھے تھے بلکہ اس جگہ میں نے تیز ہرے رنگ کی روشنی دیکھی۔ جس سے میں حیران رہ گیا کہ بوقت سہ پہر دن یہ صرف اس جگہ روشنی کیوں اور کیسے ہے اس روشنی نے حضرت کو چھپایا ہوا تھا۔ جب آپ خود میری طرف متوجہ ہوئے تو وہ روشنی غائب ہوگئی اور آپ مجھ کو نظر آگئے ڈاکٹر صاحب نے یہ بات حضرت صاحب سے بیان کی اور پوچھا کہ یا حضرت یہ کیا بات تھی۔ حضرت قبلہ نے مسکرا کر فرمایا کہ مجھ کو کیا معلوم یہ تو آپ نے دیکھا تھا نہ کہ میں نے" وَاللہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب "

۶۔ حضرت محترم شفیع حلوائی اور محمد شریف ٹوپی والی سرکار کا بیان ہے کہ جن دنوں آپ قبلہ

marfat.com
Marfat.com

علیہ الرحمۃ مسجد حجاماں میں صبح کا درس دیا کرتے تھے تو ایک دن موسم سرما میں اندر ہال میں درس ہو رہا تھا دروازے سب کھلے تھے اشراق کی دھوپ نکلی ہوئی تھی ہم میں سے بہت سے حضرات نے محسوس کیا اور بنظرِ خود دیکھا کہ باہر آنگن صحنِ مسجد میں بارش ہو رہی ہے اور چند ایک نے آہستہ سرگوشی کی بھی کہ دیکھو دھوپ بھی نکلی ہے اور ہلکی بارش بھی ہو رہی ہے ادھر تقریرِ درس کی لذتِ بیانی کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک لفظ پر لوگ جھوم رہے تھے سبحان اللہ سبحان اللہ کے نعرے بلند ہو رہے تھے لیکن جب درس ختم ہوا لوگ باہر نکلے تو آنگن خشک اور آسمان پر بادل کا نام ونشان نہیں ہم بہت سے لوگ پھر حضرت قبلہ کی خدمت میں واپس آئے اور جب حضرت اشراق کے نوافل سے فارغ ہوئے تو ہم نے یہ سب ماجرا عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ ہاں ہم نے بھی وہ نور کی بارش دیکھی تھی کیونکہ ہماری نگاہیں اور چہرہ ہی اس طرف تھا۔ ہم نے اسی وقت اندازہ لگالیا تھا کہ آج آقاء کائنات مدینے والی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ پاک ہمارے درس کی طرف ہے آج کی تقریر کی لذت اسی وجہ سے تھی۔

۷۔ حضرت محترم حافظ سید علی صاحب کا بیان ہے کہ میں نے ایک دفعہ حضرت قبلہ استاد محترم کی خدمت اقدس میں عرض کیا حضرت آپ روزانہ سائیں کانواں والی سرکار کے مزار پر کیوں حاضری دیتے ہیں گجرات کے وہابی اعتراض کرتے ہیں کہ اتنے بڑے باشرع عالم دین ہو کر ایک بے شرع بے نمازی مجنون و پاگل کی قبر پر روزانہ فاتحہ خوانی کرنے جاتے ہیں جس سے عوام میں اس کے احترام کی گمراہی پھیل رہی ہے حضرت صاحب کے روزانہ وہاں جانے سے لوگ اس کو ولی اللہ سمجھنے لگے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہابیوں کے اعتراض کا کیا ہے یہ بدنصیب تو مدینہ منورہ کی حاضری سے بھی روکتے ہیں بلکہ خود بھی حج کر کے مکہ مکرمہ سے ہی واپس آجاتے ہیں لیکن اگر آپ نے اس اعتراض کا جواب لینا ہے تو ایک دن میرے ساتھ تم بھی مزار پر حاضری دو۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں میں اسی دن تیار ہو گیا۔

Marfat.com

دوران راہ قبلہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب فاتحہ خوانی کے بعد واپس ہوں گے تو آپ نے نہ کوئی بات کرنی ہے نہ پیچھے مڑ کر دیکھنا ہے بس خاموشی سے درود تاج شریف پڑھتے ہوئے چلے آنا ہے میرے ساتھ ساتھ جب تک میں کوئی بات نہ کروں تم نے نہیں بولنا ہماری اس سیر گاہ کا راستہ کچھ اس طرح ہے کہ حضرت کی مسجد سے لے کر مزار تک تقریباً دو میل کا فاصلہ بنتا ہے بالکل درمیان راہ جلالپور روڈ ہے جب ہم واپس آ رہے تھے تو مجھے محسوس ہوا کہ کوئی شخص ہمارے پیچھے آ رہا ہے چونکہ مجھے خاموشی کے ساتھ ساتھ مڑ کر نہ دیکھنے کا بھی حکم تھا اس لیے میں یہ نہ جان سکا کہ کون پیچھے آ رہا ہے۔ جس وقت واپسی پر ہم نے سڑک پر قدم رکھا تو وہ آواز آنی بند ہو گئی۔ سڑک عبور کر کے حضرت علیہ الرحمۃ ٹھہر گئے اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ کیا محسوس کیا میں نے عرض کیا کہ ایسا لگتا تھا جیسے ہمارے پیچھے پیچھے کوئی چلتا آ رہا ہے۔ فرمایا یہی سرکار سائیں کانواں والے تھے روزانہ مجھ کو یہاں تک چھوڑنے آتے ہیں اگر کسی دن میں مزار شریف پہ نہ جاؤں تو میرا انتظار کرتے رہتے ہیں۔

۸۔ انہی حافظ سید علی صاحب کا بیان ہے کہ پھر میں نے بھی سائیں کرم الٰہی یعنی کانواں والی سرکار کے مزار پر اکثر جانا شروع کر دیا۔ ایک دفعہ اسی طرح دوران سیاحت حضرت علیہ الرحمت فرمانے لگے حافظ صاحب تم کو ایک بات بتاؤں کسی سے کہنا نہیں۔ میں نے عرض کیا حضور ارشاد فرمائیں۔ فرمانے لگے کہ میری تقدیری عمر کل گذشتہ ختم ہو چکی ہے۔ آج سے دس دن پہلے میں نے اپنے آقا ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اتنی مہلت اور عطا فرمایئے کہ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ والی آیت کی تفسیر لکھ لوں۔ میری یہ التجا منظور ہو گئی اور تین ماہ کی مزید زندگی سرور کائنات نے رب تعالیٰ سے دلوا دی ہماری اب یہ زندگی علیہ و سرکار ہے ﷺ یہ دونوں باتیں حافظ صاحب قبلہ نے ہمیں حضرت کی وفات کے بعد بتائیں۔

marfat.com

Marfat.com

حضرت حکیم الامت بدایونی اور آپ کی شاعری

آپ کا تخلص: سالک بدیوانی

دنیا میں ہر زبان کے ہر شاعر کی شاعری کا کچھ مقصد ہوتا ہے کسی نے غزلیات کو اپنایا کسی نے نظمیات کو کسی نے قصائد کو کسی نے مرثیت کو کسی نے نعت کو کسی نے فکریات کو۔ جب اس اعتبار سے حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ کی شاعری کو دیکھا جائے تو آپ کی شاعری نعت اور قصائد کے غلاف میں فطری عقل نقلی طریقے پر بہت مختلف فیہ مسائل کا حل کرتی چلی جاتی ہے چنانچہ حمدیہ نظم میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

۱۔ تیرے عشق میں روئے مرغ سحر تیرا نام ہے مرہم زخمِ جگر
تیرا ورد کرے ہر شجر و حجر سبحان اللہ سبحان اللہ

اس شعر میں آپ نے منطق کا یہ قاعدہ بدلائل قرآنی غلط ثابت کیا کہ ناطق صرف انسان ہے بلکہ مولاءِ رومی کا قول ہی درست ہے کہ

نطق آب نطق خاک و نطق گِل
ہست محسوس از حواسِ اہل دل

یعنی ہر چیز چرند پرند شجر حجر گفتگو کرتی ہے اس کی دلیل وہ درج ذیل آیت ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ

(سورۃ اسریٰ آیت نمبر ۴۴)

۲۔ زمانے نے زمانے میں سخی ایسا نہیں دیکھا
لبوں پر جس کے سائل نے نہیں آتے نہیں دیکھا

اس نعت کے اس شعر میں آپ نے یہ مسئلہ ثابت فرما کہ نبی کریم سے دنیا یا آخرت کی کوئی چیز مانگنا شرک نہیں صحابہ کرام مانگا کرتے تھے اور پایا کرتے تھے کسی نے نبی کریم ﷺ سے

Marfat.com

دنیا مانگی اور پائی کسی نے جنت مانگی اور پائی۔ نبی کی سخاوت یا انکار کا سائلوں سے پتہ لگتا ہے صحابہ سائل نبی ﷺ داتا تھے صحابہ ہی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس پر کبھی نہیں ہے نہیں آیا جب بھی کسی نے مانگا آپ نے دیا۔

۳۔ اِسی نعت میں آگے ایک شعر میں تا حیات سلاطین اور اگر حکام اسلام کو اسوۂ حسنہ اور سیرت النبی سے کامیاب حکمرانی کا طریقہ سکھایا چنانچہ فرماتے ہیں۔

وہ آقا جو کہ خود کھائے کھجوریں اور غلاموں کو
کھلائے نعمتیں دنیا کی کب ایسا کہیں دیکھا

آج اس اخلاقِ حسنہ اور درس اسلامی کو بھلا دیا گیا کہ امراء عیاشی وتن سازی میں اور غربا بھوکے ننگے۔

۴۔ ایک نعت میں فرماتے ہیں۔

مرقد کی پہلی شب ہے دولھا کے دید کی شب
اس شب پہ عید قرباں اس کا جواب کیسا

اس شعر میں قبر مومن کی کیفیت وحالت کے نقشے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو اپنی قبروں کو سنوارنے کی دعوتِ عمل وفکر دی جارہی ہے۔

۵۔ ایک اور نعت میں فرماتے ہیں:

بارہا جس نے کہا تھا اَنَا بَشَرٌ اس نے
مَنْ رَانِی بھی کہا تھا مجھے معلوم نہ تھا

یعنی ایمان یہ نہیں کہ نبی کریم کو فقط ظاہراً مانا جائے بلکہ باطنی قوت واختیار وحقیقت کو بھی تسلیم کرنا ایمان ہے یعنی شریعت کے ساتھ طریقت کو بھی مانا جائے تب معرفت ایمانی حاصل کر سکتے ہو۔

۶۔ ایک نعت میں فرماتے ہیں۔

جبریل کی آنکھوں سے پوچھوائے چشم حقیقت بیں کہہ تو
انہیں فرش پہ تو نے کیا دیکھا سدرہ سے بڑھے تو کیا پایا

marfat.com
Marfat.com

اس شعر میں وہابیوں کے بہت بڑے باطل عقیدے کا رد ہے۔ وہابی اپنی جہالت سے کہتے ہیں کہ معراج میں نبی کریم ﷺ نے جبریل کو دیکھا اور اس جہالت کو بچانے کے لئے سورۂ نجم میں ترجمہ کرتے ہوئے ایسی جاہلانہ توڑ موڑ کرتے ہیں کہ ابلیس ان سے خوش ہو جاتا ہے مگر بات پھر بھی نہیں بنتی اس کو خود بھی محسوس کرتے ہیں، مگر حسد کے جلاپے سے باز نہیں آتے۔ اس شعر میں بتایا جارہا ہے کہ نبی ﷺ کو جبریل علیہ السلام کی زیارت نہ کرائی بلکہ جبریل کو نبی ﷺ کی ایسی جلوہ گری کرائی گئی جو اس سے پہلے نہ کی تھی اور جبریل علیہ السلام اس جلوہ گری کی تاب نہ لاسکے اور پیچھے رہ گئے۔

۷۔ اس نعت میں آگے ایک شعر کے اندر اس وہابیانہ عقیدۂ باطلہ کی وجہ بیان ہو رہی ہے کہ

نہیں جلوے میں ان کے یکراہی کوئی آقا کہے کوئی بھائی
مومن سمجھا بندہ پرور اندھوں نے محض بندہ پایا

۸۔ ایک نعت میں فرماتے ہیں:

جو ہو مریض لا دوا یا کسی غم میں مبتلا
صبح وشام پڑھے سدا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد

اس شعر میں جسمانی، روحانی اور نفسیاتی مریض کا بہترین مجرب علاج بتایا گیا ہے اور فضائل درود شریف، کثرت وِرد اور اوقات کا بیان ہے کہ صبح وشام کثرت سے درود شریف پڑھے تو ہر تکالیف ختم اِنشاءَ اللّٰہ تعالیٰ۔

۹۔ ترانۂ ولادت کا ایک شعر

پیر کا دن تاریخ ہے بارہ فرش پہ چمکا عرشی تارہ

اس شعر میں عید میلاد کی تاریخ اور دن بتایا گیا۔ اس میں بھی وہابی عقیدے کی تردید ہے وہابی لوگ محض جشنِ میلاد کو رد کرنے کے لیے کذب بیانی کرتے ہوئے بارہ ربیع الاول کی

marfat.com
Marfat.com

ولادت کا انکار کر کے نور ربیع الاول کا ڈھونگ رچاتے ہیں۔

۱۰۔ حضرت نے جو سلام لکھا اس میں بھی تین نقشے کھینچے گئے۔ پہلے اشعار میں غائب کے صیغے قبل ولادت کا، پھر حاضر جسمانی کے صیغے بعد ولادت کا۔ پھر حضور قلبی و روحانی کے صیغے مومن کے دل میں، یعنی ۱: وہ ۲: تم ۳: آپ۔

۱۱۔ کلمہ شریف والی نظم میں ولادت پاک کا مقصد یعنی دعاء خلیل و بشارت مسیح علیہما السلام کا ذکر، ایمان والدین پاک کا تذکرہ اور قبر مومن کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

قصیدہ ولادت میں بدلائل حدیث حقوق جشن میلاد منانے کا ابدی فائدہ بیان فرمایا گیا ہے۔

اس قصیدے کا ایک شعر تو ضرب المثل ہو چکا ہے۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول

سوا ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

۱۲۔ بہت سے وہ لوگ جو عید الفطر و اضحیٰ تو خوشی سے مناتے ہیں مگر عید میلاد کے منکر و گستاخ ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ عید میلاد پر تو ہزاروں عیدیں قربان ہو سکتی ہیں کیونکہ اگر عید میلاد نہ ہوتی تو عالم میں کوئی عید نہ ہوتی۔ عید میلاد کو پوری مخلوق مانتی ہے، ہاں البتہ ابلیس اس کا منکر ہے۔

۱۳۔ قصیدے کا ایک شعر ہے

تَبَارَکَ اللہ حکومت ان کی زمیں تو کیا شی ہے آسماں پر

کیا ارشاد سے چاند ٹکڑے چھپا ہوا خود بلا رہے ہیں

اس شعر میں زمین و آسمان پر سلطنت مصطفیٰ کا ذکر ہے دلیل یہ کہ آسمان کا چاند سورج بھی آپ کے قبضے میں ہے اگر حکومت و سلطنت نہیں تو یہ تصرف کیسے ہوا۔

۱۴۔ ایک نعت میں فرماتے ہیں:

marfat.com

Marfat.com

انہیں ڈھونڈے کیوں کوئی در بدر وہ ہیں جان سے بھی قریب تر
وہی جب بھی تھے وہی اب بھی ہیں وہ چھپے ہیں پھر بھی چھپے نہیں
تیری ذات میں جو فنا ہوا وہ فنا سے نو کا عدد بنا
جو اسے مٹائے وہ خود مٹے وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

ان اشعار میں علم ۱: تصوف، ۲: علم فلسفہ، ۳: علم حساب کا بہت بڑا قاعدہ کلیہ حل فرمادیا۔ اس کی وضاحت اصل کتاب دیوانِ سالک میں دیکھئے۔

۱۵۔ ایک نعت میں فرماتے ہیں:

ان کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے
ان سے پھرے سے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

اس شعر میں امت کی زبوں حالی قوم مسلم کی پریشانی، مسلمان حکومتوں کی بدنامی کی وجہ اور اس کا علاج بتایا جارہا ہے اور سابقہ دورِ صحابہ و سلاطین صالحین کی حیاتِ طیبہ کا نقشہ کھینچا جارہا ہے۔ آج دنیا میں مسلمانوں کی حکومتیں بہت ہیں مگر اسلامی حکومت ایک بھی نہیں۔ اسلامی حکومت کا تقاضا و نشان یہ ہے کہ صداقت، حکومت، تجارت، عبادت، عادت سب پر غلامی مصطفیٰ کا نقشہ و لباس ہو۔

۱۶۔ ایک نعت میں فرماتے ہیں:

اس پہ گواہ ھُوَ الَّذِیْ شیشۂ حق نمائی
دیکھ لو جلوۂ نبی شیشۂ چار یار میں

اس شعر میں، سنی وہابی اور شیعہ سنی میں ایک اختلافی مسئلے کا شاندار حل پیش کیا گیا ہے یعنی آیتِ قرانی سے ثابت ہو رہا ہے کہ نبی کی ذات مظہرِ صفات کبریا ہے اور صدیق و فاروق عثمان و علی کی ذات مظہرِ صفاتِ مصطفیٰ ہے۔ ذات نبی سے دور رہ کر شانِ رسول اللہ کے

Marfat.com

گستاخ بن کر توحید الٰہی کو کوئی نہیں جان سکتا۔ نہ مان سکتا ہے اور چار یار کا منکر نبی کریم ﷺ کو نہیں مان سکتا۔

۱۷۔ ایک نعت میں فرماتے ہیں

باغ رسالت کی ہیں جڑ اور ہیں بہار آخری

مبدا جو گلشن کے بنے وہ مصطفیٰ ہی تو ہیں

یعنی نبی کریم ﷺ، نبی اول بھی ہیں، نبی آخری بھی، کُنْتُ نَبِیًّا وَ آدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَ الْجَسَدُ بھی نبی کریم ہیں اور خاتم النَّبِیِّن لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ بھی نبی کریم ہی ہیں ﷺ

۱۸۔ ایک نعت میں ارشاد ہے۔

آقاؤں کے آقا سے بندوں کو ہو کیا نسبت

احمق ہے جو کہتا ہے آقا کو بڑا بھائی

اس میں وہابیت کے ایک بڑے خبیثانہ عقیدے کا رد ہے یعنی عقل وفطرت کے خلاف ہے نبی کریم ﷺ کو اپنا بھائی کہا جائے۔

۱۹۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔

اللہ کی مرضی سب چاہیں اللہ رضا ان کی چاہے

ہے جنبش لب قانونِ خدا قرآن وخبر کی گواہی ہے

یہ شعر سورۃ وَالضُّحٰی کی ایک آیت اور حدیث حج کی مختصر تفسیر اور جامع مانع شرح ہے۔

۲۰۔ ایک نعت میں فرماتے ہیں۔

وہی موت ہے وہی زندگی جو خدا نصیب کرے مجھے

کہ مرے تو ان ہی کے نام پر جو جیے تو ان پہ نثار ہے

marfat.com

Marfat.com

اس شعر میں ہر مسلمان کی زندگی کا نقشہ اور مقصد بتایا گیا ہے۔

۲۱۔ حضرت نے ایک نعت ھندی زبان میں لکھی جس کا ایک شعر اس طرح ہے۔

سیس پہ گٹھڑی ڈگر کٹیلی گھائل مورے پاؤں

پیارے تم ہی سنبھالیو جب ڈگمگ میں ہو جاؤں

اس میں میدانِ محشر کا ہولناک منظر اور سرکار دو جہاں کی شفاعت کا حال پیش کیا گیا ہے۔

۲۲۔ قصیدہ صدیقیہ میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔

ثانی اثنین ہیں بو بکر خدا میرا گواہ

حق مقدم کرے پھر کیوں ہوں مؤخر صدیق

آپ نے اپنے اس شعر کا اشارۃ النص بنا کر قرآن مجید کی ایک آیت سے استدلال فرماتے ہوئے شیعہ عقیدے کا زبردست عقلاً نقلاً رد فرما دیا اور مسلک اہلسنت کی تائید کی۔

۲۳۔ قصیدہ فاروقی میں ایک شعر اس طرح ہے۔

عمر کافی نبی کو حَسْبُکَ اللہ سے ہے یہ ثابت ہے

ہے شاہد جس پہ قرآن حضرتِ فاروق اعظم ہیں

اس شعر میں فاروقِ اعظم کی شان آیت قرآن سے ثابت کی گئی ہے۔

۲۴۔ قصیدہ حیدری میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔

ولادت اس لئے اللہ کے گھر سے ہوئی ظاہر

کہ وہ اسلام کا قبلہ ہے یہ عرفان کا قبلہ

اس شعر میں شیعوں سنیوں کو ایک بہت بڑے مغالطے سے نکال کر ولادتِ مولیٰ علی کو صحیح اور سچے انداز میں احادیث وتواریخ روشنی میں بیان فرمادیا کہ کعبے کے اندر ولادت نہیں ہوئی بلکہ حالات ولادت اور کیفیات آپ کی والدہ محترمہ کے طواف کرتے ہوئے نمودار ہوئے

Marfat.com

اس طرح قصہ ولادت کو کعبے سے نسبت ملی کہ ولادت گھر جا کر ہوئی۔ جب درد زہ شروع ہوا تو والدہ محترمہ نے غلاف چھوڑا اور گھر چلی آئیں جو قریب ہی کوہ صفا کے پاس تھا یعنی بیت ابو طالب۔

۲۵۔ قصیدہ ام المومنین میں شانِ صدیقہ ایک شعر میں اس طرح بیان فرمائی۔

دی گواہی تیری پاک عفت کی سورۂ نور نے
مدح کرتا ہے تیری عصمت کی قرآن مجید

۲۶۔ ایک قصیدے میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ عالی حدیث مقدس کے حسن استعمال سے بیان فرماتے ہیں۔

جس قلم میں مصطفیٰ ﷺ ہوں جاگزیں
عرش اعظم سے ہے ذیشان آمنہ

۲۷۔ ایک قصیدے میں شانِ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس طرح بیان فرمائی۔

وہ چادر جس کا آنچل چاند سورج نے نہیں دیکھا
بنے گی حشر میں پردہ گنہگارانِ اُمت کا

یہاں خاتونِ جنت کی پردہ نشینی کا ذکر فرما کر قوم مسلم کی بہو بیٹیوں کو درس نصیحت دیا جا رہا ہے۔

۲۸۔ قصیدہ کربلا میں فرماتے ہیں۔

استقامت پہ فدا میں تیری اے دست حسین
نہ گیا ہاتھ میں بیدین کے بیعت کے لیے
اس دوگانے پہ فدا ساری نمازیں جس میں
دھار حلقوم پہ سرخم ہو عبادت کے لیے
کھل گیا اس سے اگر حق پہ نہ ہوتے اصحاب
دستِ حسنین نہ بڑھتا کبھی بیعت کے لیے

marfat.com

Marfat.com

یعنی میدان کربلا کی شہادت عظمیٰ اور قربانی عظیم نے جہاں یہ ثابت کیا کہ یزید پلید فاسق و فاجر اور غلط کار تھا۔ وہاں یہ بھی ثابت کر دیا کہ صدیق و فاروق اور عثمان غنی حق پر تھے اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ تقیہ حرام ہے۔ اگر تقیہ کرنا جائز ہوتا تو کربلا میں امام عالی مقام تقیہ کر کے جان بچا لیتے اور جھوٹی بیعت یزید کر لیتے غرضیکہ ان اشعار میں ایک بہت بڑے شیعہ سنی اختلافی مسئلے اور عقیدے کو عقلی فکری طریقے پر حل فرمادیا شیعوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے جبکہ شیعہ لوگ حسن و حسین کو معصوم مانتے ہیں اور معصوم شخص غلطی کر سکتا ہی نہیں۔ امام حسنؓ و حسینؓ نے امیر معاویہ کی بھی بیعت کر لی تھی مگر یزید کی نہ کی۔ غیر مقلد وہابیوں اور مقلدین اہلسنت کے درمیان ایک بہت بڑا اختلافی عقیدہ ہے وہ یہ کہ اہلسنت مقلدین کہتے ہیں کہ تقلید ائمہ کرنا جائز بلکہ ضروری اور لازم ہے بغیر تقلید گمراہی میں جا سکتا ہے لیکن غیر مقلدین وہابی جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ گناہ بلکہ شرک ہے حضرت سالک بدیوانی نے اپنے قصیدۂ امام اعظم میں ایسا منہ توڑ جواب دیا ہے کہ آج تک کوئی وہابی اس کی تردید نہیں کر سکا۔

۲۹۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

جو تیری تقلید شرک ہوتی محدثین ہوتے سارے مشرک

بخاری و مسلم ابن ماجہ امام اعظم ابو حنیفہ

یعنی اگر تقلید ائمۂ مجتہدین شرک ہوتی تو تمام محدثین مشرک ہوتے کیونکہ ہر محدث کسی نہ کسی امام مجتہد کا مقلد ہے کوئی محدث امام مالک کا، کوئی امام شافعی کا، کوئی امام احمد بن حنبل کا، کوئی امام اعظم کا، اگر معاذ اللہ تقلید کرنا شرک ہو تو مقلد مشرک ہوا اور مشرک سے حدیث لینا گناہ تو سب غیر مقلد بھی غلط ہو گئے کیونکہ وہ ان ہی محدثین کی کتابیں پڑھ کر اہلحدیث بنے پھرتے ہیں۔ خود آپ اپنے جال میں صیاد آ گیا۔

Marfat.com

۳۰۔ ایک شعر میں آپ غوث پاک کا حسنی اور ولی اللہ ہونا اس طرح ثابت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

علی کے لاڈلے نورِ نگاہ حضرت زہرہ

رسول اللہ کے جانی محی الدین جیلانی

یعنی حضور غوث پاک عبدالقادر جیلانی بغدادی، مولیٰ علی شیر خدا کے لاڈلے اور خاتونِ جنت فاطمہ زہرہ کے نورِ نظر ہیں اور آقاءِ کائنات حضور اقدس علیہ السلام کے محبوب ہیں۔
روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت حسن سے مولیٰ علی کو زیادہ پیار تھا اور خاتون جنت حضرت حسین کو زیادہ پیار کرتی تھیں۔ اس شعر میں اس بنا پر اشارہ یہ ہے کہ غوث پاک حسنی سید بھی ہیں اور حسینی سید بھی اور نبی کریم ﷺ کے محبوب بھی یعنی ولی اللہ بلکہ ولیوں کے سردار۔

۳۱۔ حضرت حکیم الامت ایک قصیدہ نعیمیہ میں اپنے استاد محترم اور پیر و مرشد صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی کی اس طرح شان بیان فرماتے ہیں۔

کیوں نہ ہوں تم پر تصدق اہلِ دل اہلِ نظر

جانشینِ مرتضیٰ ہو نورِ چشمِ مصطفیٰ

یعنی حضرت مرشد مراد آبادی علیہ الرحمۃ عالم دین بھی ہیں اسی لئے مولیٰ علی کے جانشین ہوئے اور سید بھی ہیں اس لیے نبی کریم ﷺ کے نور چشم فرزند ہوئے۔

۳۲۔ ایک نظمیہ دعا میں اس طرح ایک شعر ہے۔

خزانے سے رب کے جو چاہو سو لو

نبی کی غلامی مگر چاہیئے

اس شعر میں آپ نے وسیلے کا ذکر فرمایا اور وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ کی مختصر تفسیر فرمائی۔
ایک رباعی میں اہلسنت عوام اور مشائخ پیروں کی دینی علوم سے غفلت پر اظہار افسوس کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

اہل سنت بہر قوالی و عرس

دیوبندی بہر تصنیفات و درس

خرچ سنی بر قبور و خانقاہ

خرچ نجدی بر علوم و درسگاہ

یعنی اے سنی مسلمانو غیر ضروری اور غیر اہم چیزوں میں اپنا سارا وقت اور ساری دولت ختم نہ کرو خدمت اسلام کی بنیادی اور انتہائی اہم ضروری و لازم واجب چیزوں میں بھی اپنا قیمتی وقت اور سرمایہ خرچ کرو کیونکہ یہی علوم دینیہ کی درسگاہیں اور قرآن و حدیث کی شرحیں، تفسیریں اور تصنیفات ایمانیہ ہی تبلیغ اسلام، سنت نبوی اور سرمایہ آخرت ہے اسی میں موجودہ و آئندہ قوم مسلم کی نسلوں کی فلاح دارین ہے باطل قوموں کا مقابلہ اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات علمی تصنیفات اور اعلی سرمایہ سے دیکر ہی عوام مسلمانوں کا دین بچایا جاسکتا ہے باطل قومیں ان اپنی درسگاہوں، تصنیفوں میں ہی اپنا سارا وقت اور سرمایہ خرچ کر کے باطل نظریات و بدعقیدگی پھیلا رہے ہیں جیسے دیوبندی، وہابی اور دیگر فرق باطلہ ایمان کا قاتل زہر ان تصنیفات و درسگاہوں کے ذریعے ہی پھیلایا جارہا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

بابَ النّظُمِیَات

شعراءِ اہلسنّت کے
قصائد اور منقبت
در شانِ حکیم الاُمّت بدایونی

marfat.com

Marfat.com

اسماءِ گرامی شعراءِ کرام

۱۔ عالی جناب مداحِ اہلسنت اصغر علی اصغؔر صاحب فیصل آبادی

۲۔ عالی جناب شاعرِ اہلسنت علامہ شیخ بلال احمد صدیقی میسور ہندوستان

۳۔ عالی جناب فاضل جلیل حافظ محمد بشیر ساگری ضلع جہلم

۴۔ عالی جناب شاعرِ اہلسنت ماسٹر عبدالمجید صاحب دینہ

۵۔ عالی جناب قبلہ ماسٹر محمد عارف صاحب عارفؔ گجراتی

۶۔ عالی جناب فاضلِ جلیل حافظ محمد بشیر۔ بشیرؔ ساگردی جہلم

۷۔ عالی جناب قبلہ ثاقب امروہی بھارت

۸۔ عالی جناب قبلہ ثاقب مرادآبادی بھارت

marfat.com

Marfat.com

جناب اصغر علی اصغر فیصل آبادی مدظلہ منقبت + در شانِ حضرت حکیم الامت رحمتہ اللہ تعالیٰ رحمۃ بر موقعہ عرس ۱۹۷۳ء بزبان پنجابی۔

کتھے چھپ گیا علم دا او خزانہ | محدث مفسر فقیہ زمانہ
نبی پاک دا خاص عاشق دیوانہ | فخر اہلسنت دا عالم یگانہ

غزالی وقت دا او رازی وقت دا | او رومی او جامی شیرازی وقت دا
جنے اپنا ہونا ہمیشہ چھپایا | جدے سر تے سی غوثِ اعظم دا سایہ

جنے علم اپنے دا لوہا منایا | کوئی غیر مدِ مقابل نہ آیا
جنے دینِ باطل نوں للکاریا سی | جنے سینہ ہر سنی دا ٹھاریا سی

زمانے تے مشہور تحریر جسدی | نبی پاک سن دے سی تقریر جس دی
زمانے توں وکھری سی تاثیر جس دی | درِ پاک دی خاک اکسیر جس دی

ہے لکھی اے قرآن دی تفسیر جس نے | بدل دتی کنیاں دی تقدیر جس نے

جنے کیتے کنیاں دے روشن نے سینے | جدا جسم ایتھے تے روح اے مدینے
جنوں دید بخشی اے پیارے نبی نے | جنے نور عرفان دے لٹے خزینے

کرم جس تے کنیاں اے محبوب باری | لکھی شرحِ مشکوٰۃ و شرحِ بخاری
مرادابادی پیر توں فیض پایا | تعارف شاہ احمد رضا دا کرایا

جنے کوراں نوں پھڑ کے بینا بنایا | جنے اپنا سینہ مدینہ بنایا

اے اصغر میں اہدے قصیدے نہ گاواں | نبی پاک ول جس دی ہے سن نگاہواں

Marfat.com

منقبت قصیدہ درشان حکیم الامت بدیوانی منجانب شیخ بلال احمد صدیقی بلال آڑیسوی مقیم میسور

صدا یہ آتی اکثر مزار انور سے
الجھنا ٹھیک نہیں عاشق پیغمبر سے

عیاں ہے آج بھی شانِ مقدسِ حضرت
کرم سے لطف سے الفت سے نظر سرور سے

وہ حکیم الامت کا ہے عجب عالم
مہک گیا ہے یہ پنجاب مشک و عنبر سے

میرے حکیم الامت کو جاننے والو
وہ ابر بن کے یہ دیکھو کہاں کہاں برسے

حکیم امت احمد کو دیکھنے والو
درِ مزار پہ جاؤ تو دیدۂ تر سے

ابھی کچھ اور اس عاشق کا تذکرہ کیجئے
کہ بھرنے والے ہیں سب جام فیضِ داور سے

یقین جانئے اللہ اس سے راضی ہے
جسے بھی ہو گئی نسبت حضورِ انور سے

صدا یہ گونج اٹھی چار سو بدایوں میں
وہ کون ہے جو نہیں فیضیاب اس در سے

بلال بھی درِ اقدس پہ سر جھکاتا ہے
بلائیں جتنی ہیں سب ٹالئے میرے سر سے

شیخ بلال احمد بلال صدیقی حبیبی

خطیب الاسلام شاعر اہلسنت خطیب جامعہ مسجد
مکان نمبر ۱۱۹۳ جامعہ منور کے پیچھے اروِن روڈ
میسور نذریا بھارت ہندوستان

از قلم عالی جناب فاضل جلیل حافظ محمد بشیر صاحب آف ساگری ضلع جہلم

دین کے تفہیم کی پہچان احمد یار خان
سلطنتِ علم کا سلطان احمد یار خان

فلسفہ اور فقہ میں جس کا نہیں کوئی جواب
علم تفسیر و شرح کی جان احمد یار خان

فکر آثارِ صحابہ کی رحمت سے آشکار
عقل و فہم اثر کی تھی شان احمد یار خان

جس نے بحرِ علم سے موتی بکھیرے چار سو
منبر و تدریس کی تھی آن احمد یار خان

بوحنیفہ کے تفقہ کی عیاں جس میں جھلک
ان ادب کے موتیوں کی کان احمد یار خان

امتیاز حق و باطل پر رہی جس کی نظر
اہل حق کے فکر کی پہچان احمد یار خان

مسلک احمد رضا کا چمکتا روشن چراغ
راہ نوردِ شوق کا سامان احمد یار خان

حضرت صدرالافاضل کی مساعی کا ثمر
ان کی شفقت کا ہے نغمہ خوان احمد یار خان

جانب منزل تسلسل سے بڑھتے جسکے قدم
قافلہ سالارِ ذی عرفان احمد یار خان

کوئی مانے یا نہ مانے کیا غرض ان سے بشیر
نظم و ضبط و فکر کا ایوان احمد یار خان

marfat.com
Marfat.com

از رشحاتِ قلم عالی جناب اہلسنت قبلہ ماسٹر عبدالحمید صاحب دینہ جہلم

شیخ قرآن مفتی احمد یار خان	آں حکیم الامت و تفسیر داں
از بدایوں آمدہ گجرات شہر	کرد در منطق معانی لہر بحر
از قدومِ میمنت اندر پنجاب	ارضِ پاکستاں ہمہ شد فیضیاب
با یزیدِ وقت کامل پیشوا	جانشیں سجادۂ غوث الورا
شبلیِ دوراں محدث نامدار	بد غزالی دہر عالی ذی وقار
فرد در حجت مناظر بے ریا	پاسبانِ مسلکِ احمد رضا
ایں سعادت بہر ایشان کم نماند	علم از حضرت نعیم الدین خواند
آں عقیدۂ اعلیٰ حضرت زندہ کرد	سنتِ صدر الافاضل تازہ کرد
رہنماءِ سہروردی قادری	نقشبندی و نظامی صابری
جامی و رازی و رومی و رضا	فکرِ شاں از مفتی صاحب بر ملا
خبذا چہ ورثہ است اندر جہاں	کتب و تفسیر و فتاویٰ بے گماں
چوں کسے در مسئلے عاجز شود	از کتاب مفتی صاحب حل کند
حق عطا کرد اعلیٰ بالا دو پسر	یک فقیہ دیگر خطیب پُر اثر
اولین مختار احمد خوش بیاں	بر زبانش لحن داؤدی رواں
اقتدار احمد خاں عالم با مراد	مسندِ اجدادرا توقیر داد
فیض بخشد مسندِ عالی مقام	قبلۂ پنجاب مرجع خاص و عام
ماسٹر عبدالمجید جہلمی	کرد املا ایں نظم از خرمی

Marfat.com

شمع بد خاموش شد۔ اے وائے احمد یار خان، از قلم عالی جناب ماسٹر محمد عارف صاحب، عارف گجرات۔

یار احمد بود احمدِ یار ما　　آں محبّ سیدِ ابرار ما
عاشق زارِ نبی مختار ما　　واصف و مداح احمدِ یار ما
شیخ قرآن بود و ہم شیخ الحدیث　　مدح خوانِ احمد مختار ما
نکتہ سنج قول حق قولِ رسول　　مولوی و مفتی احمد یار ما
جملہ قرآن ہست در نعتِ رسول　　قولِ حق قولِ نبی سردار ما
در حقیقت ہست قرآن و حدیث　　مصلحِ اعمالِ ما کردارِ ما
روز و شب در ذکرِ حق مشغول بود　　خادمِ دیں سید ابرار ما
حب احمد جانِ ایمان جانِ جاں　　برملا می گفت احمد یار ما
حامدِ محبوبِ خالق لم یزل　　حامیِ خلق شہِ ابرار ما
علم بے عشقِ محمد ہیچ نیست　　بیگماں شد حِب احمد یار ما
بود چوں مشتاقِ دیدِ مصطفیٰ　　رفت سوئے دلبر خود یار ما
روز یکشنبہ سوئم رمضان بود　　شد بہ جنت قافلہ سالارِ ما
رفتِ از دنیا جہاں تاریک شد　　آہ صدرِ بزمِ پر انوارِ ما
بادلِ پُر دردِ ہر کس گفت آہ　　صد ہزاراں رحم بر سرکارِ ما
آہ در دنیا شود قحط الرجال　　رحم کن یارب بحال زار ما
رفت از دنیا و عارف گفت آہ　　آں محبّ آقاءِ مختارِ ما

marfat.com

Marfat.com

ازنتیجۂ فکر جلیل حافظ نبیل، حافظ محمد بشیر حافظ مقام سگری، ضلع جہلم۔

علم قرآن کے علم بردار احمد یار تھے ترجمان جدۂ افکار احمد یار تھے
ملتِ بیضا کی رفعت جس کے تھی پیشِ نظر ان کی فکر و نظر کے معمار احمد یار تھے
دین فطرت کے تقاضوں سے جو برگشتہ ہوئے ان فرعونوں کے لیے تلوار احمد یار تھے
جس نے شاہ احمد رضا کی فکر کو روشن کیا کاروان علم کے سالار احمد یار تھے
حفظِ ناموسِ رسالت کے درخشاں باب میں اہلِ حق کی ہمت و للکار احمد یار تھے
حکمۃ دینی پہ بھی جس کی رہی کامل گرفت وہ خطیب پر اثر گفتار احمد یار تھے
جن جواہر میں نعیم الدین کے پرتو کی جھلک ان چمکتے موتیوں کا ہار احمد یار تھے
اپنے تو اپنے ہیں غیروں نے کیا یہ اعتراف نقشِ علم و عمل کے فنکار احمد یار تھے
قوتِ باطل ہوئی ٹکرا کے جس سے پاش پاش دین حق کی آہنی دیوار احمد یار تھے
سنتِ ختم الرسل کی روشنی کا روز و شب اک چمکتا دمکتا کردار احمد یار تھے
حافظ اپنی محفلوں میں کہتے ہیں اہلِ نظر علم اور انوار کے مینار احمد یار تھے

نتیجۂ فکر عالی جناب ثاقب امروہی کے چند مختلف اشعار

آفریں اے شیرِ پاکستان مفتی احمد یار جامۂ ظلمت کو تو نے کر دیا ہے تار تار
مفتی ءِ اسلام احمد یار دانائے رموز جن کے دل میں موجزن دینی تڑپ ملی پیار
تو نے کر دی تھی چراغ علم کی شمع فروز تیرے آگے سوجھتی باطل کو تھی راہِ فرار

ازقلم عالی جناب ثاقب مرادآبادی مرحوم

وہ تفسیر نعیمی کی اجاگر روشنی والا وہ جاء الحق والا مصطفٰی کی سلطنت والا
لکھی جس نے شرح مشکوٰۃ کی اور پھر بخاری کی وسیلہ اولیا والا خدا کی رحمتوں والا
دریچہ کھول دی جس نے قرآنی علم پاروں کی وہی درسِ قرآن والا وہ اسرار حکم والا
لکھی شان حبیب اور نعت کی کلیاں کھلا ڈالیں اسلامی زندگی والا ایمانی بندگی والا

Marfat.com

حیات سالک

مولف

قاضی عبدالنبی کوکب

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیاتِ سالک۔ مؤلف حضرت علامہ قاضی عبدالنبی کوکب

نَحْمَدُہٗ تَعٰلیٰ وَ نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الکریم
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

دیباچہ......عرض اول

اس کتاب کی تالیف، کتابت اور طباعت کے مراحل انتہائی عجلت میں طے کئے گئے ہیں۔ ۲۴ اکتوبر کو مفتی صاحب قدس سرہ کے عرس سوم کی مجلس میں سوانح حیات دینے کی تجویز پیش ہوئی اور آج ۲۶، ۲۷ نومبر کو درمیانی شب کو بیٹھا ہوا اس کتاب کے آخری اوراق مرتب کر رہا ہوں۔ خواہش اور مطالبہ یہ ہے کہ کتاب کسی نہ کسی شکل میں چہلم (۴ دسمبر ۱۹۷۱ء) تک شائع ہو چکی ہو اس عجلت میں راحت کا پہلو یہ ہے کہ یہ نقشِ مجمل جیسا کچھ بھی تیار نہ ہو سکا انشاءاللہ العزیز چہلم کے موقع پر طبع ہو کر احباب کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا۔ مگر افسوس کا پہلو یہ ہے کہ اس کتاب کی ساری فصلیں اپنی اپنی جگہ پر تشنہ رہ گئی ہیں۔ موضوع کے ہر گوشے کو چھیڑا گیا ہے مگر دو چار قدم ہی چل کر اسے چھوڑ بھی دیا گیا ہے۔ قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ کتاب کی اس مخصوص ہیئت ترکیبی کو پہلے ہی ذہن مین رکھ لیں اور مطالعے کے بعد یہ تجویز فرمائیں کہ آئندہ اس کتاب میں کہاں کہاں کیا کیا تفصیلات مندرج ہونی چاہئیں۔ حکیم الامت مفتی صاحب قدس سرہ کے تلامذہ اور وابستگانِ عقیدت سے میری خصوصی درخواست ہے کہ وہ حکیم الامت مفتی صاحب کے احوال و آثار کے بارے میں وہ تمام تفصیلات مجھ تک پہنچانے کی کوشش فرمائیں جو ان کی ذاتی معلومات سے تعلق رکھتی ہوں۔ حقیقت یہ کہ قبلہ صاحب قدس سرہ کے اثرات و برکات پورے برصغیر

marfat.com
Marfat.com

پاک و ہند میں پھیل چکے ہیں اور اس ملک کے ہر حصے میں ان کے عقیدت مند احباب موجود ہیں۔ یہ ساری جماعت تعاون کرے تو مفتی صاحب کی عظیم المرتبت شخصیت پر ان کے شایانِ شان ایک عظیم کتاب کا معرضِ تحریر میں آنا کچھ مشکل نہیں رہے گا۔ بہر حال میں نے اللہ کا نام لے کر اس کام کا آغاز کر دیا ہے۔ یہ آغاز اسی موقع پر جلد کر دینا ایک اعتبار سے ضروری بھی تھا۔ ایک بنیاد رکھ دی جائے تو آئندہ عمارت کی تعمیر کا سلسلہ بتدریج جاری رہ سکتا ہے۔ اگر آغاز کرنے میں تاخیر کر دی جاتی تو بہت ممکن تھا کہ یہ عزم و ولولہ بھی ہماری روایتی سستی اور بے حسی کے سرد خانوں میں ٹھٹھر کر رہ جاتا۔ بس اسی بات نے میرے لئے اس عاجلانہ نقشِ مجمل کے پیش کرنے کا جواز مہیا کیا ہے۔

ایک عاجلانہ اور انتہائی مختصر تالیف ہونے کے باوجود یہ کتاب اپنی اصل مقصد کے حصول میں انشاء اللہ ناکام نہیں رہے گی۔ اس کتاب کا مولف یہ توجہ دلانا چاہتا ہے کہ علوم دینیہ کی صحیح تعلیم اور دین کے ساتھ مخلصانہ تعلق رکھنے والے لوگوں کے حلقۂ تربیت میں انسانی کردار کو اعلیٰ ترین عظمتیں عطا کرنے والا کیسا زوردار جوہر پایا جاتا ہے۔ اسی جوہر نے غلامی اور زمانے کے تاریک ادوار میں ہماری تہذیب کی شمعیں روشن رکھی ہیں۔ اگر دین کا قائم کردہ یہ تعلیمی و تدریسی ماحول ہمارے ہاں موجود نہ ہوتا تو گذشتہ تین چار صدیوں میں ہماری تہذیب و دیانت کے جملہ آثار کلیتہً محو ہو چکے ہوتے۔ یہ اہل دین کا درسی و تبلیغی نظام تھا جو ایک طرف کروڑوں عامۃ المسلمین میں دینی و ملی حمیت و شعور کے سرمائے کی حفاظت کرتا رہا اور دوسری طرف صدہا گمنام اور دنیوی اعتبار سے بے سروسامان خاندانوں کے افراد کو تربیتِ دینی سے علم و فضل اور سیرت و کردار کے آفتاب و ماہتاب بناتا رہا۔

مذکورہ بالا تاریخی حقیقت کی ایک بہترین مثال اس کتاب کی موضوع شخصیت شیخ التفسیر مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی کی زندگی میں جگمگا رہی ہے۔ حضرت صاحب جس دور میں پیدا ہوئے ہیں اس وقت ان کا خاندان ایک قصبے میں دنیا کے ہر معیار کی رو سے بے سامانی اور

Marfat.com

بےنشانی و گمنامی کی محدود زندگی بسر کررہا تھا۔ ایسے میں اس خاندان سے گیارہ برس کا ایک بچہ وقت کی دینی درسگاہوں میں جا کر شوق و محنت سے علوم دین کی تحصیل میں مصروف ہوجاتا ہے اور چند ہی برس کے بعد وہ فضل و کمال کا قمر درخشاں بن کر اپنے خاندان بلکہ پوری ملت کیلئے فخر کا موقع بہم پہنچاتا ہے۔

کردار سازی کا یہ نظام و ماحول اب ایک عرصے سے بالخصوص آزادی کے بعد سے بڑی تیزی کے ساتھ روبہ زوال ہے۔ ہماری تہذیبی تاریخ میں یہ ایک لمحہ فکریہ ہے کیا اس کی طرف توجہ کرنے کا وقت ابھی نہیں آیا؟

دوسری اہم چیز میں نے اس تالیف میں یہ مدنظر رکھی ہے کہ مبالغہ آرائی اور اور القاب پرستی کے راستے سے بچ کر چلنے کی کوشش کی ہے۔ حضرت صاحب قدس سرہ میرے استاد، محسن اور مربی سب کچھ تھے اور میں نے ان کی عظمتوں کو بہت قریب سے دیکھا بھی اور شدید متاثر بھی تھا اس لئے قبلہ صاحب کی زندگی تحریر کرتے ہوئے میں روایتی اعتقادی کی انتہاؤں کو چھو سکتا تھا مگر میں نے اپنے کو ایک امتحان میں مبتلا پایا اور اس میں کامیابی و سرخروئی کا راستہ میں نے یہی محسوس کیا کی اس کتاب کو ایک ذمہ دار مورخ اور تذکرہ نگار کے احساس کے ساتھ لکھا اور بنایا جائے میری درخواست مذہبی شخصیات پر قلم اٹھانے والوں سے یہ ہوگی کہ وہ اس سلسلے میں میری مثال سے فائدہ اٹھائیں۔

اس کتاب کی تالیف کے سلسلے میں قبلہ صاحب قدس سرہ کے صاحبزادگان اور اہل خانہ نے میرے ساتھ پورا تعاون کیا ہے بعض دیگر احباب نے بھی معاونت فرمائی ہے۔ میں ان سب کا شکر گذار ہوں۔

۸ شوال المکرم ۱۳۹۱ھ — قاضی عبدالغنی کوکب

۲۷ نومبر ۱۹۷۱ء — شعبہ مخطوطات پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور

Marfat.com

شیخ التفسیر قدس سرہ

(ابتدائی تعارفی مضمون)

یہ مضمون مفتی صاحب قدس سرہ کے وصال سے چند روز بعد روزنامہ مشرق ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۱ء "جاوداں" ۳۱ اکتوبر اور نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔ جسے اکثر احباب نے پسند فرمایا تھا۔ اختصار اور جامعیت کے پیش نظر اس مضمون کو کتاب میں شامل کیا جا رہا ہے۔

شیخ التفسیر مفتی احمد یار خان نعیمی، علمائے دین کے اس قافلے کے آخری افراد میں تھے۔ جنہوں نے موجودہ صدی کے نصف اول بلکہ ربع اول کی اکثر عظیم المرتبت دینی ولی شخصیات کو دیکھا۔ قریب ہو کر ان سے فیض یاب ہوئے اور آگے اپنی پوری زندگی اس مشن کی خدمت میں سرگرم رکھی، جو عظیم اسلاف سے ان کی طرف منتقل ہوا تھا۔ مفتی صاحب مرحوم کے وصال سے ہماری ملی تاریخ کا ایک خاص دور سمٹتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ جس دور کی خصوصیت یہ تھی کہ ابھی کچھ لوگ منصب و جاہ کے خیال سے بہت دور، پورے اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ کتاب و سنت کی خدمت میں مشغول تھے اور سلف صالحین کی وراثت کی حفاظت انہی کے طریق کار کے مطابق کیے جا رہے تھے۔

حضرت قبلہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے بچپن میں فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خان مجدِد کی زیارت کی تھی اور بعد میں ان کے تلامذہ و خلفاء کی درس گاہوں میں انتہائی شوق و محنت سے علم دین کی تحصیل کی۔ حضرت صاحب کی ابتدائی تعلیم اپنے وطن اوجھانی (ضلع بدایون) میں اپنے والد مولانا محمد یار خان بدایونی کے پاس ہوئی جو فارسی نصاب اور ابتدائی

Marfat.com

دینیات کی تعلیم و تربیت کے نہایت ماہر تعلیم تھے۔ انہوں نے مسلسل پینتالیس سال تک اپنی بستی کی جامع مسجد میں خطابت و امامت اور تبلیغ و تدریس کی خدمات انجام دی تھیں اور گھر پر نصابی تعلیم کے لئے ایک مکتب قائم کر رکھا تھا۔ جس میں مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں کے بچے بھی تعلیم پاتے تھے۔ حضرت صاحب ابتدائی تعلیم سے فارغ ہو کر نہایت چھوٹی عمر میں، تحصیل علوم کے لئے وطن سے نکل کھڑے ہوئے اور سالہا سال تک بدایوں اور مینڈھو میں درس نظامی کے اسباق پڑھتے رہے۔ مینڈھو کی درس گاہ میں دیو بندی مکتب فکر کے چند مدرسین پڑھاتے تھے۔ اسی دور میں اپنے کسی عزیز کی ہمراہی میں حضرت صاحب کی مراد آباد والی عظیم درس گاہ جامعہ نعیمیہ (مراد آباد) کے بانی، صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی سے ملاقات ہوئی۔ صدرالافاضل علیہ الرحمۃ بڑے جوہر شناس انسان تھے۔ انہوں نے ہونہار طالب علم کی اعلیٰ تعلیم کیلئے تمام سہولتیں مہیا فرمادیں اور حضرت صاحب کو مراد آباد سے واپس نہ جانے دیا۔ اس وقت کانپور کے علامہ مشتاق احمد مرحوم معقولات و ریاضیات کی تدریس میں یکتائے روزگار شمار ہوتے تھے مولانا مراد آبادی نے دقیع مشاہرے پر، موصوف کو مراد آباد جامعہ نعیمیہ میں بلالیا اور مفتی صاحب کی اعلیٰ تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد علامہ مشتاق احمد میرٹھ تشریف لے گئے تو قبلہ صاحب بھی ان کے شاگرد خاص کی حیثیت سے ان کے ساتھ ہی منتقل ہو گئے۔

یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر معلوم ہوئی ہے کہ تحریک آزادی کے ایک نامور سپاہی، شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی مرحوم بھی کانپور، مراد آباد اور میرٹھ میں، علامہ مشتاق احمد سے پڑھتے رہے تھے اس طرح علامہ ہزاروی، شیخ التفسیر مفتی احمد یار خان مرحوم و مغفور کے استاد بھائی تھے۔ مفتی صاحب مغفور خود فرمایا کرتے تھے، مراد آباد کا قیام میری زندگی کا ایک اہم موڑ تھا۔ صدرالافاضل مراد آبادی کی شفقت، توجہ خصوصی اور حکیمانہ تربیت نے حضرت

marfat.com

Marfat.com

صاحب کی شخصیت پر گہرے اثرات چھوڑے تھے، حصول علم سے فارغ ہو کر حضرت صاحب نے تدریس اور تالیف کے کام سے علمی زندگی آغاز کیا۔ ان کی پہلی تالیف قانون وراثت پر ''علم المیراث'' کے نام سے منظر عام پر آئی۔ تدریس کے فرائض دھوراجی (کاٹھیاواڑ) اور اس کے بعد کچھوچھہ شریف کی خانقاہ عالیہ میں انجام دیتے رہے ۱۹۳۹ء کے لگ بھگ حضرت صاحب مرحوم علیہ الرحمۃ گجرات (پنجاب) میں منتقل ہو گئے۔ جہاں پیر صاحب جماعت علی شاہ کی تبلیغی انجمن خدام الصوفیہ کی گجرات شاخ کے دارالعلوم میں تدریس، تبلیغ اور تصنیف کا کام حضرت حکیم الامت نے شروع فرمایا۔ امیر ملت علی پوری، حضرت صاحب کے علم وفضل اور شوق دینی کی بنا پر ان کے بڑے قدردان تھے۔ جب حضرت صاحب مرحوم نے اپنی معرکہ آرا کتاب ''جاء الحق'' تالیف کی تو پیر صاحب علی پوری کو از حد خوشی ہوئی انہوں نے پوری کتاب اول تا آخر سنی اور انعام وتبرک خاص سے حضرت صاحب کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

حضرت کے دور میں گجرات علم وفن کے ایک خاص معیار کا حامل تھا۔ پیر ولایت شاہ، قاضی عبدالحکیم (راقم سطور کے والد) مولانا نیک عالم قادری مرحوم اور مولانا عمر بخش گجراتی مرحوم جیسے فقیر منش اور بے لوث اکابر دین وصوفیاء کا بابرکت گروہ موجود تھا۔ حضرت قبلہ نے خود اس عظیم دور میں خوب شوق ومحنت سے تعلیم دین کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ ایک طرف دارالعلوم میں قابل طلباء کی ایک جماعت تیار ہونے لگی اور دوسری طرف قبلہ صاحب نے خطابت جمعہ اور روزانہ درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا اور تیسری طرف تصنیف وتالیف کے عظیم کام کا آغاز کر دیا۔ دارالافتاء کی خدمات اس پر مستزاد تھیں۔ اسی دور میں قبلہ صاحب نے اپنی مشہور ومعروف ''تفسیر نعیمی'' کی تالیف شروع کی۔ جس کی تقریباً آٹھ ضخیم مجلدات طبع ہو چکی ہیں (وفات سے کچھ روز پہلے) گیارہویں پارے کی آیت ''اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ

Marfat.com

علٰی الاموات خلیفھم ولا ھم یحزنون " کی تفسیر لکھ کر اٹھے اور لاہور علاج کیلئے تشریف لائے اس کے بعد اس عظیم مفسر کا قلم ہمیشہ کیلئے رک گیا۔ آپ کی خواہش تھی کہ ان کے بعد ان کے علاوہ اس تفسیر کو مکمل کریں لیکن کوئی بھی اس عظیم تصنیف کی جرأت نہ کرسکا اللہ تعالیٰ نے چھوٹے فرزند مفتی اقتدار احمد خان کو ہمت و توفیق بخشی اور وہ آمادہ ہوئے ہیں آئندہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

"تفسیر نعیمی" "جاء الحق" "اور علم المیراث" کے علاوہ حضرت صاحب نے متعدد دیگر کتب تالیف فرمائیں۔ جن میں "مواعظ نعیمیہ" ، "شان حبیب الرحمٰن"، "اسرار الاحکام"، "سلطنت مصطفےٰ" اور " اسلامی زندگی" کے نام بہت نمایاں ہیں۔ موخر الذکر کتاب "اسلامی زندگی" میں بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ اسلام کی معاشرتی اور تہذیبی ہدایات جمع کردی گئی ہیں مسرفانہ رسوم اور جاہلانہ اطوار کی مذمت کی ہے اور اس کے مقابلے پر بتایا ہے کہ انسان زندگی کے مختلف مراحل میں پیش آنے والے معاملات و تقریبات کے لئے اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟

شیخ التفسیر مفتی احمد یار خان صاحب مرحوم و مغفور تقریباً پچاس برس سے تبلیغی خدمات میں سرگرم کار تھے اور ان کی تقاریر اور تصانیف میں ایک خاص بات یہ تھی کہ ان میں کسی بھی مکتب خیال کیلئے دل آزاری کی کوئی بات نہ ہوتی تھی۔ وہ عقیدۃً سنی تھے مگر ان کا طریق کار مثبت، علمی اور حکیمانہ تھا۔ سرکار رحمۃ للعالمین ﷺ کے ساتھ۔ انہیں والہانہ محبت تھی۔ حضور کا ذکر مبارک آتا، تو ان کی آنکھیں بے اختیار پرنم ہو جاتیں اور آواز بھر جاتی تھی۔ ان کے سامعین اور صحبت میں بیٹھنے والے ہزارہا افراد، ان کے سوز و گداز کی خصوصی کیفیت کو محسوس کرتے۔ رسول مقبولؐ کے ساتھ عشق بے تاب نے ان کی تقریر و تحریر کا ایک مرکز و محور مقرر کردیا تھا اور وہ یہ تھا۔

marfat.com

Marfat.com

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باؤ نہ رسیدی، تمام بولہبی است

طبیعت فقیرانہ تھی۔ وضع اور لباس میں انتہائی سادہ اور بے تکلف رہتے تھے۔ تقویٰ اور ورع میں سلف کا نمونہ تھے۔ دل کینہ و آز سے پاک رکھتے۔ تدریس اور تالیف کے علاوہ اپنے وقت کا اکثر حصہ درود پاک پڑھنے میں گذارتے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک گویا ان کی غذا تھی۔ انہوں نے اپنی پچاس سالہ تبلیغی زندگی میں شریعت مصطفوی کی تعلیمات کو عام کیا اور اتباع و محبت رسول کی مؤثر تبلیغ و تلقین فرمائی۔

شیخ التفسیر، شوال ۱۳۱۴ھ کو اھسیانی بدایون میں پیدا ہوئے تھے اور ۳ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ (۲۴ اکتوبر ۱۹۷۱ء) کو گجرات میں فوت اور وہیں مدفون ہوئے ان کی قبر ان کے ذاتی مکان کے اس کمرے میں بنائی گئی ہے جہاں وہ پچھلے کئی برس درس قرآن دیتے تھے۔
اگر چہ حضرت صاحب مرحوم بنیادی طور پر خالص دینی اور تبلیغی میدان کے آدمی تھے۔ تاہم مختلف مواقع پر ملی و سیاسی تحریکات میں خدمات انجام دیتے رہے۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں انہوں نے اپنے استاد اور مربی صدر الافاضل مراد آبادی کے مساعی تائید، قرار داد پاکستان میں شمولیت کی ۱۹۴۶ء میں جب پاکستان کی تائید کے لئے بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی تو مفتی صاحب مرحوم، پنجاب کے علماء اور مشائخ کے عظیم وفد میں قائد تھے۔ خضر کے خلاف ایجی ٹیشن کے دور میں حضرت صاحب مرحوم کے تلامذہ اور رفقاء نے بڑا کام کیا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

خاندانی پس منظر

حضرت صاحب قدس سرہ کے آباؤ اجداد اور خاندانی حالات کے بارے میں زیادہ مفصل معلومات جمع نہیں ہو سکیں[1]۔ ان کا خاندان یوسف زئی پٹھان قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کے کچھ افراد غالباً مغل دور میں افغانستان سے آگئے تھے۔ مفتی صاحب کے والد اور دادا سے اوپر، خاندان کے دوسرے بزرگوں کے حالات مجھے معلوم نہیں ہوئے۔ دادا مرحوم منور خان کے بارے میں اتنا معلوم ہے کہ وہ اوجھیانی[2] (بدایونی) کے معزز لوگوں میں شمار ہوتے تھے اور وہ اپنے یہاں کی میونسپل کمیٹی کے ممبر بھی تھے۔ اہل علاقہ اپنے تنازعات کی ثالثی کیلئے ان کی طرف رجوع کرتے۔

مفتی صاحب کے والد ماجد دینداری اور عبادت گذاری کی زندگی کی طرف خصوصی میلان رکھتے تھے۔ ان کا نام محمد یار خان۔ بستی کے لوگ انہیں عام طور پر ملاجی کہتے تھے۔ انہوں نے اپنے گھر پر فارسی کی ابتدائی نصابی تعلیم کا مکتب قائم کر رکھا تھا، جس میں مسلمانوں کے

۱۔ حضرت صاحب اپنے ذاتی حالات بتانے میں دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ جب کبھی ان سے اس بارے میں کچھ تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی تو بس وہ کوئی ایک آدھ بات بتا کر رہ جاتے۔ یہ مختصر احوال جو یہاں درج کئے جا رہے ہیں۔ مجھ تک تین ذرائع سے پہنچے ہیں۔ ان میں ایک بڑا حصہ ان معلومات کا ہے جو میں حضرت صاحب سے ان کے ہسپتال کے ایام میں (آخری آپریشن کے موقع پر) براہ راست حاصل کرتا رہا۔ اس کے بعد ان احوال میں دوسرا بڑا حصہ حضرت صاحب کے بڑے صاحبزادے مفتی مختار احمد صاحب کی وساطت سے معلوم ہوا۔ اسی طرح اس سلسلے کی بہت سے باتیں مفتی صاحب کی بڑی ہمشیرہ محترمہ مد ظلہا سے بھی منقول ہیں۔

۲۔ اوجھانی ضلع بدایوں (یوپی) کی ایک بستی کا نام ہے۔ مفتی صاحب بتاتے تھے لو جھانی بدایوں شہر سے تقریباً ساڑھے سات میل کی مسافت پہ تھا۔ سہوان کیلئے بھی اوجھانی کے ریلوے اسٹیشن پر اترنا پڑتا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

علاوہ ہندو خاندانوں کے بچے بھی پڑھنے کے لئے آتے تھے۔ اس طرح بستی کی ہندو آبادی کی اکثریت ان کی شاگرد بن چکی تھی اور سب لوگ ان کا احترام کرتے تھے۔ بستی کا ایک رئیس لالہ رائے بخت بہادران کا شاگرد رہ چکا تھا اور اس کے بارے میں سمجھا جاتا تھا کہ اس نے دلی طور پر اسلام قبول کرلیا ہوا تھا اور یہ کہ وہ چھپ چھپا کر نماز بھی پڑھا کرتا تھا۔

مکتب میں تعلیم پانے والے بچوں کے سر پرستوں کی طرف سے استاذ مکرم کی کچھ خدمت کر دی جاتی تھی۔ اس پر ان کا اور ان کے خاندان کا گذارہ چلتا تھا۔ مکتب کی مصروفیت کے بعد استاذ مکرم کی دوسری بڑی مصروفیت مسجد کی خدمت تھی۔ انہوں نے اوجھیانی کی جامع مسجد کی امامت، خطابت اور انتظامی امور، سب کچھ اپنے ذمے لے رکھے تھے اور یہ خدمات انہوں نے مسلسل پینتالیس برس تک انجام دیں۔ مسجد کی کسی خدمت کا کوئی معاوضہ نہیں لیتے تھے۔ حتیٰ کہ مختلف مواقع پر بحیثیت امام مسجد انہیں جو کھانے یا کپڑے بھیجے جاتے تھے وہ انہیں قبول ہی نہ کرتے تھے اور ہدایت کردیتے کہ یہ چیزیں، بستی کے مستحقین تک پہنچادی جائیں۔ بازار جاتے تو محلے کی خواتین خاص کر بیوگان سے دریافت کرکے انہیں بھی سودا سلف لادیتے۔ اہل محلہ کے بچوں کے اخلاقی ماحول کی نگرانی بھی کرتے رہتے۔ ضرورت پڑتی تو حکیمانہ انداز میں اصلاح کی تدبیر نکالتے۔ عید کی دن وہ بہت سی ریزگاری لے کر بچوں میں بانٹنے کیلئے بیٹھ جاتے۔ مگر بڑی عمر کے آدمی بھی استاذ مکرم کا تبرک حاصل کرنے کے لئے یہ کہتے ہوئے آجاتے کہ "چلئے آج تو استاذ مکرم پیسے بانٹ رہے ہیں۔"

مسجد کے ساتھ انہیں ایسا تعلق پیدا ہوگیا تھا کہ آخری ایام میں کسی عارضے کے باعث انکی کیفیت یہ تھی کہ دن میں کئی دفعہ ان کا جسم اچانک سن ہوجاتا اور اگر چلتے ہوتے تو لڑکھڑا کر گر پڑتے۔ مگر اس ضعف و عارضہ کے باوجود وہ مسجد میں مسلسل حاضر ہوتے جس کے نتیجے میں بار بار مسجد کی سیڑھیوں سے گر پڑتے چنانچہ وفات کے بعد جب انہیں غسل دیا جارہا تھا

Marfat.com

تو دیکھا گیا کہ سارا جسم زخموں سے اور چوٹ کے نشانات سے بھرا ہوا تھا۔ جنازہ اٹھا تو بستی کی تمام آبادی ساتھ چل رہی تھی اور ہندوؤں کا اصرار یہ تھا کہ انہیں بھی کندھا دینے کا موقع دیا جائے۔ مسلمانوں کی خواہش تھی کہ انہیں مسجد کے ساتھ ملحقہ شاملات میں دفن کیا جائے مگر بعض اہل قرابت نے اس بات کو پسند نہ کیا اور معاندانہ مخالفت کی اس لئے انہیں بستی کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

زندگی کا جو نقشہ حضرت صاحب کے والد مرحوم کے حالات میں ابھر کر سامنے آتا ہے۔ عسرت اور تنگدستی کا رنگ، بالعموم اس نقشے کی زینت ہوتا ہے۔ اس گھر کے حالات اس قاعدے سے مستثنیٰ نہ تھے۔ اس کے باوجود ان کی طبیعت درویشانہ تھی اور استغنا کا پہلو مزاج پر غالب تھا۔ آگے چل کر حضرت صاحب کی دھوراجی (کاٹھیاواڑ میں) تدریس کے ایام پر ہم مفصل لکھیں گے دھوراجی سے حضرت صاحب ہر مہینے کچھ نہ کچھ رقم گھر بھیجتے رہتے تھے چند سالوں کے بعد جب وطن واپس آئے تو جاننا چاہا کہ ان رقوم کے سلسلے میں آمد و خرچ کا کیا حساب رہا۔ اس پر والدہ صاحبہ نے فرمایا "حساب کیا بتایا جائے۔ تم اپنے والد کی طبیعت سے آگاہ ہو۔ بس یہ جان لو کہ گھر میں پڑا ہوا کچھ نہیں آیا خرچ و خیرات کر دیا گیا" اور اس کے بعد والدہ نے یہ فرما کر مفتی صاحب کو مطمئن کر دیا۔ "تم ان کا حساب نہ لو قیامت کے روز انشاءاللہ تمہارا حساب نہ ہوگا۔"

حضرت صاحب کی والدہ ماجدہ نے اپنے خادم دین شوہر کے کام میں ہاتھ بٹانے کا طریقہ یوں نکال لیا تھا کہ وہ اپنے گھر کے کام کاج سے فرصت نکال کر محلے اور بستی کی عورتوں اور بچیوں کو قرآن پاک ناظرہ پڑھاتی تھیں۔ گھر کی مصروفیات اور ذوق و شوقِ عبادت کے بعد، ان کی زندگی کی واحد آرزو یہ تھی کہ سفر حج پہ جائیں اور اپنی آنکھیں مدینہ منورہ اور روضہ رسول کی زیارت سے ٹھنڈی کریں۔ چنانچہ جب ان کے اکلوتے بیٹے (حضرت صاحب)

Marfat.com

Marfat.com

نے انہیں سرزمین پر ساتھ لے جا کر ان کی یہ تمنا پوری کر دی تو وہ اپنے فرزند سے بے حد راضی ہوئیں اور انہوں نے روضۂ اطہر کی جالیوں کے سامنے بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے بیٹے کو خصوصی طور پر الطاف خسروانہ سے نوازا جائے۔ ان کے اپنے الفاظ اس کتاب کے کسی آئندہ باب (ہسپتال کی ڈائری) میں نقل کیے جائیں گے۔ ان کے الفاظ اور ان کے انداز تخاطب سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں حضور کی ذات کریم سے کس قدر والہانہ وابستگی تھی۔

یہ تھے حضرت صاحب مرحوم کے والدین۔ ان کے ہاں یکے بعد دیگرے پانچ لڑکیاں پیدا ہوئی تھیں۔ پانچویں بچی کے بعد والد نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اولاد نرینہ کے لئے خاص دعا مانگی اور ساتھ یہ نذر مانی اگر لڑکا پیدا ہوا تو اسے اللہ اور اس کے رسول کے راستے میں بسلسلۂ خدمتِ دین وقف کر دوں گا۔ یہ دعا قبول ہوئی اور ان کے گھر میں یہ ہونہار بچہ ہوا جس کا نام احمد یار خان رکھا گیا۔ والد نے اپنی نذر کے مطابق اس بچے سے علم دین کے حصول کے علاوہ اور کوئی کام نہ لیا اور اس بچے نے بھی آگے چل کر اپنی عملی زندگی سے یہ ثابت کر دیا کہ واقعی وہ احمد یار خان تھا اور واقعی وہ اس قابل تھا کہ اسے اللہ اور اس کے رسول کے راستے میں وقف کیا جاتا۔

Marfat.com

طالب علمی

حضرت صاحب گیارہ برس کی عمر میں تحصیل علم کے لئے[1] وطن سے باہر نکلے اور انیس برس کی[2] عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ ادھر ابتدائی دور میں تقریباً چار پانچ برس تک اپنے والد ماجد کے پاس بھی پڑھتے رہے۔ اس طرح ان کی طالب علمی کا کل زمانہ کوئی تیرہ چودہ سال کی مدت پر مشتمل معلوم ہوتا ہے جس میں اصیانی، بدایوں شہر، مینڈھو، مراد آباد اور میرٹھ ان پانچ مقامات پر آپ کا دور طالب علمی تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

وطن اصیانی میں آپ نے اپنے والد ماجد سے قرآن مجید پڑھا اور اس کے بعد فارسی کی نصابی تعلیم نیز دینیات اور درس نظامی کے آغاز کی کتب کی تعلیم بھی انہی سے پائی۔ یہ قبلہ صاحب کی طالب علمی کا پہلا دور ہے جس کا سلسلہ غالباً چھ سات برس کی عمر سے شروع ہوا ہوگا البتہ یہ بات بالیقین معلوم ہے کہ گیارہ برس کی عمر میں اس دور کا اختتام ہو گیا تھا۔

حضرت صاحب کی طالب علمی کا دوسرا دور بدایوں شہر میں گذرا جہاں آپ گیارہ برس کی عمر

۱۔ گیارہ برس کی عمر کا تعین مفتی عزیز احمد صاحب بدایونی کے بیان پر مبنی ہے۔ علاوہ ازیں "طالب علمی" کے زیر عنوان درج ہونے والی اکثر معلومات مجھ تک حضرت صاحب موصوف دامت برکاتہٗ کی طرف سے پہنچی ہیں۔

۲۔ یہ بات حضرت صاحب مرحوم نے مجھے خود بتائی تھی کہ فارغ التحصیل ہونے کے وقت ان کی عمر انیس سال کی تھی جب آپ کی دستار بندی کی تقریب منعقد ہو رہی تھی۔ اس موقع پر حضرت صاحب کے چچازاد بھائی جناب عزیز خان مرحوم نے فارسی زبان میں یہ قطعہ تاریخ تحریر فرمایا تھا۔

چو احمد کہ باپار و خان است منعم   شدہ فارغ از علم دیں شکر حق
بہ نوک زباں گوہر سال ختم   بگفتم لـفـلـفـاز نـوز افـوز عـظـیـم

آخری مصرعے میں آیت کریمہ سے تیرہ سو چونتیس کے عدد برآمد ہوتے ہیں اور یہی آپ کے فارغ التحصیل ہونے کا سال ہے۔

marfat.com
Marfat.com

میں (یعنی تقریباً ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۵ء میں) آ کر شمس العلوم ؔ میں داخل ہوئے۔ اس مدرسے میں آپ تین سال تک (یعنی ۱۳۲۵ھ تا ۱۳۲۸ھ = مطابق ۱۹۰۵ء تا ۱۹۰۸ء) پڑھتے رہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب شمس العلوم بدایون میں علامہ قدیر بخش بدایونی مدرس تھے۔ حضرت صاحب ان کے حلقۂ تلامذہ میں داخل ہوئے۔ انہی دنوں مفتی عزیز احمد صاحب بدایونی ؔ اسی دارالعلوم میں درس نظامی کے آخری اسباق پڑھ رہے تھے اور جیسا کہ بالعموم مدارس عربیہ میں متبدی طلباء کے بعض اسباق منتہی طلباء کے سپرد کئے جانے کی روایت رہی ہے اسی کے مطابق حضرت صاحب مرحوم نے یہاں صرف ونحو کے کچھ ابتدائی سبق مفتی عبدالعزیز صاحب سے بھی برائے مطالعہ کتب استفادہ کیا۔ جو بعد میں استاد علامہ قدیر بخش کو سنائے جاتے۔

مدرسہ شمس العلوم کے جس کمرے میں مفتی صاحب کو جگہ ملی تھی اس میں دوسرے بہت سے

۳۔ مدرسہ "شمس العلوم" بدایوں کے معروف مدارس میں شمار ہوتا ہے۔ تقسیم ہند کے بعد مارچ ۱۹۴۸ء میں اس مدرسے میں ہندو بلوائیوں نے خشت باری کی ۱۹۶۳ء میں اس مدرسے کے شیخ الحدیث مفتی محمد ابراہیم تھے۔ دیکھیے "بدایوں ۱۹۴۷ء میں مولفہ محمد سلیمان بدایونی۔ مدرسہ شمس العلوم کی بنیاد —— مولانا عبدالماجد بدایونی نے رکھی تھی۔

۴۔ مفتی عزیز احمد صاحب مدظلہ اس وقت ہمارے علماء میں ایک محترم اور بزرگ شخصیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ ۱۹۰۱ء میں آنولہ (بریلی) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ محمدیہ بدایونی میں پائی۔ پھر شمس العلوم میں مولانا احمد الدین سواتی (جیری ریاست سوات) مولانا شاہ محمد ابراہیم بدایونی اور مولانا واحد حسین بدایوانی (تلمیذ علامہ برکات ٹونکی) سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ فراغت پر مدرسہ قادریہ بدایون میں مدارس مقرر ہوئے۔ گوناہ چھاؤنی (ریاست گوالیار) اور جمیر (پونا) میں بھی مدرس رہے جب مفتی صاحب ریاست گوالیار میں تھے تو شدھی کی تحریک زوروں پر تھی۔ انہوں نے اس موقع پر اپنے علاقے میں تبلیغی جلسوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ مفتی صاحب ۱۹۲۳ء میں لاہور آ گئے تھے اور جب سے گڑھی شاہو میں مقیم ہیں۔ وہاں مسجد عیدگاہ (اور اب جامعہ نعیمیہ) میں جماعت پنجگانہ آپ ہی کراتے ہیں استاد گرامی مفتی احمد یار خان قدس سرہ، مفتی صاحب کو اپنے واجب الاحترام بزرگوں میں شمار کرتے تھے۔ جب میں گجرات سے لاہور منتقل ہونے لگا تو مجھے فرمایا: "لاہور میں تین شخصیتوں کی خدمت میں حاضر ہوتے رہنا۔ سید معصوم شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) مفتی عزیز احمد صاحب اور سید ابوالبرکات صاحب۔"

Marfat.com

طلباء بھی رہائش پذیر تھے اور اکثر شور و شغب کا ماحول بنا رہتا جس سے مفتی صاحب کو پریشانی ہوتی۔ اس سلسلے میں ایک دفعہ ایک ایسا واقعہ رونما ہوا کو اس دور کا یادگار واقعہ بن گیا۔ ایک رات طلب علموں نے اس قدر غل غپاڑہ مچایا اور اتنی دیر تک ہنگامہ آرائی جاری رہی کہ حضرت صاحب اپنے اسباق کا مطالعہ بالکل نہ کر سکے۔ صبح علامہ قدیر بخش (رحمۃ اللہ علیہ) کی کلاس میں نحو میر کا سبق پڑھنے بیٹھے تو انتہائی توجہ اور یکسوئی کی کوشش کے باوجود سبق کی قطعاً سمجھ نہ آئی۔ علامہ استاد سبق کی تقریر کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور حضرت صاحب شروع کے حصے کی سمجھ نہ پڑنے پر پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ بالآخر مفتی صاحب بے اختیار رو پڑے۔ استاد محترم نے یہ منظر دیکھا تو فرمانے لگے۔

"احمد یار کیا ماجرا ہے۔ آخر خود کردہ را علاج نیست مطالعہ بھی نہیں کیا اور سبق سمجھنے کی کوشش بھی کرتے ہو۔"

اس کے ساتھ ہی حضرت علامہ نے اسباق میں باوضو بیٹھنے کی رغبت دلائی۔ علامہ استاذ کی یہ نگاہ کشف و بصیرت دیکھ کر مفتی صاحب تصویر حیرت بن کر رہ گئے۔ دل میں طے کیا کہ آئندہ کلاس میں باوضو آنے کی کوشش کی جائے گی اور اس کے بعد رات کا وہ سارا ماجرہ استاذ محترم کو سنا دیا جو مطالعہ نہ کر سکنے کا باعث بنا تھا۔ حضرت علامہ قدیر بخش نے اسی وقت ہدایات جاری کر دیں کہ احمد یار خان کے لئے فوری طور الگ کمرے میں رہائش کا انتظام کیا جائے اور اس کمرے میں دوسرا طالب علم عزیز احمد بدایونی احمد یار کے ساتھ رہے اس نئے انتظام سے مفتی صاحب کی تمام پریشانیاں دور ہو گئیں، شور و غل سے نجات ہوئی اور مزید لطف یہ کہ مفتی عزیز احمد صاحب جیسے محنتی اور سمجھدار طالب علم کی رفاقت بھی مہیا ہو گئی۔ اس دور میں مفتی صاحب نے خوب دل لگا کر مسلسل محنت اور شوق سے علم حاصل کیا۔

مفتی عزیز احمد صاحب بدایونی کے بیان کے مطابق مفتی صاحب مرحوم اپنے عہد طالب علمی

marfat.com
Marfat.com

میں اسباق کے مطالعہ اور تکرار کے ازحد پابند تھے۔ وہ ہمیشہ کافی رات گئے تک آئندہ صبح کے اسباق کا مطالعہ دیکھتے اور استاذ کی کلاس سے فارغ ہونے کے بعد اپنے رفقاء کے ساتھ سبق کے اعادہ تکرار کے لئے بیٹھ جاتے۔ جس میں وہ استاذ کی تقریر سبق کو مکمل دہرا دیتے۔ اس کے بعد وہ سوالات و جوابات بھی پوری تفصیل کے ساتھ سناتے۔ اس پر مزید یہ کہ اکثر اوقات نئے اعتراضات اور ان کے جوابات اپنی طرف سے بھی ساتھی طالب علموں کے سامنے پیش کرتے اور کوئی بات الجھن پیدا کر دیتی تو استاذ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسے رفع کرا لیتے۔ اگر مفتی صاحب کی اپنی پیش کردہ کوئی بات استاذ کی محترم کے ہاں غلط قرار دی جاتی تو مفتی صاحب اپنے ساتھیوں میں آ کر اس بات کی نشاندہی بھی کرتے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے۔ مفتی صاحب اس سلسلے میں کہا کرتے:

میں جب تک اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کر لیتا اس وقت تک میرے دل و دماغ میں ایک ہیجانی کیفیت برپا رہتی ہے۔

مفتی عزیز احمد صاحب کی رفاقت حضرت صاحب مرحوم کیلئے بڑی عزیز اور ناگزیر بن گئی تھی ان کے سوا ہم سبق طلباء میں ایسا کوئی نہ تھا جسے اسباق کے مطالعے اور تکرار و اعادہ کا ایسا بے پناہ شوق ہوتا جیسا کہ ان میں تھا مگر مفتی عزیز احمد صاحب کے اوقات ایک دوسری مصروفیت میں صرف ہونے لگے۔ وجہ یہ کہ انہیں مولانا شاہ عبدالقدیر کے صاحبزادے عبدالہادی (عرف محمد میاں) کی تعلیم کا کام سونپ دیا گیا اور اس سلسلے میں مفتی عزیز احمد صاحب کو اکثر و

۱۔ مولانا شاہ عبدالقدیر بدایونی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ حضرت تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی قدس سرہ العزیز کے صاحبزادے تھے۔ نواب حبیب الرحمٰن خان شیروانی صدر الصدور کے بعد انہیں ریاست حیدر آباد کا مفتی مقرر کیا گیا۔ مفتی عزیز احمد بدایونی مولانا عبدالقدیر کے بڑے بھائی۔ مولانا عبدالمقتدر بدایونی قدس سرہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ اس لئے اس خاندان کے ساتھ وہ علاقۂ ارادت رکھتے ہیں۔

۲۔ مولانا عبدالہادی، محمد میاں نے بعد میں اعلےٰ تعلیم الہ آباد یونیورسٹی میں پائی۔ وہ آج کل جامعہ عثمانیہ حیدر آباد میں غالباً پروفیسر ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

بلکہ سر پر بھی جانا پڑتا۔ مفتی مرحوم کیلئے یہ صورت حال کافی حد تک باعث حرج بن گئی اور بالآخر حضرت صاحب مدرسہ بدایون کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ مفتی عزیز احمد صاحب کے بیان کے مطابق مفتی صاحب قدس سرہ بدایون کے مدرسہ شمس العلوم میں تین برس تک پڑھتے رہے اور ان کے اسباق نورالانوار تک پہنچ گئے تھے۔

بدایون کی طالب علمی کے دوران میں ہی حضرت صاحب اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضری کیلئے بریلی تشریف لے گئے۔ خود حضرت صاحب مرحوم نے مجھے بتایا تھا کہ میں ایک دفعہ اعلیٰ حضرت کو دیکھنے کیلئے بریلی شریف حاضر ہوا تھا۔ میرے سوال پر آپ نے فرمایا۔ میری عمر اس وقت کوئی دس بارہ برس کے لگ بھگ ہو گی اور بدایوں سے گیا تھا۔ اس کے بعد مزید ارشاد فرمایا ان دنوں ۲۷ رجب قریب تھی اور اعلیٰ حضرت کے ہاں تقریب معراج کی تیاریاں زوروں پہ تھیں آپ اس تقریب کیلئے بڑا اہتمام فرماتے۔ مہمانوں کی کثیر آمد ہوتی اور ان کے کھانے اور قیام کے انتظامات کی خود نگرانی کرتے۔ اس مصروفیت کے باعث ہمیں صرف ایک مجلس میں حاضری نصیب ہو سکی جس میں اعلیٰ حضرت کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اب مفتی عزیز احمد صاحب سے بھی اس بات کی تصدیق ہو گئی ہے کہ بدایون کے دور میں ہی حضرت صاحب بریلی گئے تھے اور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

بدایون کے بعد مفتی صاحب قدس سرہ کی طالب علمی کا تیسرا دور ریاست مینڈھو میں گذرا۔ یہاں والیان ریاست کے اہتمام سے ایک دارالعلوم قائم تھا۔ جس کے نظم ونسق اور تعلیمی ماحول کے بارے میں آس پاس کے علاقوں میں عام رائے پائی جاتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریاست کے اس مدرسے میں ملک کے دیوبندی اساتذہ کو تدریس کیلئے بلایا جاتا تھا چنانچہ جیسا کہ آگے چل کر ہم اس کتاب میں حضرت علامہ قاضی عبدالسبحان قدس سرہ کے

marfat.com

Marfat.com

ضمنی تذکرے میں بیان کریں گے۔ غورغشتی کیمبل پور کے مشہور زمانہ عالم استاذ العلماء حضرت علامہ قطب الدین غورغشتوی کو بھی کچھ عرصے کیلئے ریاست مینڈھو میں بسلسلہ تدریس بلایا گیا تھا جس دور میں حضرت صاحب مرحوم مینڈھو کے مدرسے میں پڑھتے رہے ہیں۔ اس دور کے اساتذہ مدرسین کے بارے میں تفصیلات معلوم نہیں ہوسکیں۔ مفتی عزیز احمد صاحب کے بیان کے مطابق یہ مدرسہ اس وقت دیوبندی مسلک کا حامل تھا اور حضرت صاحب مرحوم پر اس مدرسے کی طالب علمی کے اثرات پڑے تھے۔ خود حضرت صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے۔ دیوبندی اساتذہ کے پاس ایک عرصہ تک پڑھنے سے میں یہ سمجھنے لگ گیا تھا کہ علمی تحقیق کا کمال تو بس اسی گروہ میں پایا جاتا ہے لیکن جب صدرالافاضل قدس سرہ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے مجھے اعلیٰحضرت کا ایک رسالہ: ''عطایا القدیر فی احکام التصویر'' مطالعے کیلئے دیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ مذکورہ بالا تاثر کا تعلق مینڈھو کے دور طالب علمی ہی سے ہے۔ مینڈھو میں قیام کا زمانہ دور غالباً تین چار برس پر مشتمل ہوگا اور یہ زمانہ ۱۳۳۸ھ تا ۱۳۴۱ھ (۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۲ء) کے لگ بھگ ہونا چاہیے۔

حضرت صاحب کے والد مسلک اور عقیدے کے اعتبار سے کٹر سنی حنفی تھے۔ انہیں حضرت صاحب کا مینڈھو کے مذکورہ مدرسے میں پڑھنا ناپسندیدہ محسوس ہونے لگا تھا چنانچہ ایک بار جب سالانہ تعطیلات کے موقعہ پر حضرت صاحب گھر آئے ہوئے تھے تو گھر والوں کے احساس کا اندازہ ہوا۔ مفتی عزیز احمد صاحب کا بیان ہے کہ اسی دور میں ان کی بھی ایک ملاقات حضرت صاحب مرحوم سے ہوگئی۔ جس میں بعض مسائل اختلافیہ پر بھی گفتگو چھڑی اور انہوں نے حنفی بریلوی مشرب کے خلاف مفصل دلائل بیان کئے اس وقت انہی دنوں ایک اتفاق یہ پیش آیا کہ مفتی صاحب مرحوم کے ایک چچا زاد بھائی جن کی مراد آباد میں ملازمت تھی۔ وہ بھی گھر آئے ہوئے تھے اور اب مراد آباد واپس جارہے تھے۔ انہوں نے

Marfat.com

حضرت صاحب پر زور ڈالا کہ آپ میرے ساتھ مرادآباد چلیں اور وہاں مولانا نعیم الدین مرادآبادی سے ملاقات کریں چنانچہ حضرت صاحب مرادآباد پہنچے۔

مرادآباد جامعہ نعیمیہ میں مفتی صاحب کی ملاقات حضرت صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی سے ہوئی تو حضرت صدرالافاضل نے دریافت فرمایا:

"مولانا: کون سے اسباق پڑھتے ہیں آپ"

مفتی صاحب نے اپنے اسباق بتائے تو صدرالافاضل فرمانے لگے:

"کیا آپ ان اسباق کا امتحان دے سکتے ہیں۔"

مفتی صاحب امتحان کیلئے تیار تھے چنانچہ حضرت صدرالافاضل سوالات کرتے گئے اور مفتی صاحب جوابات دیتے گئے آخر میں بعض سوالات مفتی صاحب نے بھی حضرت صدرالافاضل پر کئے اور ان کی شافی جوابات حاصل کئے۔ مفتی صاحب نے اپنے سامنے علم وحکمت کا دریا موجزن پایا تو ادھر سید صدرالافاضل قدس سرہ نے بھی اس نوعمر مگر فاضل طالب علم میں جوہر قابل تاڑ لیا۔ علم وفلسفہ کی طویل اور دقیق گفتگو کے بعد صدرالافاضل نے فرمایا:

"بھئی مولانا! علم کے ساتھ حلاوت علم بھی ہو تو استقامت عطا ہوتی ہے اور انشراح صدر کی دولت ملتی ہے۔

مفتی صاحب نے دریافت کیا: "حلاوت علم سے مراد"

حضرت نے جواب میں فرمایا:

"حلاوت علم تو حضور علیہ السلام کی ذات سے نسبت قائم رکھنے سے ہی حاصل ہوسکتی ہے لفظوں میں بیان نہیں کی جاسکتی۔"

یہ باتیں حضرت صاحب کو اپنے دل ودماغ کی گہرائیوں میں اترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

marfat.com

Marfat.com

حضرت صدرالافاضل قدس سرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات حضرت صاحب کی زندگی میں ایک اہم موڑ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب مرادآباد جامعہ نعیمیہ میں داخل ہو گئے اور حضرت صدرالافاضل نے حضرت صاحب کو ان کے مطلوبہ معقولات کے اعلیٰ اسباق شروع کرا دیئے اسباق شروع تو کرا دیئے مگر حضرت کی گوناگوں مصروفیات، ان کے پاس، فراغت اور سکون کے لمحات کم ہی چھوڑتی تھیں نتیجہ اسباق میں ناغے ہونے لگے۔ تنگ آ کر حضرت صاحب ایک بار مرادآباد سے نکل کھڑے ہوئے۔ صدرالافاضل کو علم ہوا تو انہوں نے آدمی بھجوا کر حضرت صاحب کو واپس بلوایا اور طے کیا کہ آئندہ حضرت صاحب کی تعلیم کا حرج نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اس کا طریقہ اس کے سوا دوسرا کوئی نہ تھا کہ چوٹی کا کوئی مدرس مستقل طور پر دارالعلوم میں موجود ہو چنانچہ حضرت صدرالافاضل نے حضرت علامہ مشتاق احمد کانپوری سے رابطہ قائم کیا جو اپنے وقت میں معقولات کے امام اور نہایت اونچے پائے کے استاذ شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے یہ شرط پیش کی کہ میرے ساتھ میرے ان تمام طلباء کے قیام و طعام کا انتظام بھی آپ کے ذمے ہوگا جو اس وقت میرے پاس اسباق پڑھ رہے ہیں۔ حضرت صدرالافاضل نے یہ شرط منظور فرمائی اور حضرت علامہ کانپوری کو جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں بلا لیا گیا۔ حضرت صاحب قدس سرہ فرمایا کرتے تھے۔ اس زمانے میں حضرت علامہ کا مشاہرہ اسی ۸۰ روپیہ مقرر ہوا تھا۔ علامہ کانپوری کی آمد سے حضرت صاحب کی طالب علمی کا ایک نرالا دور شروع ہوا۔ استاذ اپنے زمانے کا مانا ہوا معلم و امام اور شاگرد اپنے وقت کا ذہین ترین اور شوقین ترین طالب علم۔ اس کے ساتھ مزید یہ کہ شاگرد کو ہر گھڑی یہ احساس کہ یہ علامہ زمان استاذ محض میری تعلیم کی خاطر یہاں بلائے گئے ہیں اور بہر نوع استاذ گرامی کو بھی یہ بات ملحوظ خاطر لازماً رہتی ہوگی کہ یہ وہ لڑکا ہے جس کیلئے ہمیں کانپور سے کھینچ لایا گیا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب حسب وعدہ مراد آباد تشریف لے آئے ہیں یہ عربی مدارس کے تعلیمی سال کا درمیان تھا یعنی رمضان کے بعد نئے داخلے ہو کر کچھ وقت گزر چکا تھا اور طلبہ کے اسباق شروع ہو چکے تھے یہی باعث تھا کہ علامہ نے اپنے مراد آباد منتقل ہونے کو مشروط کیا کہ میرے طلباء جن کے سبق شروع ہو چکے ہیں میرے ساتھ رہیں گے۔ درمیان سال انہیں چھوڑ کر میں کہیں نہیں جا سکتا، حضرت علامہ نے مراد آباد جامعہ نعیمیہ میں اس سال کا بقیہ حصہ پورا کیا مگر اگلے سال انہیں میرٹھ میں بڑے اصرار کے ساتھ بلایا جا رہا تھا۔ اس صورت حال کے پیش نظر علامہ مشتاق احمد کانپوری نے حضرت صدر الافاضل سے یہ کہہ کر اجازت حاصل کر لی کہ آپ کے اس طالب علم احمد یار خان کو میں اپنے ساتھ میرٹھ لئے جاؤں گا۔ سید صدر الافاضل نے یہ بات منظور فرمالی اور وقت کا یہ ممتاز قافلہ علمی مراد آباد سے میرٹھ روانہ ہو گیا۔ مراد آباد اور میرٹھ ہی میں حضرت صاحب کی طالب علمی کا وہ زمانہ گزرا ہے جس میں شیخ القرآن ابو الحقائق علامہ عبد الغفور ہزاروی علیہ الرحمہ بھی ان کے ساتھ حضرت علامہ مشتاق احمد کے پاس پڑھتے رہے ہیں۔ علامہ ہزاروی ان طلباء میں شامل تھے جو کانپور سے حضرت علامہ کانپوری کے ساتھ مراد آباد آئے تھے۔ اس طرح مرحوم نے کانپور، مراد آباد اور میرٹھ تینوں مقامات پر علامہ کانپوری سے پڑھا، حضرت صاحب اور ہزاروی صاحب بعد

۱۔ علامہ مشتاق احمد کانپوری کا خاندان علم و فضیلت میں ممتاز تھا۔ ان کے بڑے بھائی مولانا نثار احمد کانپوری اردو زبان کے بلند پایہ خطیب شمار ہوتے تھے اور انہیں بلبل ہند کہہ کر پکارا جاتا تھا افسوس کہ نزہتہ الخواطر جیسی کتب تذکرہ میں ان لوگوں کے احوال درج نہیں کیے گئے۔

۲۔ حضرت علامہ ہزاروی دینیات کی اعلیٰ تعلیم کے لئے بریلی میں بھی پہنچے تھے۔ اس وقت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بڑے صاحبزادے مولانا شاہ حامد رضا خان قدس سرہ کا دور تھا۔ ہزاروی صاحب نے ان کے آگے زانوئے تلمذ طے کیا انہوں نے اپنے اس قابل تلمیذ کو "ابو الحقائق" کا لقب عطا فرمایا اور ان کی فراغت کے بعد انہیں جامعہ رضویہ بریلی میں صدر مدرس مقرر کیا۔ علامہ ہزاروی کی اپنے وطن میں دوبارہ دستار بندی استاذ العلماء حضرت علامہ قطب الدین غور غشتوی کے دست مبارک پر بھی ہوئی۔ علامہ ہزاروی مرحوم پر ایک نوٹ آئندہ اوراق میں بھی آ رہا ہے، مفصل نوٹ اس کتاب کے آئندہ ایڈیشن میں انشاء اللہ درج کیا جائے گا۔

marfat.com

Marfat.com

میں اپنی عملی زندگی کے آخری دور میں پنجاب میں اکٹھے ہو گئے مگر ایک عرصہ تک انہیں اپنے استاذ بھائی ہونے کے حوالے سے تعارف نہ ہو سکا یہ ایک سفر کا واقعہ ہے کہ ٹرین میں بیٹھے ہوئے دونوں بزرگوں کی اپنے دور طالب علمی پر کچھ بات چیت ہوئی تو دونوں نے اس زمانے کی یادوں اور نشانیوں سے ایک دوسرے کو پہچان لیا اور اٹھ کر بغلگیر ہو گئے۔ اس واقعے کی تفصیل اس کتاب کے آئندہ مضامین (ہسپتال کی ڈائری) میں آ رہی ہے۔ مراد آباد اور میرٹھ میں حضرت صاحب کا یہ عرصہ طالب علمی جوان کی طالب علمی کا آخری دور تھا مجموعی طور پر دواڑھائی برس یا زیادہ سے زیادہ تین برس پر مشتمل ہوگا۔ بہر نوع انیس برس کی عمر میں حضرت صاحب قدس سرہ تعلیم سے فارغ ہو گئے۔ اس موقع پر ایک عزیز نے قطعہ تاریخ تحریر کیا جس میں مفتی صاحب کا سال فراغت (۱۳۳۴ھ بمطابق ۱۹۱۴ء ۱۹۱۵ء) کا زمانہ لَقَدْ فَوْزٌ عَظِيْمٌ سے نکالا گیا تھا۔[۲]

طالب علمی کا یہ آخری زمانہ حضرت صاحب کی آئندہ زندگی پر گہرے اثرات چھوڑ گیا۔ معقولات میں مہارت وتجربے کا سرمایہ انہیں علامہ مشتاق احمد کانپوری سے ملا اور علوم دین کے ساتھ خادمانہ وابستگی نیز مرکز دین حضور رحمۃ للعٰلمین کے ساتھ والہانہ وابستگی کی دولت دارین، حضرت صاحب نے حضرت سید صدرالافاضل کے منبع حکمت ومحبت سے پائی۔ مجھے خوب یاد ہے جن دنوں ہم لوگ حضرت صاحب سے صدرا اور حمد اللہ کے اسباق پڑھتے تھے، ان دنوں میں وہ حضرت علامہ کانپوری کی یادوں کو بار بار دہرایا کرتے تھے۔ غالباً یہ اسباق حضرت صاحب نے علامہ مرحوم سے پڑھے تھے اور محسوس ہوتا تھا کہ تیس پینتیس برس پہلے کے گذرے ہوئے ایام کا مکمل نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے آجاتا تھا اس دور کی اپنے

۱۔ دیکھیے صفحہ ۱۰۵ ار

۲۔ تفصیل کیلئے دیکھیے پیچھے صفحہ ۶۰ (حاشیہ میں)

Marfat.com

اساتذہ کی فرمائی ہوئی مختلف اسباق سے متعلقہ تقریریں انہیں اکثر و بیشتر اب تک محفوظ تھیں۔فرماتے تھے۔"ہمارے استاذ مولانا مشتاق احمد کانپوری علم و فضل میں صاحب مقام ہونے کے ساتھ بڑے صاحب دبدبہ بھی تھے۔طلباء کو خوب محنت کے ساتھ پڑھاتے اور سزا بھی خوب دیتے تھے۔کبھی کبھی سزا کا اپنا ایک خاص طریقہ استعمال کرتے۔وہ یہ کہ شہادت کی انگلی اور انگوٹھے میں چند چنے لے کر طالب علم کے کان میں رکھتے اور چٹکی بھر لیتے۔کبھی کبھار زیادہ غصے کی حالت میں کتاب یا تپائی جو چیز سامنے ہوتی اٹھا کر دے مارتے۔مگر بعد میں باانداز شفقت فرمایا کرتے:"بیٹا میری یہ مار تمہاری زندگی سنوار دے گی۔"میں سمجھتا ہوں کہ اپنے استاد کا یہ رنگ طبیعت حضرت صاحب پر بھی اثر انداز ہوا تھا۔حضرت صاحب بھی پڑھانے کے وقت سخت غصہ کرنے والے اور فوراً سزا دینے والے استاذ تھے۔میرا شمار اچھے طالب علموں میں ہوتا تھا۔مگر میں نے "حمد اللہ" اور "خیالی" جیسے اونچے اسباق میں بھی ایک دوبار ان سے مار کھائی اور میں تو پھر ابھی ایک بچہ تھا نہ داڑھی نہ مونچھ۔مفتی صاحب مرحوم تو باریش دراز شیوخ طلباء کا بھی سزا کے معاملے میں لحاظ نہیں کرتے تھے مگر بعد میں جب غصہ فرو ہو جاتا تو بڑی شفقت اور دل جوئی بھی فرماتے،بعض اوقات صاف پتہ چلتا تھا کہ انہیں احساس ہو جاتا کہ آج میں نے زیادہ سخت سزا دی ہے۔ایسی صورت میں اس طالب علم سے بعد میں دیر تک شفقت آمیز باتیں کرتے رہتے اور فرماتے: "میری مار تمہارے کام آئے گی اور کبھی اس دور کو یاد کیا کرو گے۔"واقعی اب ہم اس دور کو یاد کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ یہ عظیم لوگ ہم سے کس قدر جلد رخصت ہو گئے۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد   روئے گل سیر ندیدم کو بہار آخر شد

حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے رسمی اسباق کی شکل میں حضرت صاحب کو بہت کم پڑھایا مگر ان کی حکیمانہ نگاہ اور مومنانہ بصیرت نے حضرت صاحب کے لئے تربیت کے ایسے موثر

marfat.com

Marfat.com

سانچے تجویز کیے کہ ان کے دل ودماغ اور طبع ومزاج ساری شخصیت کا رنگ ہی تبدیل ہو کر رہ گیا۔ حضرت صاحب خود فرمایا کرتے تھے۔" میرے پاس جو کچھ ہے سب حضرت صدرالافاضل کا عطا کردہ ہے۔"

حضرت صاحب کو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ساتھ تعلق خاطر بھی صدرالافاضل ہی کی وساطت سے حاصل ہوا۔ صدرالافاضل نے سب سے پہلے انہیں اعلیٰ حضرت کا رسالہ "عطایا القدیر فی احکام التصویر" مطالعے کیلئے مرحمت فرمایا۔ اس رسالے میں حضرت صاحب کو فاضل بریلوی کی عظمت علمی کا پہلی بار احساس ہوا اور پھر ان کے ساتھ علاقہ عقیدت زندگی کا سرمایہ بن گیا۔

حضرت صاحب نے روایت حدیث کی اجازت اور سند حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ سے ہی پائی تھی اور آگے اپنے تلامذہ کو بھی عطا فرماتے تھے چنانچہ راقم الحروف کی سند درج ذیل سلسلہ اساتذہ پر مشتمل ہے جو حضرت صاحب نے دورۂ حدیث سے فراغت پر ہمیں عطا کی:

۱۔ اَلسّید اَحْمَدْ طحطاوی محشی درِّ مختار

۲۔ اَلسّید محمد بن حسین الکتبی الخطیب و مفتی الحناف بالبلدۃ الحرام

۳۔ اَلسّید محمد الکتبی الخطیب و الامام بالبلدۃ الحرام

۴۔ اَلسّید محمد مکی خلوتی الخطیب و المدرس بالمسجد الحرام

۵۔ مولانا محمد گل

۱۔ اس واقعے کے لئے اس کتاب کا صفحہ ۸۷ بھی دیکھئے

۲۔ میرے ساتھ میرے محترم رفقاء مولانا حافظ سید علی بن محمد علی سکنہ کملہ (کھاریاں، گجرات) اور پیرزادہ محمد مسعود الحسن (بن پیر محمد سعید قدس سرہ) چورہ شریف بھی سند دورۂ حدیث حاصل کی اول الذکر حافظ صاحب جامع عیدگاہ، گجرات اور مسجد میاں جلال محلہ خوجگان میں اپنے قائم کردہ دینی مدرسہ کے مہتمم ہیں اور موخر الذکر صاحبزادہ مسعود صاحب کھوڑ ہائی سکول (کیمل پور) میں ادبی و دینیات کے استاذ ہیں۔

Marfat.com

۶۔ مولانا نعیم الدین سید

۷۔ المفتی احمد یار خان حکیم الامت

ل۔۔۔۔ عبدالنبی ۔۔۔۔ا قاضی کوکب

اس ترتیب میں سلسلۂ شیوخ اوپر کی طرف گیا ہے یعنی اوپر کا شخص نیچے درج ہونے والے کا شیخ واستاذ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

عملی زندگی

مختلف ادوار کا تعارف

حضرت صاحب قدس سرہ کی سیرت میں عملی سے مراد، تدریس، فتویٰ، خطبہ، وموعظت اور تصنیف وتالیف و پابندیٔ عبادت کی زندگی ہے انہوں نے طالب علمی کا دور بھی محنت اور جانفشانی سے گذارا تھا اور عملی زندگی میں بھی وہ مسلسل جدوجہد اور ذوقِ عمل کی تصویر بنے رہے۔ غالبًا جب وہ ریاست مینڈھو میں پڑھتے تھے تو کھانا تقسیم ہونے کے موقع پر وہ طلباء کی قطار میں سب سے پیچھے رہ جاتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ہمیشہ عمدہ کھانا اور سالن ان سے پہلے ہی ختم ہو جاتا اور اکثر اوقات انہیں روکھی روٹی حصے میں آتی۔ یہ منظر دیکھ کر معمر باورچی کہا کرتا: ''احمد یار' کھانے پر جھپٹنے والے اکثر یوں ہی رہ جائیں گے علم کے آفتاب تم ہی بن کر چمکو گے۔'' کسی دوسرے مدرسے یا اسی مدرسے کی بات ہے کہ رات مطالعے کے لئے جو تیل ملتا تھا وہ تقریبًا نصف شب تک چلتا تھا مگر مفتی صاحب کا کاروانِ شوق ہمیشہ نصف شب سے آگے بڑھ جایا کرتا تھا اس لئے مدرسے کا چراغ گل ہونے کے بعد وہ مدرسے سے باہر نکل آتے اور گلی کی بتی میں بیٹھ کر مطالعہ کرنے لگ جاتے۔ ایسا ہی ذوقِ محنت اور جذبۂ عمل تدریس اور تصنیف کی زندگی میں بھی ان کے ساتھ ہم رکاب رہا۔ انہوں نے آرام اور راحت کے زمانے میں بھی طلباء کی تدریس کا کام محنت اور فکر مندی کے ساتھ کیا اور ان کا قلم ضعف اور بیماری کے ایام میں بھی عرصۂ تصنیف میں مسلسل گرم رفتار رہا۔

پہلے بیان ہو چکا ہے حضرت صاحب ۱۳۳۴ھ (مطابق ۱۹۱۴ء/ ۱۹۱۵ء) میں فارغ التحصیل ہو گئے تھے۔ اس کے بعد وہ آخری ایام حیات تک مختلف مقامات پر دینی خدمات انجام دیتے رہے۔ ان کا وصال ۱۳۹۱ھ (۱۹۷۱ء) میں ہوا ہے۔ اس طرح پچاس سال

Marfat.com

لگ بھگ نصف صدی تک خدمت دین متین کا یہ چراغ اپنے خون جگر سے روشن رہا۔ اس زندگی کا آغاز قصبائی بدایوں اور مراد آباد جامعہ نعیمیہ سے ہوا تھا اور اس کی انتہا گجرات مدرسہ غوثیہ نعیمیہ میں ہوئی۔ درمیان میں یہ دریا دھوراجی (کاٹھیاواڑ) کچھوچھہ شریف اور میلسی میں بھی بہتا رہا۔

دستار فضیلت باندھنے کے ساتھ ہی حضرت صدر الافاضل نے حضرت صاحب کو جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں تدریس کے فرائض سونپ دیئے تھے۔ مفتی صاحب نے جلد ہی اپنے کو ایک کامیاب مدرس ثابت کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی جامعہ نعیمیہ میں فتویٰ نویسی و فتویٰ تدریسی کی خدمات بھی حضرت صاحب کے سپرد کر دی گئیں بعض احباب کے خیال کے مطابق تصنیف و تالیف کے کام کی داغ بیل بھی اسی زمانے میں ڈالی گئی۔ چنانچہ "علم المیراث" کا ابتدائی خاکہ ان احباب کے نزدیک حضرت صاحب نے اس زمانے میں مراد آباد میں مرتب کر لیا تھا اور حضرت استاد سے اس سلسلے میں مشورہ اور رہنمائی بھی حاصل کی تھی۔ جہاں تک حضرت استاذ سے رہنمائی حاصل کرنے کا تعلق ہے وہ تو حضرت صاحب اپنے ہر کام میں حاصل کرتے رہے اور حضرت استاد ہی کے بتائے ہوئے راستوں پر چلتے رہے یقیناً "علم المیراث" جو قبلہ صاحب کی پہلی تالیف تھی کے سلسلے میں حضرت صدر الافاضل سے مشورہ کر لیا ہوگا مگر اس کے پیش لفظ میں یہ تصریح خود مفتی صاحب نے فرمائی ہے کہ یہ رسالہ ۱۳۵۲ھ میں جبکہ وہ مدرسہ مسکینیہ دھوراجی میں مدرس تھے تحریر کیا گیا۔

حکیم الامت مفتی صاحب مراد آباد میں تدریس و فتویٰ کے خدمت انجام دے رہے تھے دھوراجی کاٹھیاواڑ کے مدرسہ مسکینیہ کے منتظمین کی طرف سے حضرت صدر الافاضل کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ دھوراجی میں ایک ایسا جامع الصفات عالم دین روانہ کیا جائے جو تدریس فتاویٰ اور خطابت تمام خدمات دینی کو بطریق احسن انجام دے سکتا ہو۔ اس

marfat.com
Marfat.com

درخواست کے جواب میں صدرالافاضل قدس سرہ نے مفتی صاحب کو دھوراجی جانے کی ہدایت فرمائی۔ مفتی صاحب اس وقت عمر اور شکل وصورت سے نوخیز دکھائی دیتے تھے۔ جب وہ دھوراجی ریلوے سٹیشن پر پہنچے تو استقبال کرنے والوں کو حیرت ہوئی کہ صدرالافاضل نے یہ طالب علم سا آدمی ہمارے دارالعلوم کے لئے بھیجا ہے۔ خیر وہ لوگ چپکے ہو رہے۔ دوسرے روز مفتی صاحب مدرسہ مسکینیہ کی مسند تدریس پر بیٹھے اور حدیث کا کوئی سبق شروع کرایا۔ جس کے آغاز پر انہوں نے اصول حدیث کے بعض بنیادی مباحث پر فاضلانہ تقریر کی۔ اس مجلس میں مدرسہ کے منتظم اعلیٰ حاجی سیٹھ ولی محمد صاحب اور دیگر اراکین بھی موجود تھے۔ حضرت مفتی صاحب کی عمر اور چہرہ دیکھ کر جس قدر یہ لوگ مایوس ہوئے تھے مسند درس پر حضرت مفتی صاحب کے دریائے علم کی روانی اور گہرائی کا حال معلوم ہونے پر اسی قدر وہ لوگ مسرور بھی ہوئے چنانچہ مجوزہ مشاہرے میں پہلے دن کی مذکورہ بالا کیفیت دیکھ کر ہی اضافہ کر دیا گیا اور اب وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ صدرالافاضل نے ہمارے پاس "بحرالعلوم" بھیج دیا ہے۔ مفتی صاحب دھوراجی میں مدرسہ مسکینیہ کے صدر مدرس کی حیثیت سے تقریباً 9 برس تک کام کرتے رہے۔ اس دوران میں متعدد بار حدیث شریف کا دورہ ختم کیا گیا اور بیسیوں طلباء فارغ التحصیل ہو کر مدرسہ سے نکلے۔ اس مدرسے میں بنگال کے طالب علموں کی اکثریت ہوتی تھی چنانچہ آج بھی بنگال میں بعض مقامات پر اسی دور کے حضرت قبلہ صاحب کے شاگرد علمائے دین موجود ہیں دھوراجی کے زمانے میں تقریباً دوسرے تیسرے سال میں حضرت صاحب شادی ہوئی جس کیلئے وہ وطن اچھیانی گئے۔ خطبۂ نکاح صدرالافاضل قدس سرہ نے پڑھا۔ اسی دور میں مفتی صاحب نے اپنی پہلی تالیف علم المیراث مرتب کی کو ۱۳۵۲ھ میں پہلے گجراتی زبان میں شائع کیا گیا اور بعد میں اس کا اردو ایڈیشن چھاپا گیا۔ دھوراجی کے زمانے کے تلامذہ میں حضرت صاحب

Marfat.com

کے ایک نامور شاگرد جناب مولانا آل حسن سنبھلی اشرفی ہیں۔ انہوں نے علم المیراث کے آغاز پر ایک مختصر پیش لفظ دیباچہ تحریر کیا تھا۔ ان کے چھوٹے بھائی مولانا ریاض الحسن سنبھلی گجرات (پاکستان) کے دور میں حضرت صاحب سے پڑھتے رہے ہیں۔

کچھ عرصہ کے بعد مدرسہ مسکینیہ (دھوراجی) گردش لیل ونہار میں آکر مالی مشکلات کا شکار ہو گیا اور کچھ دیگر پریشانیاں بھی حضرت صاحب کے لئے نمودار ہونے لگی تھیں۔ بالآخر وہ اپنے وطن اوجھیانی واپس چلے گئے اور مرادآباد صدر الافاضل قدس سرہ کی خدمت میں اپنے حالات کے بارے میں خط لکھ دیا چنانچہ جلد ہی صدر الافاضل نے انہیں مرادآباد بلا لیا اور جامعہ نعیمیہ میں تدریس وغیرہ کی خدمات دوبارہ ان کے سپرد ہوئیں۔ علامہ مفتی محمد حسین صاحب نعیمی (مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور) اسی زمانے میں تمام اسباق حضرت صاحب قدس سرہ سے پڑھتے رہے اور مرحوم حکیم مولانا غلام الدین نعیمی بھی اس زمانے کے تلامذہ میں شامل تھے یہ دور دھوراجی کے آخری ایام سے مفتی صاحب کیلئے عسرت اور مالی تنگی کا زمانہ تھا ان ایام میں حضرت صاحب کے اہل خانہ اپنی تھوڑی سی آبائی جائیداد کے کرائے پر گذر اوقات کرتے رہے جو نو روپیہ ماہوار کے لگ بھگ ہوتا تھا۔ بہر نوع ان کا قافلہ حیات صبر و شکر کے ساتھ منزل کی طرف رواں دواں رہا۔

اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس دفعہ حضرت صاحب قدس سرہ، مرادآباد میں تقریباً ایک سال رہے۔ انہی ایام میں حضرت اشرفی میاں (المعروف، میاں صاحب) سجادہ نشین کچھوچھہ شریف نے صدر الافاضل سے کوئی قابل مدرس اپنے دار العلوم کیلئے طلب کیا چنانچہ حضرت صاحب کو کچھوچھہ شریف روانہ کر دیا گیا غالباً حضرت صاحب کچھوچھہ شریف میں تین برس کے لگ بھگ تدریس اور افتاء کی خدمات ادا کرتے رہے۔ حضرت میاں صاحب ان پر بہت شفیق تھے۔ مفتی صاحب نے اولاد نرینہ کیلئے دعا کی درخواست کی تو میاں صاحب نے

marfat.com

Marfat.com

دعا فرمائی اور ساتھ ہی بشارت بھی دی کہ انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا اور اس کا نام "ذوالفقار" رکھنا بعد میں یہ نام "محمد مختار" میں تبدیل فرما دیا۔ اتفاق دیکھئے کہ مفتی صاحب کے گھر میں یہ صاجزادہ (مفتی مختار صاحب) حضرت میاں صاحب کی وفات کے بعد پیدا ہوا۔ جس کا تاریخی نام "ابو جواد محمد مختار" تھا۔ (یہ بات غلط ہے نجانے کوکب صاحب نے ایسا کیوں لکھا جبکہ صحیح واقعہ اکثر اصحاب کو پتہ تھا اور کوکب صاحب کو بتایا بھی گیا تھا۔ صحیح یہ ہے حضرت صاحب اپنے چھوٹے بہنوئی محمد حیات خان مرحوم کیساتھ بدایون سے چل کر کچھوچھہ شریف دعا کے لئے ہی گئے۔ قبلہ میں میاں صاحب نے فرمایا میری پیٹھ سے اپنی پیٹھ جوڑ کو بیٹھو اور جب تک میں نہ اٹھوں تم بھی نہ اٹھنا۔ تقریباً دو گھنٹے بیٹھنے کے بعد میاں صاحب نے اٹھتے ہوئے فرمایا ہم نے اپنے دو بیٹے اللہ جل کریم سے تمہیں دلوا دیئے۔ دونوں کا نام ہمارے دونوں موجودہ بیٹوں کے نام پر رکھنا۔ ایک مختار دوسرے کا مصطفیٰ۔ اسی بشارت سے حضرت کے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ دوسرے فرزند مصطفیٰ میاں اب موجودہ اقتدار احمد خان بالکل حضرت صاحب کی ہم شکل ہیں) اس سے ۱۳۵۶ھ کا سال برآمد ہوتا ہے۔ اس تاریخ سے کچھوچھہ شریف میں مفتی صاحب کے قیام کے تعین زمانی کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اس دور میں درگاہ شریف کے بزرگوں کے کئی صاجزادگان حضرت صاحب سے پڑھتے رہے۔ جن میں صاجزادہ مختار اشرفی صاحب[1] (ولد حضرت اشرفی میاں قدس سرہ) بھی شامل تھے۔

بعض وجہ رافضیانہ کی بنا پر حضرت صاحب قدس سرہ اور بزرگان خانقاہ کے مابین کچھ اختلافی باتیں پیدا ہونے لگیں یا پیدا کی جانے لگیں تو آپ قبل اس کے کہ کوئی شیعہ، سنی ناپسندیدہ صورتِ حال رونما ہو اچھیانی واپس تشریف لے آئے اور حسب دستور حضرت صدر الافاضل کی خدمت میں اطلاع بھجوادی۔

---

[1] صاجزادہ مختار اشرف صاحب موصوف کئی بار گجرات میں حضرت صاحب سے ملنے کیلئے حاضر ہوتے رہے ہیں۔

Marfat.com

حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے لاہور میں علامہ سید ابوالبرکات (دامت برکاتہ) سے رابطہ قائم کر کے انہیں مطلع کر دیا ہوا تھا کہ مفتی احمد یار خان صاحب ان دنوں فارغ ہیں پنجاب میں تو علمائے دین کی اکثر و بیشتر ضرورت رہتی تھی سید صاحب نے حضرت سید صدر الافاضل کی خدمت میں درخواست کی کہ مفتی صاحب کو لاہور روانہ فرما دیا جائے۔
لاہور سے حضرت صاحب کو بھکھی ضلع گجرات میں مولانا سید جلال الدین شاہ صاحب کے دارالعلوم میں بھجوایا گیا۔ مگر مفتی صاحب کو یہاں کوئی دلچسپی پیدا نہ ہو سکی۔ دل برداشتہ ہو کر لاہور پہنچے اور ارادہ کر رہے تھے کہ وطن واپس چلے جائیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ صاحبزادہ سید محمود شاہ صاحب (ابن [illegible] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) حزب الاحناف لاہور میں زیر تعلیم تھے۔ انہیں علم تھا کہ گجرات انجمن خدام الصوفیہ کے دارالعلوم کیلئے کسی جید عالم دین کی ضرورت ہے چنانچہ صاحبزادہ صاحب موصوف نے سید صاحب کی وساطت سے حضرت صاحب کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ وطن واپس نہ جائیں اور میرے ساتھ گجرات تشریف لے چلیں۔ اہل گجرات کی خوش بختی کہ حضرت صاحب کچھ انکار کے بعد پھر محمود شاہ کے بار بار عرض کرنے پر رضامند ہوئے۔ حضرت صاحب گجرات تشریف لائے اور پھر وہ گجرات کے اور گجرات ان کا ہو کر رہ گیا۔

گجرات میں حضرت صاحب قدس سرہ کوئی بارہ تیرہ برس کے قریب دارالعلوم خدام الصوفیہ میں صاحب اختیار صدر مدرس رہے اور اس کے بعد انجمن خدام الرسول کے ساتھ متعلق ہو گئے۔ یہ دور تقریباً دس برس کا تھا۔ اس کے بعد گذشتہ چھ برس سے اپنے مکان پر دارالعلوم اور دارالافتاء کی خدمات ادا کر رہے تھے۔ حضرت صاحب کی تمام تالیفات (ماسوائے علم المیراث کے) گجرات ہی کے زمانہ میں معرض وجود میں آئیں اور یہی حضرت صاحب قدس سرہ کی زندگی کا اہم ترین زمانہ متصور ہوتا ہے۔ اس زمانہ کے احوال و آثار کیلئے مفصل بحث اور طویل صفحات کی ضرورت ہے۔ اسلئے ہم اس زمانے پر تفصیلی گفتگو انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں کریں گے۔

marfat.com

Marfat.com

گھر کی زندگی

اندرونِ خانہ کی زندگی میں بھی، حضرت صاحب کے ہاں بڑی باقاعدگی اور امن وسکون کا راحت بخش ماحول پایا جاتا تھا ان کی ازواج واولاد کو بھی ایسا علمی ودینی مزاج بخشا گیا کہ حضرت صاحب کی ازدواجی زندگی ان کے لئے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ (القران مجید: ۴۷) {پروردگار! ہمیں ایسے بیوی بچے عطا کرنا جو ہمارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں} کی عمدہ تفسیر ثابت ہوئی۔

حضرت صاحب کا پہلا نکاح، شیخوپور ضلع بدایون کے ایک معزز افغان خاندان میں عبداللطیف خان کی صاحبزادی سے ہوا۔ ان دنوں حضرت صاحب دھوراجی (کاٹھیاواڑ) میں مدرس تھے۔ نکاح کی تقریب، اودھیانی میں منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت صدرالافاضل قدس سرہ بھی شریک ہوئے اور آپ ہی نے خطبۂ نکاح پڑھا۔ حضرت صاحب کی یہ اہلیہ گجرات (پاکستان) کے دور تک زندہ رہیں۔ حضرت صاحب کی ساری اولاد ان ہی کے بطن سے ہے۔ ۲۳ مئی ۱۹۴۹ء[1] کو ان کا انتقال ہوا اور گجرات میں مدفون ہوئیں۔

راقم السطور نے مرحومہ سے قرآن پاک پڑھا، پانچ چھ برس کی عمر میں، میرے والد مرحوم نے مجھے حضرت صاحب کے سپرد کر دیا تھا اور میری تعلیم کا آغاز، حضرت صاحب کے گھر میں ہوا، جہاں میری معلمہ، مفتی صاحب کی اہلیہ مرحومہ ہی تھیں۔ مرحومہ نہایت اعلیٰ اوصاف

۱۔ اسی تاریخ پر گجرات کے مسلم بازار چوک غلہ منڈی کے حصے میں آتشزدگی کا حادثہ پیش آیا، جس میں بیس سے کچھ زائد دکانیں، چند لمحوں میں جل کر راکھ ہوگئیں۔ ان میں سے اکثر دکانیں آتشبازی کے سامان سے بھرپور تھیں۔ میرے بڑے بھائی قاضی عبدالقیوم مرحوم ومغفور، جو محافلِ میلاد میں نعت خوانی کیا کرتے تھے، کی جنرل مرچنٹس کی دوکان بھی اسی بازار میں جل گئی اور بھائی جان بھی اس سانحے میں فوت ہوگئے ادھر ہم امی جان مرحومہ (حضرت صاحب کی اہلیہ) کی تجہیز وتکفین سے بمشکل فارغ ہوئے ہوں گے، کہ آتشزدگی کے اس سانحے اور اس میں بھائی کی موت کی خبر آپہنچی اور جب ہم گھر پہنچے تو ان کی لاش صحن میں پڑی تھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

کی حامل، بڑی نیک دل اور پارسا خاتون تھیں۔ وہ اپنے زیرِ تعلیم شاگرد بچوں اور بچیوں کو بھی اپنے پیٹ کی اولاد کی طرح عزیز رکھتی تھیں اور ہم لوگ انہیں امی جان کہہ کر ہی پکارا کرتے تھے۔ میرے بچپن کا اکثر حصہ، ان کے سایہ عاطفت میں گذرا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم کے علاوہ، میری تربیت میں بھی ان کی توجہات کا بڑا دخل ہے، ان کی شفقتوں اور مہربانیوں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ وہ بہترین قاریہ و معلمہ و مربیہ تھیں۔

مرحومہ ایک کھاتے پیتے گھرانے سے آئی تھیں اور حضرت صاحب کے ساتھ انہوں نے وطن سے ہزاروں میل دور، ایک لمبی رفاقت کے جملہ نشیب و فراز، کمالِ استقامت کے ساتھ گذارے تھے۔ جس میں فراخی کے دن بھی دیکھے۔ مگر عسرت اور شدت کے دنوں میں بھی انہوں نے صبر و شکر کی خاموش اور باوقار زندگی گذاری۔ مشکلات و شدائد یا گردش ایام کا کبھی کوئی شکوہ، ان کی زبان سے کسی نے نہ سنا۔ انہیں اپنے شوہر کے منصب دینی اور اس کے تقاضوں کا کامل احساس تھا، اس لئے امور خانہ داری سے لے کر بچوں کی تربیت تک اپنے تمام فرائض وہ اسی احساس ذمہ داری کے ساتھ ادا کرتی تھیں اور مصروفیات کے بار عظیم کے باوجود، وہ گھر کے ماحول کو ایسا باسلیقہ رکھتی تھیں کہ حضرت صاحب کیلئے گھر کا مسئلہ، باعث ناخوشگواری نہ بننے دیتیں۔ ناگواری یا رنج کی کوئی لہر ابھرتی بھی، تو وہ اس عظیم خاتون کے تحمل اور بردباری میں جذب ہو کر رہ جاتی۔ آخری ایام میں ان کی صحت نہایت کمزور رہنے لگی تھی، اس کے باوجود گھر کے فرائض، نماز، روزہ اور بچوں کی تعلیم، کسی کام میں فرق نہ پڑنے دیا اور مجھے تو حیرت ہی رہی کہ وہ گھر کی انتہائی بھرپور معروف زندگی میں سے عبادت کیلئے اور بچوں کو پڑھانے کیلئے کس طرح وقت نکال لیتی تھیں۔ صرف گجرات کے زمانے میں، سینکڑوں خواتین، بچوں اور بچیوں نے ان سے پورا قرآن باتجوید پاک پڑھا تھا۔ حضرت صاحب کو مرحومہ کے انتقال پر گہرا صدمہ ہوا کہ یہ ایک ایسے ساتھی کا فراق تھا،

Marfat.com

جس نے دنیا کے امور کے بعد دینی فرائض کی ادائیگی میں بھی ان کے دوش بدوش محنت اور جانفشانی سے کام کیا تھا۔

ایک عرصہ گذر جانے کے بعد، احباب کے مشورے اور اصرار پر حضرت صاحب نے دوسرا نکاح کرنا منظور فرمالیا۔ یہ نکاح گجرات میں ہوا۔ اس نیک خاتون نے بھی حضرت صاحب کی خدمت اور فرائض خانہ کی ادائیگی عمدہ طریق سے انجام دی۔ ان کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی مگر انہوں نے حضرت صاحب کی پہلی اولاد ہی کو اپنے پیٹ کی اولاد تصور کیا اور اولاد نے بھی ان کو ماں کا درجہ دیا۔

حضرت صاحب قدس سرہ کے ہاں دو صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں جن میں ایک منجھلی صاحبزادی بچپن میں فوت ہو گئیں تھیں۔ صاحبزادگان کی تمام تر تعلیم، اپنے والد ماجد کے پاس ہی ہوئی۔ ماسوائے مختار صاحب کے بعض اسباق کے، کہ وہ انہوں نے میرے بزرگ ہم سبق حافظ سید علی صاحب سے پڑھے، وقتاً فوقتاً جزوی طور پر راقم الحروف سے بھی پڑھا اور یہ اس لئے ہوا کہ حضرت صاحب، بعض چھوٹے اسباق ہمارے سپرد کر کے ہمیں تدریس کا تجربہ کراتے تھے۔ ہر دو صاحبزادگان نے دورۂ حدیث حضرت صاحب قدس سرہ کے پاس ختم کیا اور سندِ فراغت حاصل کی۔

بڑے صاحبزادے مولانا مفتی محمد حامد خان نے بعد میں ''فاضل فارسی'' و ''فاضل عربی'' کے امتحانات بھی کئے۔ فراغت علمی کے بعد انہوں نے تبلیغ و خطابت اور تدریس کے فرائض انجام دینے شروع کئے۔ گجرات کی مختلف جامع مساجد میں ان کی خطابت کا زمانہ تقریباً چار سال پر مشتمل ہے۔ کمپنی باغ سرگودھا اور حافظ آباد میں بھی انہوں نے تھوڑے عرصے کیلئے خطابت کی۔ اب پچھلے بارہ برس سے، وہ سیالکوٹ جامع چوک اقبال میں خطبہ جمعہ دے رہے ہیں۔ سیالکوٹ میں جمعہ کا مرکزی اجتماع، اسی مسجد میں ہوتا ہے اور مفتی مختار صاحب

Marfat.com

سیالکوٹ کے اجلاس میں صاحب کے ارشاد پر ... خطابت کے ساتھ انہوں نے چھ سال تک تدریس کی خدمات بھی انجام دیں اور کافی عرصہ تک، تفسیر نعیمی اور مرآۃ شرح مشکوٰۃ کی املا بھی، مفتی صاحب قدس سرہ کے پاس کرتے رہے حضرت بولتے جاتے وہ لکھتے جاتے۔ ان کی بڑی خوش بختی ہے کہ ان کے عظیم والد ان سے خوش اور راضی تھے۔ اس نعمت میں ان کے چھوٹے بھائی مفتی اقتدار احمد خان بھی شریک ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ حضرت صاحب کے بعد ہر دو صاحبزادگان ان کے نقش قدم پر چلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور انہیں اس مشن کی عظمت و اہمیت کا احساس ہے جو حضرت صاحب نے اپنی زندگی میں جاری کر رکھا تھا۔

خلفِ اصغر مفتی اقتدار احمد خان نے تعلیم سے فراغت پر تدریس اور خطابت و فتاویٰ کی خدمات سنبھال لیں۔ وہ پچھلے سات برس سے، جامع مسجد گجرات مدینہ میں، خطبۂ جمعہ دے رہے ہیں اور تقریباً اتنے ہی عرصے سے تدریس و فتاویٰ کا کام بھی کر رہے ہیں۔ وہ حضرت صاحب قدس سرہ کی تالیفات کی کتابت و طباعت کے کام کی نگرانی بھی کرتے رہے ہیں، کتب خانے کے شعبے کا تمام کام انہی کے سپرد ہوتا تھا۔ والد ماجد کے پاس رہنے کے باعث انہیں بھی خدمت کرنے کے خوب مواقع میسر آتے رہتے ہیں اور اس سے بڑی نعمت و دولت ان کیلئے اور کیا ہو سکتی تھی۔ ہماری دعا ہے کہ ہر دو صاحبزادگان کو، اس امانت عظیمہ کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآمد ہونے کی توفیق ارزانی ہو، جو ان کے عظیم والد، ان کے سپرد کر گئے ہیں۔

حضرت صاحب مرحوم و مغفور میں، ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ انہوں نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے فریضے کی طرف سے کبھی غفلت نہ برتی، جبکہ علماء اور پیران کرام کے ہاں، بالعموم ان فرائض کی طرف کم ہی توجہ کی جاتی ہے۔ حضرت صاحب اپنی بچیوں کی تعلیم کا اہتمام بھی

marfat.com
Marfat.com

فرماتے تھے۔ سب سے بڑی صاحبزادی (جنھیں ہم لوگ آپا جان کہا کرتے) کو قرآن پاک، اردو اور فارسی کی ابتدائی تعلیم، امی جان نے دی اور نوشت وخواندگی کی تعلیم سب بچیوں کو دی گئیں۔ ایک دو بچیوں کو کچھ عرصے کیلئے سکول میں بھی داخل کرایا گیا تھا۔ زندگی کے آخری سالوں میں حضرت صاحب کو یہ احساس زیادہ ستانے لگا تھا کہ خواتین میں علم و دین کا بہت فقدان ہوتا جا رہا ہے چنانچہ انہوں نے خواتین کو دینی تعلیم دینے والی ایک ٹیم خود اپنے گھر میں پیدا کر دی۔ انہوں نے اپنی بڑی بہو اور چھوٹی صاحبزادی کو مشکوٰۃ و بخاری کا ترجمہ چار سال میں پڑھایا۔ صرف ونحو کے ضروری قواعد اور عربی بول چال کی کچھ مشق بھی کراتے رہے نیز ان بیٹیوں کو وعظ کہنے کا طریقہ بھی سکھایا۔ یہ طریقہ اس قدر فیض رساں ثابت ہوا، کہ اب تک تقریباً چار سو بچیاں اور خواتین، حضرت صاحب کے گھر سے دینیات کی اس کلاس میں پڑھ کر فارغ ہو چکی ہیں۔

Marfat.com

تصنیفی کام پر ایک نظر

تفسیر نعیمی

تفسیر نعیمی کی سات جلدیں (پہلے سات پاروں پر مشتمل) طبع ہو چکی ہیں۔ آٹھویں پریس میں ہے۔ نویں اور دسویں کا مسودہ مکمل ہو چکا ہے اور گیارھویں کی تالیف جاری تھی اس میں آیت: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ (یونس: ۶۲) کی تفسیر مکمل لکھ چکے تھے، کہ حضرت مولف کا انتقال ہو گیا۔

اس تفسیر کی تالیف کا آغاز، ۸ ربیع الآخر ۱۳۶۳ھ دوشنبہ کے دن سے کیا گیا[1]۔ دیباچے میں مولف نے شکایت کی ہے کہ برعظیم پاک و ہند میں اکثر و بیشتر اردو تفسیریں، عقائد باطلہ رکھنے والے فرقوں کی طرف سے لکھی گئی ہیں اور ان تفسیروں سے معتقداتِ فاسدہ کی اشاعت اور صحیح اسلامی افکار سے بُعد پیدا کرنے کا کام لیا گیا ہے بنابریں، مولف ایک عرصے سے تمنا رکھتا تھا کہ اردو زبان میں ایسی تفسیر تالیف کی جائے جو مذکورہ اعتزالی عقیدوں اور گمراہ کن نظریوں سے عامۃ الناس کو محفوظ کر دے مگر یہ ارادہ پورا نہ ہوتا تھا تا آنکہ حضرت مولف گجرات میں تشریف لے آئے اور اس دیرینہ تمنا کے بر آنے کی صورت پیدا ہوئی۔ مولف علام کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

۱۔ اس دور میں، استاذ گرامی، انجمن خدام الصوفیہ کے مدرسے میں صدر مدرس تھے۔ جب تفسیر نعیمی کے کچھ اجزاء مکمل ہوئے تو پنجاب میں کاغذ دستیاب نہ تھا چنانچہ انجمن مذکور کے ارکان، حیدرآباد دکن سے ایک پورا پارہ چھپوا کر لائے۔ ظاہر ہے جلد اول کا دیباچہ اور مقدمہ وغیرہ اسی دور میں لکھے گئے اور ان کے آخر میں تاریخیں بھی اسی دور کی ہیں یعنی ۱۳۶۳ھ مگر تازہ ایڈیشن میں ناشرین نے ایک بات کا خیال نہیں رکھا کہ مقدمے کے آخر میں اور جلد اول کے خاتمے پر اسی پرانی تاریخ کے ساتھ مولف کے نام کے ساتھ، "مہتمم مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات" کے الفاظ لکھے ہیں جن سے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے کہ مفتی صاحب، ۱۳۶۳ھ ہی میں مدرسہ خدام الصوفیہ کے بجائے، "مدرسہ غوثیہ نعیمیہ" میں منتقل ہو چکے تھے حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ سال مدرسہ خدام الصوفیہ کے دور کے ابتدائی سالوں میں تھا۔

Marfat.com

"عوام چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کے مضامین ہماری زبان میں ہم تک پہنچیں اس لئے کئی زبانوں میں اس کی بے شمار تفسیریں لکھی گئیں۔ زبان اردو بھی کسی سے پیچھے نہ رہی مگر اہل ہند نے مسلمانوں کے اس جذبے سے غلط فائدہ اٹھایا کہ اپنے خیالات فاسدہ کو تفسیری رنگ میں ظاہر کیا۔ مرزائی، نبوت مرزا کا مقصد لے کر مفسر بنے۔ چکڑالوی منکرین حدیث اپنے مذہب نامہذب کی اشاعت، تفسیر کی آڑ میں کرنے لگے۔ بعض نے ولایتی عینک سے قرآن پاک کو دیکھا۔ بعض لوگوں نے شیطانی دل و دماغ سے اسے سمجھا کہ وہ قرآن کریم سے صاحب قرآن ﷺ کی توہین نکالنے لگے۔ شیطانی توحید کو ایمانی توحید بنا کر خلق کے سامنے دکھانے لگے۔ آج کل ہر مذہب نے ترجمہ قرآن کو اپنے لئے آڑ بنایا ہے۔ جگہ جگہ مسجدوں میں قرآنی ترجمے کر کے درس کے بہانے مسلمانوں کو بہکایا جا رہا ہے ہر نا اہل اردو خوان .... مفسر بنا ہوا ہے اس لئے عرصہ سے میرا ارادہ تھا کہ کوئی ایسی تفسیر لکھوں، جو کہ عربی معتمد تفاسیر کا خلاصہ ہو اور جس میں موجودہ فرقوں کے نئے نئے اعتراضات کے جوابات دیے جائیں، کیونکہ اردو تفاسیر عام طور سے بد مذہبوں کی ہیں۔ خوشی ہے رب تعالیٰ نے مجھے شہر گجرات علاقہ پنجاب میں بھیجا۔ یہاں، مجھے روزانہ تفسیر قرآن سنانے کی خدمت میسر ہوئی۔ اس وقت یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہ تفسیر بھی کتابی شکل میں چھپے گی۔ ہوا یہ کہ بعض احباب نے روزانہ تقریریں لکھنا شروع کر دیں۔

ا۔ یہ عبارت قبل تقسیم لکھی گئی تھی۔ مراد پر عظیم پاک و ہند ہے

Marfat.com

جب چھ پارے ختم ہوئے تو عام مسلمانوں کا خیال ہوا کہ اس کو چھپوا دیا جائے۔ یہ تو ممکن نہ تھا کہ وہی تقاسیر بعینہٖ چھپائی جائیں بلکہ ان پر نظر ثانی کر کے انہیں زوائد و تکررات سے خالی کرنا۔ نئے فوائد بڑھانا ضروری تھے۔ کیونکہ تحریر و تقریر میں فرق ہوتا ہے.........

حق تعالیٰ کے بھروسے پر یہ کام شروع کر دیا۔ رب تعالیٰ میری زبان و قلم و کلام کو غلطی سے بچائے، حق باتیں ظاہر فرمائے اور مکمل بخیر و خوبی اس کام کو انجام پر پہنچائے اور اسے قبول فرمائے اور مجھ فقیر بے نوا کے لئے صدقۂ جاریہ اور توشۂ آخرت بنائے[1]..........''

گجرات میں، حضرت مولف کا شہرہ آفاق درس، مسجد میاں جلال محلہ خواجگان میں سالہا سال تک جاری رہا۔ انیس برس گذرے تو درس قرآن کا سلسلہ ایک بار تکمیل پذیر ہو گیا اور پھر دوبارہ پہلے پارے سے شروع کر دیا گیا دوبارہ درس کے سلسلے میں جو جدید مضامین اور فوائد بیان ہوئے، تفسیر نعیمی کے تازہ ایڈیشنوں میں ان کا اضافہ کر دیا گیا، مولف علام نے اس سلسلے میں حسب ذیل مختصر نیا پیش لفظ تحریر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انیس سال میں پہلی بار درس قرآن ختم ہوا اور پھر دوبارہ شروع کیا گیا۔ دوران درس میں بہت تفسیری نکات، فوائد، نئے اعتراضات و جوابات وغیرہ بیان ہوئے، وہ تمام اس میں زیادہ کر دیئے گئے۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ یہ تفسیر کچھ اور ہی چیز ہو گئی۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

احمد یار خان.........

۲۵۔ شوال المکرم ۱۳۷۸ھ یوم دوشنبہ[2]

۱۔ تفسیر نعیمی دیباچہ جلد اول صفحہ ۵-۶

۲۔ تفسیر نعیمی دیباچہ جلد اول صفحہ ۶

Marfat.com

تفسیر نعیمی کی بنیاد زیادہ تر عربی تفاسیر پر قائم ہے اور خود مولف کے الفاظ میں "یہ تفسیر عربی معتمد تفاسیر کا خلاصہ ہے" صوفیانہ مطالب کے لئے تفسیر روح البیان اور معقولی مباحث کیلئے تفسیر کبیر رازی سے زیادہ استفادہ کیا گیا ہے۔ فارسی تفاسیر میں تفسیر عزیزی اور اردو تفاسیر میں، تفسیر خزائن العرفان کو مدنظر رکھا گیا ہے موخر الذکر اردو تفسیر کے بارے میں مولف لکھتے ہیں:

> اردو تفاسیر میں سب سے بہتر تفسیر خزائن العرفان معنفہ حضرت مرشدی، استاذی صدر الافاضل مولانا الحاج سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی دام ظلہم ہے۔ اس کو مشعل راہ بنایا گیا، گویا یہ تفسیر اس کی تفصیل[1] ہے۔

"تفسیر نعیمی" کی چند خصوصیات ایسی ہیں جو اسے دیگر اردو تفاسیر میں بلکہ بعض پہلوؤں سے تمام تفاسیری لٹریچر میں ممتاز کر دیتی ہے۔ مثلاً ہر آیت کی علمی تفسیر و تشریح کے بعد آخر میں ایک عنوان "صوفیانہ تفسیر" کا ملتا ہے۔ صوفیانہ نکات کیلئے اگرچہ "روح البیان" کو مرجع و ماخذ بنایا گیا ہے۔ مگر انصاف یہ ہے کہ فاضل مولف کے منفرد واضح اور سادہ و آسان انداز تعبیر نے ان گہرے اسرار کو یوں پیش کیا ہے کہ اب یہ چیزیں ان کی اپنی روحانی کیفیت معلوم ہوتی ہیں اور یہ کیسا کمال ہے کہ تصوف کے عمیق نکات کو نہایت آسانی کے ساتھ عوام کے ذہنوں کے قریب پہنچایا گیا۔ سورۂ بقرہ کی آیت:

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِنْ ۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ
اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ[2]

ترجمہ: پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے، تو وہ پتھروں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ کڑے اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ نکلتی ہیں

۱۔ تفسیر نعیمی دیباچہ جلد اول صفحہ ۰۶ ۲۔ البقرہ ۷۴

Marfat.com

تفسیر صوفیانہ میں لکھتے ہیں:

"تفسیر صوفیانہ: ہر دل میں فطری طور سے خوف الٰہی اور شفقت خلق کے پانی موجود ہیں، گناہ اور بے دینوں کی محبت اس کو خشک کرنے والی دھوپ ہے۔ جب انسان گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے تو رفتہ رفتہ یہ دونوں پانی خشک ہو جاتے ہیں۔ جس سے کہ اس کا دل خشک کنکر یا پتھر کی طرح سخت ہو جاتا ہے۔ سختی قلب کی تین علامتیں ہیں۔ آنکھ کا خشک ہونا یعنی آنسو نہ نکلنا؛ دینوی امیدوں کی زیادتی اور حرص۔ زیادہ بولنا اور زیادہ ہنسنا قلب کو سخت کر دیتا ہے خوف الٰہی میں آنسو اور زیادہ ذکر اللہ، دل کو نرم کرنے والی چیزیں ہیں۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر رحمت الٰہی امداد نہ کرے تو آیتیں اور نشانیاں، دل کی سختی بڑھاتی ہیں۔ جیسے کہ ان یہود نے انبیاء کے معجزے دیکھے، مگر ان میں اور بھی زیادہ سختی پیدا ہوئی۔ ہدایت، فضل رحمان سے ملتی ہے نہ کہ دلائل و براہان سے[1]۔

اسی طرح ایک بڑا امتیاز اس تفسیر کا یہ ہے کہ اس میں بیک وقت متعدد فرق باطلہ کے خیالات و نظریات پر تنقید کی گئی ہے اور قرآن پاک کے مختلف مقامات پر ان کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں خود فاضل مولف دیباچے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"تقریباً ہر آیت کے تحت آریہ عیسائی .... نیچری، چکڑالوی وغیرہم کے اعتراضات معہ جوابات بیان کئے گئے۔ ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کے جوابات دیئے گئے لیکن یہ کتاب مجھے بعد

۱۔ تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ ۴۳۰

marfat.com
Marfat.com

میں ملی اس لئے اس کی باقاعدہ تردید کچھ دور جا کر ہوئی۔[1]"

اس کی مثال کے لئے "مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ" کی تفسیر نعیمی کا ایک مقام یہاں درج کیا جاتا ہے جس میں آریوں کی اس عقیدے کی تردید کی گئی ہے کہ آخرت کے بجائے اس دنیا ہی میں مختلف جونوں کی تبدیلی سے ہی اعمال کی جزا سزا ہوتی رہتی ہے۔

اعتراض: "آریوں کے عقیدے میں یہ دنیا ہی عمل اور جزا کی جگہ ہے وہ کہتے ہیں کہ جو انسان برے کام کرتا ہے وہ مرنے کے بعد بری جون میں آتا ہے اور اچھے کام کرنے والا اچھی جون میں۔ جس قدر جانور وغیرہ ہیں یہ پہلے انسان ہی تھے لیکن یہ اپنی بدعملی کی وجہ سے ان جونوں میں آئے۔ تو ان کے نزدیک دنیا عمل و جزا دونوں کی جگہ ہے۔"

جواب: لیکن مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا فقط عمل کی جگہ ہے یہاں جزا نہیں ...... آریوں کا یہ عقیدہ بالکل خلاف عقل ہے اولاً تو اس لئے کہ جب دوسری جون میں پہنچ کر پہلی جون کا آرام یا تکلیف یاد ہی نہ رہا تو اس کو اپنے گذشتہ اعمال کا احساس ہی کیا ہوگا اور تکلیف اور غم محسوس ہی کیا ہوگا مثلاً ایک شخص آج فقیر بے نوا ہے۔ ان کے قاعدے سے، پہلے کسی اچھے حال میں زندگی گذار گیا تھا لیکن اپنی بدعملی کے باعث اب فقیر بنا کے بھیجا گیا جب اسے یاد ہی نہ رہا کہ پہلے میں کیا تھا اور اُس وقت میں نے کیا کیا تھا۔ کس عیش میں تھا یہ کس عمل کی سزا ہے تو اب اس کو اس فقیری میں تکلیف ہی کیا ہوگی وہ تو

۱۔ تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ ۷۰۶

Marfat.com

اپنی تفسیری میں ہی خوش اور مست ہے۔[1]

ہدایت اور گمراہی کے مضامین قرآن پاک میں بار بار دہرائے گئے ہیں اور مخالفین کی طرف سے یہاں اکثر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو گمراہ ہونے کا اختیار اور موقع ہی کیوں دیا۔ گمراہی کا اختیار اور موقع دے کر گویا انسان کو فساد اور شر کی طرف دھکیل دیا گیا ہے اس اعتراض اور اس کے جواب کو تفسیر نعیمی کے مخصوص انداز میں ملاحظہ کیا جائے۔

اعتراض: اللہ تعالیٰ نے انسان کو گمراہ ہونے کا اختیار بھی کیوں دیا گمراہی کا اختیار دینا بھی برا ہے۔

جواب: بندے میں اختیار پیدا کرنا برا نہیں بلکہ اسکا غلط استعمال کرنا برا ہے سپاہی کو حکومت ہتھیار دیتی ہے دشمن کا مارنے کے لئے۔ جو سپاہی اپنے ہی آدمی کو اس ہتھیار سے مارے سپاہی مجرم ہے نہ کہ حکومت۔ رب نے ہم کو تمام قوتیں، اختیارات، نیکیاں کرنے کیلئے دیئے، فرمایا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ[2] ۝ ہم اگر ان قوتوں کو حرام میں خرچ کریں تو ہم مجرم ہیں۔[3]

اس تفسیر کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے پہلی بار عربی مفسرین کرام کے بیان کردہ مطالب و مقاصد کو کھلے انداز اور آسان زبان میں پیش کیا ہے، جس سے عامۃ المسلمین کے کم پڑھے لکھے طبقوں کیلئے بھی قرآن فہمی کے دروازے کھل گئے ہیں۔ خود مولف علام دیباچے میں رقم طراز ہیں۔

"بہت کوشش کی گئی ہے کہ زبان آسان ہو اور مشکل مسائل بھی آسانی سے سمجھا دیئے جائیں۔"[4]

۱۔ تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ ۶۳؛ ۲۔ الذاریات ۵۶: "میں نے جن وانس کو پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔"

۳۔ تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ ۲۲۷؛ ۴۔ دیباچہ تفسیر نعیمی پارہ اول

marfat.com

Marfat.com

علاوہ ازیں آیات کا باہمی ربط وتعلق اور اسی طرح آیات کی شان نزول کے مباحث کو ایسی تفصیل اور وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ دوسری کوئی اردو تفسیر اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔

مولف نے عربی فارسی تفسیر میں درج ہونے والا ایسا بہت سا مواد اس اردو تفسیر میں منتقل کر دیا ہے جو عامۃ الناس کی دلچسپی کا موجب بنتا ہے۔ ایسا کرنے میں اگرچہ اصل مقصود یہ ہوتا ہے کہ عام قاری کی دلچسپی برقرار رہے اور وہ دلچسپی کے رابطے کے ساتھ اصل مطلوبہ چیزیں بھی ذہن نشین کرتا چلا جائے مگر اس عمل کے ساتھ ہماری تفاسیر میں ایک کمزوری یہ در آئی ہے کہ بعض بے تحقیق روایات بھی ان میں نقل ہوگئی ہیں۔ جیسا کے تفسیری لٹریچر میں اسرائیلی روایات کا پایا جانا یا ایسی باتوں کا تفسیری لٹریچر میں شامل ہو جانا، جن کا سمجھنا عام اہل عقل کے لئے بالعموم اور آج کل کے جدید اذہان کیلئے بالخصوص سخت مشکل ہو جاتا ہے۔ تفسیر نعیمی میں بعض مقامات پر مذکورہ نوعیت کا مواد، کتب تفسیر سے نقل کر دیا گیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی غلط وصحیح کی نشان دہی بھی کر دی گئی ہے۔ یہ بھی ایک خصوصی خوبی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

تصنیفات

تفسیر نعیمی	''اشرف التفاسیر'' تاریخی نام ہے جس سے ۱۳۶۳ھ کا سال برآمد ہوتا ہے۔ حضرت صاحب اس تفسیر کو گیارھویں پارے کے آخری ربع تک مکمل کر چکے تھے۔
علم المیراث	''قانون، وراثت پر عمدہ نصابی کتاب پہلے گجراتی کاٹھیا واڑی زبان میں اور بعد میں اردو میں شائع ہوئی۔
جاءالحق وزھق الباطل	مسائل اختلافیہ کے بارے میں مدلل کتاب اس کا دوسرا نام ''فیصلہ مسائل'' بھی ہے، یہ کتاب ایک لاکھ سے زائد چھپ چکی ہے۔ امیر ملت پیر صاحب علی پوری نے اس کتاب کو بہت پسند فرمایا ''جاء الحق'' انہوں نے ہی نام رکھا۔
شان حبیب الرحمٰن	وہ آیات قرآنی جمع کر دی گئی ہیں جن میں بالصراحت حضور پرنور کی نعت کا مضمون پایا جاتا ہے۔ ہر آیت پر ایک جامع تقریر کر دی گئی ہے۔
اسلامی زندگی	اس میں غیر اسلامی رسوم سے بچنے کی تلقین اور تقریبات پر اسلامی آداب اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔
سلطنت مصطفےٰ	نبی اکرم ﷺ کے کمالات اختیارات خصوصیات کی تشریح و توصیف کی گئی ہے
دیوان سالک	حضرت صاحب قدس سرہ کی نعتیہ کلام
علم القرآن	قرآن حکیم کی بنیادی اصلاحات کی شرح اور زمانہ حال کے بعض جاہل ترجمہ نگاروں پر تنقید اور غلام خان کی کتاب جواہر القرآن کا تردیدی جواب

marfat.com

Marfat.com

اسرار الاحکام	شریعت کے احکام و مسائل کی عقلی حکمتیں
رسالۂ نور	نورِ مصطفوی ﷺ کے بیان میں
رحمتِ خدا بوسیلۂ اولیاء	مسئلہ استمداد و توسل پر مدلل رسالہ
جاء الحق حصہ دوم	منکرین تقلید ائمہ اور مخالفین احناف کے جواب میں عمدہ کتاب
مرآت اردو شرح مشکوٰۃ	آٹھ یا نو جلدوں میں مکمل...٦ جلدیں شائع ہو چکی ہیں بقیہ زیرِ طبع ہیں۔
نعیم الباری فی انشراح البخاری	بخاری شریف پر عربی حاشیہ، یہ ابھی طبع نہیں ہوا
نور العرفان فی حاشیہ القرآن مع فہرس القرآن	قرآن حکیم پر مختصر اور جامع تفسیری حواشی مکمل نسخۂ قرآن اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کے ساتھ چھپ چکا ہے۔
مواعظ نعیمیہ	حضرت صاحب کے مواعظ اور تقاریر کو کتابی شکل میں جمع کیا گیا ہے یہ کتاب تین حصوں میں مکمل ہے
نئی تقریریں	اوپر والے مجموعے کے بعد تازہ تقاریر کا مجموعہ
سفر نامہ ایران، عراق حجاز و شام وغیرہ	جب خشکی کے راستے پر حج کے لئے تشریف لے گئے، اس موقع پر لکھا گیا۔
سفر نامۂ حجاز	سفر حجاز کی علیحدہ یادداشت
سفر نامۂ حجاز (۲)	یہ ابھی زیرِ طبع ہے آخری حج کی ڈائری ہے

حضرت امیر معاویہ پر ایک نظر

الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول

فتاویٰ نعیمیہ

اکثر نصابی کتب پر حضرت صاحب کے حواشی غیر مطبوعہ پڑے ہیں۔

Marfat.com

انقلاب کی بنیاد رکھی جائے چنانچہ اعلیٰ حضرت کی ہر چھوٹی بڑی تالیف میں یہی اونچا تعلیمی معیار قائم نظر آئے گا۔ علماء اور اہل فکر و دانش طبقے کی بیداری کیلئے ضروری اور بنیادی دینی لٹریچر اعلیٰ حضرت کے قلم سے نکل چکا تھا اس کے بعد لٹریچر کے سلسلے میں عامۃ الناس کو براہ راست مخاطب بنانے والی اور متاثر کرنے والی کتابوں کی ضرورت شدید طور پر محسوس ہوتی تھی، اس شعبے میں حضرت صاحب مرحوم و مغفور کے عظیم قلم نے نمایاں خدمات انجام دیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کا ذہن خاص طور پر اسی ضرورت کی طرف زیادہ متوجہ تھا کہ عامۃ الناس کے حلقوں کے لئے اور کم پڑھے لکھے لوگوں کیلئے آسان اور مفید لٹریچر پیدا کرنا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے چنانچہ وہ خود فرمایا کرتے تھے۔

''میں جب لکھنے کیلئے بیٹھتا ہوں تو یہ بات مدنظر رکھتا ہوں، کہ میں بچوں، عورتوں اور دیہات کے کم پڑھے لوگوں سے مخاطب ہوں۔''

تفسیر لکھنے کا آغاز کیا تو اس میں بھی ان کا بنیادی احساس یہی تھا کہ ایسی سادہ اور آسان زبان میں قرآن حکیم کی تفسیر لکھی جائے۔ جس سے قرآن حکیم کے مشکل مسائل بھی آسانی سے سمجھ میں آسکیں تفسیر نعیمی کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

''بہت کوشش کی گئی ہے کہ زبان آسان ہو اور مشکل مسائل بھی آسانی سے سمجھا دیئے جائیں[1]۔''

اور حضرت صاحب کی تصانیف میں آسانی اور سہولت فہم کا یہ جوہر ان کی تفسیر نعیمی ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ان کی تمام تالیفات کا یہی انداز ہے کہ وہ مشکل سے مشکل مضامین و مطالب کو نہایت واضح اور عام فہم بنا دیتے ہیں، وہ اپنی تحریر اور تقریر دونوں کو عامۃ الناس کے انتہائی قریب لے آئے تھے وہ علمی معیار اور فاضلانہ و محققانہ سطح برقرار رکھنے کی پرواہ نہ

۱۔ تفسیر نعیمی جلد اول دیباچہ صفحہ ۷

Marfat.com

بالآخر حضرت صاحب کو "تفسیر نعیمی" کے عظیم کام پر لگا دیا، گو یہ کام ان کے ہاتھوں بھی پایہ تکمیل تک نہ پہنچا۔ تاہم وہ پہلے گیارہ پاروں پر اردو زبان میں دس ضخیم مجلدات تحریر فرما گئے ہیں۔ جن میں سے سات شائع ہو چکی ہیں اور آٹھویں پریس میں ہے اور ان کی یہ تفسیر نعیمی، اس قدر مقبول متداول ہوئی ہے کہ اس نے کروڑوں کم فہم لوگوں کے لئے فہم قرآنی کے دروازے آسان اور کشادہ کر دیئے ہیں یوں حضرت صاحب مرحوم نے عوام اہلسنت کا ایک پرانا قرض چکانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

تفسیر کے ساتھ حضرت صاحب نے اصول تفسیر اور اصول ترجمہ قرآن کی طرف بھی توجہ فرمائی تھی۔ تفسیر نعیمی کے دیباچے اور مقدمے میں، انہوں نے اصول تفسیر کے علمی مباحث کو اپنے خاص انداز میں نہایت سہل اور واضح کر کے پیش کیا ہے۔ بالخصوص، تفسیر تاویل اور تحریف کی جامع تعریفیں اور ان کا باہمی فرق نہایت عمدگی سے بیان ہوا ہے۔ اسی طرح انہوں نے تفسیر کی شرطیں اور تقاضے بڑی وضاحت اور جامعیت کے ساتھ تحریر کئے ہیں۔ اس سلسلے میں اپنی تفسیر کے مقدمے میں وہ نو شرائط کا ذکر کرتے ہیں جن کو ملحوظ رکھنا کسی مفسر کے لئے ناگزیر ہوگا[۱] اصول ترجمہ کیلئے اور بعض اعتزالی طریق کار کے حامل ترجمہ نگاروں کی اغلاط کی نشاندہی کے لئے انہوں نے ایک مستقل کتاب "علم القرآن" تالیف فرمائی۔ اس کے دیباچے میں ترجمہ قرآن کے سلسلے میں حزین علماء کی احتیاط اور محنت پر اس طرح اظہار خیال کیا ہے:

"علمائے کرام اور فضلائے عظام، ان کا طریقہ یہ تھا کہ قرآن کریم کے ترجمے کیلئے تقریباً اکیس[۲] علوم میں محنت کرتے تھے مثلاً صرف، نحو، معانی، بیان، بدیع، ادب، لغت، منطق، فلسفہ، حساب، جیومٹری، فقہ، تفسیر، حدیث، کلام، جغرافیہ، تواریخ اور تصوف و اصول فقہ، علم

۱۔ تفسیر نعیمی مقدمہ صفحہ ۲۴، ۲۵

Marfat.com

Marfat.com

"موجودہ زمانے میں مسلمانوں کو قرآن وحدیث کے تراجم کا بہت شوق ہے ہر شخص چاہتا ہے کہ اپنے رب تعالیٰ اور اپنے آقا نبی کریم کے کلام کو سمجھوں یہ جذبہ نہایت قابل قدر ہے مگر بعض پڑھے لکھوں نے اس سے غلط فائدے کہ قرآن وحدیث کے ترجموں کے بہانوں سے برے وباطل اور غلط خیالات پھیلا دیئے۔ آج مسلمانوں کے بیسیوں فرقے اور ان کا آپس میں ڈھول جوتا، انہی ترجموں کا نتیجہ ہیں[1]۔"

اس کے بعد منکرین حدیث کے فتنے کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کے تمام شبہات و اعتراضات کو نہایت مختصر اور فیصلہ کن بحث میں سمیٹ لیا ہے ہم یہاں اس مفید بحث کا اقتباس تلخیص اور اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

"پھر شامت اعمال سے اب وہ بھی پیدا ہو گئے جو سرے سے حدیث کا انکار ہی کرنے لگے ان کا فتنہ بہت پھیل رہا ہے انکار حدیث پر بے شمار دلائل قائم کئے جانے لگے مگر سب کی بنیاد چار شبہوں پر ہے اگر یہ زائل ہو جائیں تو تمام اعتراضوں کی عمارت خود بخود ہی گر جاتی ہے۔

شبہ نمبر ۱: قرآن مکمل کتاب ہے اور اس میں ہر چیز کا بیان ہے پھر حدیث کی کیا ضرورت...............

شبہ کا ازالہ: بیشک قرآن مکمل کتاب ہے مگر اس مکمل کتاب سے فیض لینے اور دینے والی کوئی ہستی چاہئے اور وہ نبی کریم ﷺ ہیں۔ سمندر سے موتی ہر شخص نہیں نکال سکتا شناور کی ضرورت ہے...........

شبہ نمبر ۲: رسول رب کے قاصد ہیں جن کا کام ڈاکئے کی طرح رب

ا۔ مرأۃ شرح مشکوٰۃ (مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات) دیباچہ صفحہ ۲

Marfat.com

سے تو قرآن کی آیتیں بھی آپس میں مخالف معلوم ہوتی ہیں کیا ان کا بھی انکار کرو گے؟...............

آخری گذارش : منکرین حدیث سے ایک گذارش ہے کہ ہم لمبی بحث میں نہیں پڑتے صرف دو مسئلے قرآن کے ذریعے آپ سے حل کراتے ہیں۔

نمبر ۱: اسلام کا سب سے عام حکم ہے: وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ۔ نماز قائم کرو اور زکوۃ دو۔ براہ مہربانی قرآنی نماز، قرآنی زکوۃ ادا کر کے دکھا دیجئے جس میں حدیث سے امداد نہ لی گئی ہو۔ نماز کل کتنے وقت کی ہے اور کتنی رکعتیں ہیں۔ زکوۃ کتنے مال پر کتنی ہے۔

نمبر ۲: قرآن نے صرف سور کا گوشت حرام کیا ہے کتے، بلے اور گدھے......... کی حرمت قرآن سے دکھا دیجئے غرضیکہ چکڑالویت (انکار حدیث) صرف قولی مذہب ہے جس پر عمل ناممکن ہے[۱]۔

اس کے بعد حضرت صاحب نے تصریح کی ہے کہ انہوں نے تصنیف و تالیف بالخصوص قرآن و حدیث پر تشریحی لٹریچر کا یہ سلسلہ تحفظ دین و مسلک کے جذبے کے تحت شروع کیا دیکھا کہ فتنہ سر اٹھائے ہوئے ہے مگر ہمارا محاذ خاموش ہے تو اس کے سوا چارہ نہ پایا کہ اللہ کا نام لے کر انفرادی کوشش ہی سے اس بار گراں کو سنبھالنے کی ہمت کی جائے تا کہ وقت کے چیلنج کا کچھ تو مقابلہ ہو سکے اس عظیم مصنف کے درج ذیل الفاظ دیکھئے اور ان میں کارفرما دردمندانہ جذبات کا اندازہ کیجئے۔

ان حالات کے ماتحت فقیر نے اپنے رب کے کرم اور اس کے محبوب ﷺ کی مہربانی سے قرآن شریف کے تین اگلے پاروں کی اردو زبان میں ایک مفصل تفسیر مسمی اشرف التفاسیر (تفسیر نعیمی) لکھی اور تیسوں پاروں کی ایک مختصر اور جامع تفسیر مسمی نور العرفان تصنیف کی

۱۔ مرآۃ شرح صفحہ ۲،۳،۴

Marfat.com

تلامذہ

یہاں حضرت صاحب قدس سرہ کے تلامذہ کی وہ فہرست درج کی جاتی ہے جن کے اسماء گرامی چند احباب سے دریافت کرنے پر معلوم ہو سکے۔ فی الواقع فہرست اس سے بہت طویل ہے۔ اگر احباب راقم السطور سے رابطہ قائم کر کے حضرت صاحب کے تلامذہ کے مزید اسماء اور معلومات مہیا فرمائیں تو آئندہ ایڈیشن پر یہ فہرست مکمل ہو سکتی ہے۔

☆ مولانا عبدالکریم صاحب مدرس مدرسہ عزیزیہ، ملفت گنج، مشرقی پاکستان

☆ محمد ادریس صاحب ماریشس افریقہ

☆ مولانا عبدالقدیر صاحب چٹاگانگ

☆ مولانا لیاقت حسین صاحب مشرقی پاکستان

☆ حضرت پیر سید ولایت شاہ صاحب قدس سرہ

☆ مولانا مفتی امین الدین رحمۃ اللہ علیہ

☆ مولانا قاری احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ

(موخر الذکر تینوں بزرگوں نے گجرات کے دور میں حدیث، فلسفہ اور منطق حضرت صاحب سے چند سال پڑھا)

☆ صاحبزادہ محمد مسعود الحسن صاحب چورہ شریف

☆ الحاج سیٹھ ولی محمد صاحب مہتمم مدرسہ مسکینیہ دھوراجی (کاٹھیاواڑ)

☆ مولانا نور الدین صاحب، دھوراجی

☆ مولانا سید جلال الدین شاہ صاحب بھکھی گجرات

☆ علامہ مفتی محمد حسین صاحب نعیمی سنبھل (لاہور) جامعہ نعیمیہ لاہور

☆ مولانا آل حسن صاحب اشرفی نعیمی سنبھل (بھارت)

☆ مولانا ریاض الحسن سنبھل (بھارت)

☆ مولانا نذر محمد صاحب خطیب سلانوالہ

☆ مولانا غلام علی صاحب اکاڑوی

☆ مولانا سید غنی شاہ صاحب گجرات

Marfat.com

☆ سید محمد قاسم خطیب بری امام راولپنڈی ☆ مولانا سید محمد شاہ صاحب کڑیانوالہ

☆ صاحبزادہ سید نظام علی شاہ (حضرو) ☆ صاحبزادہ مفتی مختار احمد خان نعیمی خطیب چک لالہ

☆ صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی

☆ مولانا محمد بشیر صاحب ضلعی خطیب اوقاف

☆ قاضی عبدالغنی کوکب شیخ الحدیث مولانا وقار الدین چاٹگام

☆ مولانا سید محمد شاہ صاحب اپر ٹوپہ مری

☆ سید صفدر حسین شاہ صاحب نوشاہی سوق کلاں

☆ مولانا زاہد صدیقی لاہور

☆ حافظ الٰہی بخش صاحب گجرات

☆ مولانا حافظ غلام محی الدین صاحب فاروقی گجر منگلہ ڈیم

☆ سید اختر حسین شاہ صاحب کراچی

☆ مولانا مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی سنبھل مراد آباد

☆ سید صابر حسین شاہ صاحب حال افریقہ (شاہد رضا نعیمی آف لندن کے والد صاحب)

☆ حافظ محمد نذیر احمد صاحب سرگودھا

marfat.com

Marfat.com

مغرب پڑھتے اور پھر گھر تشریف لا کر کھانا کھاتے عشاء کی نماز[1] کے بعد جلد بستر میں چلے جاتے۔

یہ ایک سیدھا سادھا آسان پروگرام دکھائی دیتا ہے اور حضرت صاحب مرحوم کی زندگی ایسی ہی سیدھی سادھی اور آسان تھی۔ مگر کمال یہ تھا کہ مذکورہ معمولات میں سے ہر معمول، ہمیشہ کا معمول تھا اور وہ ہمیشہ اسی وقت پر ادا کیا جاتا تھا جو ایک دفعہ اس کے لئے مقرر کر دیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ تقریباً ہر کام کے آغاز کا وقت معین تھا تو اس کے انجام کے وقت بھی مقرر تھا۔ عصر کی سیر کیلئے آخری چند برس سے حافظ سید علی صاحب ساتھ جاتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ہر روز مقررہ وقت پر سائیں کانواں والے (مرحوم و مغفور) کے مزار پر پہنچتے اور واپسی پر اپنی مسجد میں اکثر اس وقت تشریف لاتے کہ ادھر آپ دروازے میں داخل ہوئے اور ادھر موذن نے مغرب کی اذان شروع کی۔ مجھے آپ نے خود یہ دلچسپ بات سنائی کہ ایک روز سیر سے واپس آتے ہوئے میں نے ایک کاشت کار کو سنا کہ وہ اپنے لڑکے سے کہہ رہا تھا:

''اوہ منڈیا کٹا چھڈ اوئے، مفتی صاحب واپس لنگ گئے نیں۔''

یعنی کاشت کار حضرت صاحب کی واپسی کے وقت کو غروب آفتاب کی علامت قرار دے کر لڑکے سے کہہ رہا تھا کہ جلدی کرو بھینس کے لئے بچھڑا کھول دو، دودھ دوہنے کا وقت ہو چکا ہے۔

ایک دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ حضرت صاحب ایک سے زائد گھڑیاں[2] اپنے ساتھ رکھتے۔ ایک گھڑی کلائی پر دوسری جیب میں۔ جیب کی گھڑیاں بعض اوقات دو ہوتیں۔ وفات کے وقت ان کے پاس تین گھڑیاں پائی گئیں۔ ان گھڑیاں کا وقت درست رکھنے کا اہتمام

۱۔ بالعموم اس وقت ریڈیو سے خبریں سن لیا کرتے تھے ۱۹۶۲ء میں آپ نے پہلی بار ریڈیو خریدا

۲۔ اسی طرح ان کے کمرے میں چارپائی کے قریب الارم والے دو ٹائم پیس رکھے ہوتے تھے، ایک تہجد کے وقت کیلئے اور دوسرے پر فجر کے وقت کیلئے الارم لگا رہتا۔

Marfat.com

سے ایسے ہی مواقع کیلئے رعایت رکھی گئی ہے۔ یہ بات سن کر خاموش تو ہو جاتے مگر ان کی دلی بے قراری چھپائے نہ چھپتی تھی۔ جیسے ہی بیٹھنے کی ہمت آئی، اشاروں سے نماز پڑھنی شروع کر دی اور جب آخری بار (اکتوبر ۱۹۷۱ء میں) آپریشن ہوا تو آپریشن کے بعد پہلی رات ہی مجھے فرمانے لگے۔ دیکھو آج میری تین نمازیں چھوٹ گئی ہیں عصر، مغرب، عشاء اب بتاؤ اگر میں اسی حالت میں مر جاؤں تو ان نمازوں کا کیا بنے گا؟ میں تصویر حیرت بنا ان کا سوال سنتا رہا۔ مگر جواب کچھ نہ دے سکا۔

دیگر نوافل بھی التزام ہی سے پڑھتے۔ مگر تہجد کی رغبت کا یہ عالم تھا کہ سفر میں ہوں یا حضر میں، پچھلی رات کو اپنے وقت پر اٹھ کھڑے ہوتے۔ یہی آپریشن کی آخری بار کیلئے جب لاہور تشریف لائے تو ۱۳ اکتوبر کی شام کو ہمارے مکان پر قیام فرمایا۔ عشاء کے بعد سونے سے پہلے فرمایا: میری چارپائی کے پاس لوٹا اور مصلی رکھ دیا جائے میں انشاء اللہ رات کو دو بجے کے قریب اٹھوں گا چنانچہ وہ ٹھیک دو بجے اٹھے اور جب میں بھی اٹھ بیٹھا تو مجھے جلدی سونے کے لئے کہا۔

قرآن حکیم کی تلاوت وغیرہ سے گہرا تعلق خاطر پیدا ہو گیا تھا۔ طالب علمی کے دور کے بعد انہوں نے عمر بھر ہر روز قرآن حکیم کا درس دیا۔ جس میں ناغہ بہت کم ہونے دیتے تھے علاوہ ازیں پچھلے بیس پچیس برس سے تفسیر نعیمی کی تصنیف کے سلسلے میں بھی قرآن مجید اور اس کی تفاسیر سے رابطہ رہتا تھا۔ مگر ان سب چیزوں کے باوجود، حضرت صاحب، قرآن پاک کی روزانہ تلاوت بھی فرماتے اور ایسی پابندی سے فرماتے، جیسی پابندی فرائض کی کی جاتی ہے، ہسپتال داخل ہونے سے پہلے، جو رات ہمارے مکان پر گذاری، اس کی صبح کو بھی انہوں نے قرآن حکیم مانگا اور جب میں نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ترجمے والا نسخہ لا کر رکھا، تو بہت خوش ہوئے اور اپنا مقررہ وظیفہ تلاوت پورا فرمایا۔ ہسپتال میں پہنچے تو سوچتے ہی

Marfat.com

الرسول کی حاضری کا ذوق وشوق کارفرما تھا۔ حضرت صاحب کو سات بار حج کرنے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ پہلی دو بار ان ایام میں گئے جبکہ وہ دھوراجی (کاٹھیاواڑ) میں مدرس ہوتے تھے اور اس کے بعد پانچ مرتبہ گجرات سے تشریف لے گئے۔ انہوں نے ایک حج اپنے والد کی طرح سے ایک حضور اقدس ﷺ کی طرف سے اور ایک حضور اقدس کی والدہ ماجدہ کی طرف سے ادا کرنے کی نیت کی تھی۔ یہ حج ہی کی دلچسپی تھی کہ حضرت صاحب حسب استطاعت رقم جمع کرتے رہتے تھے اور جو کچھ جمع فرماتے تھے گھریلو ضروریات کے بعد اس کا سب سے بڑا مصرف بھی سفرِ حرمین ہوتا تھا۔

نماز اوراذکار وعبادات کی پابندی کے باوجود طبیعت میں زاہدانہ خشکی اور تلخی نے راہ نہیں پائی تھی احباب، رفقاء اور تلامذہ میں گھل مل کر بیٹھتے ملتے تو مسکراتے ہوئے چہرے سے ملتے۔ البتہ مسکراہٹ بالعموم زیر لبی ہوتی۔ کھل کر ہنستے تو بھی قہقہے کی حدود کو بمشکل ہی چھوتے۔ بچوں سے ایک خاص انداز کی شفقت کی باتیں کرتے۔ گھر کے چھوٹے بچے ان سے بہت انس اور دوستی رکھتے تھے۔ نوجوانوں کو محبت اور حکمت کے امتزاج سے خطاب کرتے۔ بڑوں کا احترام کرنے میں اور چھوٹوں پر دستِ شفقت رکھنے میں ان کا قدم تیزی سے آگے بڑھتا۔ جس روز اپریشن ہوا تو کمرے سے باہر حضرت صاحب مرحوم کی بڑی ہمشیرہ بھی تشریف فرما تھیں۔ اپریشن کے بعد جب انہیں چارپائی پر باہر لایا گیا تو ہمشیرہ نے پوچھا: احمد یار کیسے ہو؟ حضرت صاحب نے لب کی جنبش اور ہاتھ کے اشارے سے جواب دیا: الحمدللہ بالکل ٹھیک ہوں۔ بعد میں ہسپتال ہی میں ایک موقع پر مجھے فرمایا: انسان کی یہ بھی کیسی عجیب خواہش ہوتی ہے کہ اس کے سر پر کوئی بڑا موجود ہو جو شفقت اور پیار سے اسے پکارے۔ تمہیں نام لے کر پکارنے والا میرے سوا اور تمہاری والدہ کے سوا اور کوئی نہ ہوگا اور مجھے میری بڑی ہمشیرہ کے سوا نام سے پکارنے والا اب اور کوئی نہیں۔ اپریشن کے

marfat.com

Marfat.com

مفادات کے حصول کیلئے، انتخابی معرکوں میں کود پڑے تھے، حضرت صاحب اس سارے ہنگامے میں کمال خاموشی کے ساتھ اپنے گوشہ تصنیف میں حسب دستور مصروف کار رہے۔ فرمایا کرتے تھے۔ میں تو دیہات کی پرسکون زندگی پسند کرتا ہوں اور اس سے کسی طرح کی جمود پرستی اور عزلت پذیری کی حوصلہ افزائی مراد نہ تھی۔ بلکہ شر اور فتنے سے بچنا مقصود تھا۔ اپنی تبلیغی زندگی کے آغاز میں انہوں نے بحث ومناظرہ کے کئی معرکے سر کیے تھے۔ فنی اصول اور تبحر علمی کی رو سے، حضرت صاحب میں ایک کامیاب مناظر کی صلاحیتیں موجود تھیں مگر جیسے جیسے کاروان عمر آگے بڑھتا گیا طبیعت کا درویشانہ رجحان، بحث ومناظرہ کے میدانوں سے انہیں دور ہی دور لیتا گیا بلکہ ہوتے ہوتے عام جلسوں اور تقریروں سے بھی کنارہ کش رہنے لگے تھے اور آخری سالوں میں یہ کیفیت تھی کہ سال بھر میں بمشکل دو تین دفعہ باہر کے جلسوں میں شرکت کے لئے نکلتے اور وہ بھی مخلص ترین احباب کے ہاں۔ نماز کے لئے ہمیشہ مسجد میں تشریف لے جاتے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا فرماتے۔ مگر خود جماعت کی امامت کبھی نہ کراتے۔ شاذ ونادر ہی ایسا کوئی موقع آتا کہ کبھی سفر وغیرہ میں میزبانوں کے اصرار پر جماعت کرانا قبول فرماتے اور یا کسی ایسی مجبوری کی حالت میں کہ امامت کیلئے دوسرا متشرع آدمی ہی موجود نہ ہوتا۔

لباس اور وضع میں کسی نوع کا تکلف نہ برتتے، نہ متمولانہ، نہ زاہدانہ وعالمانہ متمولانہ تکلف سے میری مراد یہ ہے کہ بگڑے ہوئے نوابوں کی طرح انتہائی بیش قیمت کپڑے پہنے جائیں اور زاہدانہ وعالمانہ تکلف سے مراد یہ ہے کہ جبہ ودستار کا خاص التزام اور لباس کی ایک خاص طرح کی ساخت اور پھر اس پر سج دھج کا خاص اہتمام لازم سمجھا اور رکھا جائے۔ مرحوم ایسی باتوں سے کوسوں دور تھے۔ مالیت کے اعتبار سے ان کا لباس معمولی اور درمیانہ ہوتا جس میں ساخت یا قرینہ داری کو بھی کوئی خاص اہمیت نہ دی جاتی۔ بے کالر کی قمیض، کرتہ، شلوار،

Marfat.com

ہمارے جو دوست گجرات سے حضرت صاحب کے ہمراہ آئے انہوں نے بتایا کہ حضرت صاحب نے جن کپڑوں میں صبح کی نماز پڑھی اور قرآن حکیم کا درس دیا انہی کپڑوں میں اٹھ کر وہ لاہور تشریف لے آئے تھے۔

حضرت صاحب کی عادات کے بعض گوشے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ جس ماحول میں وہ زندگی گذار رہے تھے۔ کس طرح اس ماحول کے بنائے ہوئے عام سانچوں سے ان کے اطوار مختلف تھے۔ علماء اور مشائخ کے لئے استقبال اور مشایعت کی رسمیں عام ہیں معتقدین کی طرف سے دعوتوں اور کھانوں کا سلسلہ بھی رواج کا ایک حصہ ہے لیکن اس رواج اور اس ماحول میں حضرت صاحب کی حساس طبیعت اور بیدار ضمیر انہیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ ان کے لئے کوئی دوسرا شخص زحمت میں پڑ جائے، یوم رضا سے فارغ ہو کر گجرات واپس تشریف لے گئے تو اقبال صاحب ان کے ہمراہ گئے بس سے اترے تو فرمایا کہ پیدل ہی گھر جائیں اور اکیلا چلا جاؤں گا۔ اقبال صاحب نے انتہائی خواہش ظاہر کی وہ آپ کو گھر چھوڑ کر واپس آجائیں گے اور بات بھی معمولی تھی لیکن حضرت صاحب نے انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہ دی اور اپنا بیگ خود اٹھائے ہوئے کھلے بازار سے گذرتے ہوئے گھر تشریف لے گئے۔

آپریشن کے لئے آخری بار لاہور آئے تو رات میرے مکان پر ٹھہرے۔ سحری کو تہجد کے لئے اُٹھے تو میری بھی آنکھ کھل گئی۔ لوٹا لے کر وضو کرانا چاہا مگر آپ نے مجھے اصرار سے کہا کہ تم سو جاؤ تم نے صبح کام پہ جانا ہوگا۔ ہسپتال میں داخل ہوئے تو مناسب یہ سمجھا گیا کہ پکا ہوا کھانا ہسپتال میں پہنچایا جائے۔ دوپہر کا کھانا علامہ احمد حسن نوری صاحب کے گھر سے شام کا کھانا میرے ہاں سے آنا طے پایا۔ اول تو حضرت صاحب گھر کے کھانے کی تجویز کو مانتے ہی نہ تھے۔ فرماتے ہسپتال کا کھانا مجھے پسند ہے تو پھر آپ لوگ کیوں تکلیف میں پڑتے ہیں۔

Marfat.com

من کی دنیا

(حافظ سید علی صاحب تاثرات کے آئینے میں)

حضرت صاحب قدس سرہ نے عالمِ رنگ وبو سے بہت دور من کی جو دنیا بسا رکھی تھی اس کا علم بہت کم لوگوں کو تھا۔ وہ دعوے اور اظہار کا مزاج نہیں رکھتے تھے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ صاحب دل لوگ اپنے کو اشتہار بنانا کبھی پسند نہیں کرتے۔

آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

حضرت صاحب کے ہاں من کی دنیا کی ساری رونق سرورِ کونین حضور رحمۃ للعلمین کے تعلق اور دبستگی سے قائم تھی۔ انہیں اپنے آقا و مولا کے ساتھ جو بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔ اس کے فیض سے بالآخر انہیں قرب وتعلق کی خاص کیفیات عطا ہونے لگی تھیں جس کا اظہار ان حسین وجمیل خوابوں سے ہوتا ہے جن سے حضرت صاحب قدس سرہٗ اپنی زندگی کے آخری سالوں میں بکثرت مشرف ہونے لگے تھے۔ ان خوابوں میں حضور پر نور اور آپ کے خاصانِ بارگاہ کی زیارات نصیب ہوتیں حضرت صاحب قدس سرہ اپنی ان کیفیات کا تذکرہ کبھی کبھی چند خاص احباب سے فرماتے رہے۔ جو گجرات میں ان سے بہت قریب تھے۔ میرے محترم اور بزرگ ساتھی، استاد بھائی مولانا حافظ سید علی صاحب بھی ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں۔ جن کے ساتھ حضرت صاحب ان کیفیات خصوصی کا کچھ تذکرہ فرماتے رہے۔

میں حضرت صاحب قدس سرہ کے مقامات قرب کے بارے میں کچھ کہنے سے بہت ڈرتا ہوں مبادا کہ یہ اظہار و دعویٰ کی وہی بات بن کر رہ جائے جسے حضرت صاحب سخت ناپسند فرماتے تھے۔ اس لئے صرف حافظ صاحب کے ذریعے سے چند خواب نقل کرنے پر اکتفا

Marfat.com

ضمیمہ

حضرت حکیم الامت بدایونی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بارہ روز میو ہسپتال لاہور میں رہے

ہسپتال کی ڈائری

سوموار ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۱ء

آج حضرت صاحب قبلہ۔ میو ہسپتال میں داخل کر لئے گئے۔ آؤٹ ڈور سرجیکل وارڈ میں بیٹھے ہوئے حسب ذیل باتیں ہوتی رہیں۔

میں نے عرض کیا: اپنے والد ماجد مرحوم کے بارے میں کچھ بتایئے۔

ارشاد فرمایا:

''میرے والد کا نام محمد یار خانؒ تھا۔ انہوں نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک مدرسہ قائم کر رکھا تھا۔ اس سلسلے میں کچھ خدمت ہو جاتی، اسی پر قناعت کے ساتھ گذارہ کرتے اپنے وطن اصیانی (بدایوں) کی جامع مسجد میں امامت، خطابت اور مسجد کی نگرانی و انتظام کی خدمت بلا معاوضہ انجام دیتے تھے جس کا سلسلہ پینتالیس سال تک جاری رہا، اپنے ذاتی مدرسہ میں فارسی پڑھاتے تھے، بہت سے ہندو بھی ان کے شاگرد تھے۔

میرے والد کے ہاں پانچ لڑکیاں پیدا ہوئی تھیں، لڑکا کوئی نہ تھا۔ انہوں نے منت مانی اگر میرے گھر لڑکا پیدا ہوا تو اسے خدمت دین کے لئے وقف کر دوں گا چنانچہ میں پیدا ہوا اور

۱۔ محمد یار خان رحمۃ اللہ کے قدرے مفصل حالات، کتاب کے آغاز پر "خاندانی پس منظر" کے زیر عنوان درج کیے گئے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

آپ نے ہمارے گھر پر قرآن پاک ناظرہ پڑھا جب قرآن پاک ختم کر لیا تو قاضی صاحب مرحوم نے اپنے مکان پر ہم سب اہل خانہ کی ایک پر تکلف دعوت کی اور آمین کی محفل (مجلس قرآن) بھی منعقد کی۔ اس موقعہ پر قاضی صاحب نے ایک مفصل تقریر کی، جس میں انہوں نے ہمارا شکریہ ادا کیا اور اپنے ان جذبات کا اظہار کیا کہ حضرت صاحب نے جس طرح بچے کی قرآن خوانی خاص توجہ سے پایہ تکمیل تک پہنچائی ہے۔ اسی طرح آئندہ علوم دینیہ کی تعلیم کے دوران بھی ان کی خصوصی عنایت و شفقت شامل حال رہے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ

آج ہی فرمایا:

اس زمانے میں، میں کہا کرتا تھا گجرات میں اہل سنت کے ستون تین شخص ہیں یعنی جن کے عقیدہ و مسلک پر کامل اعتماد کیا جا سکتا ہے، پیر سید ولایت شاہ صاحب[1] قاضی عبدالحکیم صاحب اور تیسرے صاحب کا نام اب میرے ذہن میں نہیں آرہا۔ (دوسرے روز میں نے دوبارہ استفسار کیا اور کچھ نام یاد کرائے اور جب میں مولانا محمد عارف صاحب[2] مدرس پبلک

۱۔ قدوۃ السالکین حضرت پیر سید ولایت شاہ قدس سرہ رانیوال (گجرات) کے ترمذی سادات سے تھے وہ اپنی جوانی کی عمر میں گجرات شہر منتقل ہو گئے تھے، جہاں انہوں نے مسجد حاجی پیر بخش لاہوری مرحوم کی مسجد میں قرآن حکیم کا مدرسہ قائم کیا جہاں ضلع بھر کے صدہا افراد قرآن حفظ کر کے نکلے۔ اس دور میں امیر ملت حضرت پیر جماعت علی شاہ علی پوری کے روحانی کمالات کا شہرہ عام تھا۔ سید ولایت شاہ صاحب، امیر ملت کے غائبانہ عقیدت مند بن چکے تھے بالآخر ایک بار جب حضرت امیر ملت، گجرات میں منشی عبدالکریم مرحوم و صوفی عبدالرحمٰن مرحوم (موخر الذکر راقم السطور کے نانا تھے) کے مکان پر قیام فرما ہوئے، تو سید ولایت شاہ صاحب ان کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ بیعت میں شامل ہو گئے اور جلد ہی ان کا شمار امیر ملت کے اکابر خلفاء میں ہونے لگا۔ پیر سید ولایت شاہ کا وصال ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ (۳۱ جولائی ۱۹۷۰ء) کو ہوا۔ انہیں گجرات کے محلہ علی پورہ میں دفن کیا گیا۔

۲۔ مولانا محمد عارف صاحب، عرصہ دراز سے پبلک ہائی سکول گجرات میں ایک مدرس کی خاموش زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مگر ان کی زندگی نہایت تعمیری ہے، انہوں نے صدہا بچوں کی سیرت و کردار پر اپنی نیک دلی اور پارسائی کے اثرات ڈالے ہیں۔ اس کے علاوہ، انہوں نے حضرت صاحب مرحوم کے درس اور تقاریر قلم بند کرنے کا کام سالہا سال تک ادا کیا۔ ''مواعظ نعیمیہ'' تو مکمل ان کے جمع کردہ مواعظ پر مشتمل ہے۔ اس کے آغاز میں ان کا تحریر کردہ پیش لفظ بھی موجود ہے۔

Marfat.com

یہاں "کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ" فرمایا ہے یعنی تمہاری نگاہیں میری نماز کو جیسا دیکھتی ہیں اسی کی نقل تم اپنی نماز میں کرلیا کرو۔ "کَمَا اُصَلِّیْ" نہیں فرمایا۔ اگر یوں فرمادیا جاتا۔ تو اس کا مطلب یہ نکلتا کہ جیسی نماز میری ہوتی ہے ویسی ہی نماز تم بھی پڑھو اور ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی نماز کی حقیقت اور اس کے مقام کو کون پاسکتا ہے اور ویسی نماز کون پڑھ سکتا ہے اس لئے "کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ" فرما کر قابل عمل صورت پیدا کردی یعنی تمہاری ظاہری نظر نگاہ میری نماز کی جس شکل وصورت کو دیکھتی ہے اسی شکل وصورت کی پیروی تم بھی کرلیا کرو۔

سبحان اللہ کیا پیاری شرح ہے۔

عرض کیا گیا: انتخابی مہم کے موقع پر بعض مذہبی رہنماؤں نے اپنی مذہبی روحانی قوت جتاتے ہوئے بڑے بڑے انتخابی دعوے کیے تھے بعض حضرات عالم رویا کی بشارتیں جلسوں میں سناتے رہے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

> یہ سب کچھ نامناسب ہے۔ اہل دین کو دعوے اور پیش گوئی سے احتراز ہی کرنا بہتر ہوتا ہے۔ ہمارے دور کے ایک بڑے معروف بزرگ نے اپنے ایک عقیدت مند کے بارے میں فرمایا تھا کہ "اگر یہ جہنم میں ڈال دیا گیا تو بھی میں اسے وہاں سے نکال کر اپنے ساتھ لے کر جنت میں جاؤں گا۔ اب وہ بزرگ انتقال کرچکے ہیں اور ان کے وہ عقیدت مند صاحب عجیب وغریب باتیں کرتے رہتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں مسلمان کو کبھی اس قسم کا کوئی دعویٰ نہیں کرنا چاہئے صرف انبیاءِ کرام علیہم السلام کی یہ شان ہے کہ ان کا دعویٰ ہر وعدہ اور ہر دعا مقبول ہوتی ہے کوئی دعا رد نہیں ہوتی کیونکہ انبیاء کی ہر دعا درست ہوتی ہے۔ یہ بات سورۃ مریم کی ابتدائی آیت سے ثابت

marfat.com

Marfat.com

استاذ مرحوم "غفورا" کہہ کر ہی بلایا کرتے (حضرت صاحب نے فرمایا کہ جب میں مولانا ہزاروی مرحوم سے یہ گفتگو کر رہا تھا اس وقت مجھے یہ قطعاً گمان نہ تھا کہ وہ طالب علم آج مولانا عبدالغفور ہزاروی بن کر میرے سامنے بیٹھا ہے کیونکہ اس دور میں ان کی شکل و صورت بھی کچھ اور ہی طرح کی لگتی تھی)۔ یہ سن کر ہزاروی صاحب فرمانے لگے، "مفتی صاحب وہ 'غفورا' میں ہوں"۔ اس کے بعد ہزاروی صاحب نے اٹھ کر مجھے گلے لگالیا اور فرمایا کہ "آپ میرے استاد بھائی ہیں۔"

مذکورہ گفتگو کے پس منظر کے طور پر ارشاد فرمایا: جس دور میں میں مراد آباد پہنچا اس وقت میرے اسباق صدرا، شمس بازغہ، خیالی اور شرحِ چغمنی وغیرہ تھے۔ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے محض میرے ان اسباق کے لئے کانپور سے مولانا مشتاق احمد مرحوم کو بلوالیا۔ اس دور میں ان کا مشاہرہ ۸۰ روپے مقرر ہوا اور ان کے ساتھ آنے والے چند طلباء کے جملہ اخراجات بھی حضرت نے برداشت کئے۔ انہی طلباء میں مولانا عبدالغفور ہزاروی بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ عبدالحق بہاری اور مولانا عتیق الرحمٰن بستی (یوپی) کے نام بھی یاد آتے ہیں۔ چند ماہ کے بعد استاذ گرامی مولانا مشتاق احمد میرٹھ چلے گئے اور مجھے بھی ساتھ روانہ کر دیا گیا میرٹھ میں بھی مولانا عبدالغفور ہمارے ساتھ پڑھتے رہے۔ استاذ گرامی مولانا مشتاق احمد کانپوری مرحوم و مغفور فنون اور معقولات (منطق، فلسفہ، ریاضیات) کے اپنے وقت کے بہت بڑے ماہر مدرس تھے۔ ان کے بڑے بھائی مولانا نثار احمد کانپوری کا شمار ملک کے نامور خطیبوں میں ہوتا تھا اور انہیں بلبلِ ہند کہہ کر بھی پکارا جاتا: مولانا مشتاق احمد کچھ عرصے کیلئے حجاز مقدس میں بھی تدریس کی خدمت انجام دیتے رہے چنانچہ جب میں پہلے حج کیلئے

Marfat.com

جوارح میں سے ہو تو وہ فا تعقیب کے لئے نہیں ہوگی بلکہ اس کے مابعد کا حکم ماقبل میں داخل ہوگا لہذا روایت کا مفہوم یہ ہوا کہ جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھ رہے ہو تو نماز کی حالت میں اس کے لئے مخلصانہ دعا کرو۔ میں نے اس پر کہا یہ قاعدہ مجھے تو منظور ہے مگر قرآن حکیم اس قاعدے کو تسلیم نہیں کرتا۔ قرآن میں ہے۔

فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا احزاب ۵۳ پس جب کھانا کھالو تو رخصت ہو جاؤ

دیکھئے یہاں فا کا ماقبل افعال جوارح میں سے ہے۔ اب اگر آپ کا قاعدہ درست ہو تو آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جب تم کھانا کھا رہے ہو ایک ہاتھ میں لقمہ ہو اور دوسرے ہاتھ میں شوربے کا پیالہ تو بس اسی حالت میں اٹھ کو بھاگ نکلو۔ اس پر مولوی صاحب کو خاموشی کے سوا چارہ نظر نہ آیا اور مناظرہ ختم ہو گیا اور مولوی غلام خان صاحب شکست کھا کر چلے گئے۔

موخر الذکر واقعہ سے متعلق یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب میں پنڈی کیمپ جانے کے لئے گجرات ریلوے اسٹیشن پر پہنچا تو حافظ محمد یوسف صاحب نے مجھے ایک نوٹ بک دی اور کہا کہ شاید یہ آپ کو کچھ مدد دے چنانچہ میں اسے سفر میں دیکھتا رہا۔ اس نوٹ بک میں متعدد مسائل اختلافیہ کے عنوانات کے ماتحت، دلائل اور حوالہ جات کی نشان دہی کی گئی تھی۔ اس سے میرے اس موضوع پر کام کرنے کے دیرینہ ارادے کے لئے تازہ امید پیدا ہوئی اور میں نے اس سفر سے واپس آکر مذکورہ موضوع پر کام شروع کر دیا۔ مستند حوالہ جات کی تلاش اور مفصل دلائل جمع کر کے، تمام مباحث تحریر کئے۔ یہی محنت "جاء الحق"[1] کی شکل میں منظر عام پر آئی۔ الحمد اللہ! یہ کتاب بہت مقبول ہوئی ہے تقریباً ایک لاکھ سے زائد چھپ چکی ہے۔

۱۔ اور اب ۲۰۰۲ء تک پچیس لاکھ تقریباً چھپ کر دنیا میں پہنچی۔ سعودی حکومت نے سعودیہ میں اس پر پابندی لگا دی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

براہ راست بھی تحقیق کر لیا کریں۔ (اس مسئلے کی مفصل بحث اعلیٰ حضرت کے رسالے الطیبُ الوجیز فی امتعة الورق والا بریز میں موجود ہے اور مزید تفصیل کے لئے العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ جلد دوم مطالعہ فرمائیں۔)

عرض کیا گیا البانی[1] نے مشکوٰۃ المصابیح کا ایک نسخہ ترتیب دیا ہے جو حال ہی میں دمشق سے شائع ہوا ہے۔ اس میں تخریجِ احادیث، صحت یا عدمِ صحت، نیز حوالہ جات کی تصدیق و تصحیح پر بڑی محنت سے، تحقیقی کام کیا گیا ہے۔ اس کام کی بہت تحسین و تعریف فرماتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا:

> "امام اعظم سے متاخر محدثین، جن احادیث کو ضعیف کہتے ہیں وہ دراصل ضعیف نہیں ہوتیں۔ محدثین صرف سند کے ضعف سے بحث کرتے ہیں اور یہ ضعف سند کے نچلے حصے (سافل) میں واقع ہوتا ہے، نہ کہ اس اوپر والے (عالی) حصے میں، جس کا تعلق امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے ہے۔"

آج کے فرمودات میں یہ بات، بہت زور دے کر ارشاد فرمائی:

"نہایت افسوس ہے، آج کل زمین کے اوپر قبریں بنانے کا رواج چل نکلا ہے چنانچہ ماضی قریب میں ہمارے ہاں، چند بزرگانِ دین کے مزارات اسی طرح بنائے گئے ہیں کہ تھوڑی سی زمین کھود کر صندوق اس میں ٹھہرایا اور چاروں طرف سے دیوار کھڑی کر دی گئی۔ زمین کی گہرائی میں پوری قبریں نہیں کھودی گئیں۔ یہ سارا عمل خلافِ عملِ سنت ہے۔ اسی طرح صندوق میں میت کو بند کرنا بھی، مسلمانوں کے معروف طریقے کے خلاف ہے۔ میں نے پچھلے دنوں ایک جگہ تقریر کرتے ہوئے کہا تھا:

۱۔ الشیخ محمد ناصر الدین البانی کی تحقیق و تنقیح کے ساتھ، مشکوٰۃ المصابیح کو، المکتب الاسلامی دمشق نے تین مجلدات میں شائع کیا ہے۔ پہلا ایڈیشن ۱۳۸۰ھ (۱۹۶۱ء) میں طبع ہوا۔

Marfat.com

فلاں مقرر صاحب ایک تقریر میں کہہ گئے: "یا اللہ میں تیرا شریک ہوں، تو بھی کملی والے کو چاہنے والا اور میں بھی اسے چاہنے والا" اور معراج کی تقریر میں "قاب قوسین" کا مضمون یوں بیان فرمایا "رب کہتا تھا" اوپر میرے پاس آجاؤ۔" کملی والا کہتا تھا "تھوڑا سا تو نیچے اتر آ۔" آخر رب کو ہی ماننا پڑا (العیاذ باللہ!)

فرمایا یہ سب کفر ہے۔ جنہوں نے یہ سن کر نعرے لگائے، انہوں نے بھی ارتکاب کفر کیا کیونکہ وہ کفر پر راضی ہوئے۔

آج ہی کی گفتگو میں، میں نے ایک بزرگ رسول شاہ صاحب کا تذکرہ کیا کہ وہ کئی برسوں سے حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کے مزار اور مسجد میں رہتے ہیں۔ شب و روز وہیں گزارتے ہیں، قضائے حاجت کے علاوہ باہر کبھی نہیں جاتے۔ ایک دو بار سخت بخار کی حالت میں، انہیں ساتھ والے کسی مکان میں منتقل کر دیا گیا مگر جب ہوش آیا تو دوبارہ واپس لے جانے پر اصرار کیا۔ میں نے مزید عرض کیا کہ یہ شاہ صاحب، حضرت سائیں گوہر دین جنید حضرو والوں کے بہت قریب رہے ہیں۔

میری یہ گفتگو توجہ اور انہماک سے سنتے رہے بعد میں فرمایا:

"میں ان شاہ صاحب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں، مگر اب یہ کام آپ کے ذمے ہے۔ میں ہسپتال سے فارغ ہو جاؤں، تو آپ اس کا بندوبست کریں گے۔"

عرض کیا گیا: "انشاء اللہ العزیز!" (مگر افسوس کہ اس ملاقات کا موقع نہ بن سکا)

بدھ وار ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۱ء

آج دوپہر سے پہلے ہسپتال میں حاضر ہوا تو حسب ذیل باتیں ارشاد

marfat.com
Marfat.com

صاحب مرحوم ومغفور فرماتے رہے، واپسی پر تانگے میں سوار ہونے لگا، میرے پاؤں میں کچھ تکلیف تھی، اس لئے ذرا رکاوٹ پیدا ہوئی تو مرحوم لپک کر آگے بڑھے اور اپنے ہاتھوں سے میرے پاؤں کو تھام لیا۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ میں نے کہا: ''حضرت یہ آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں، یہاں بیسیوں طالب علم آپ کے خدام کھڑے ہیں۔ مجھے وہ سہارا دے سکتے ہیں۔''

فرمایا: ''مہمان آپ میرے ہیں، اس لئے آپ کی ہر خدمت مجھی پر لازم ہے۔''

اس کے ساتھ ہی قاضی صاحب مرحوم کے بڑے صاجزادے مولانا قاضی غلام محمود صاحب کا تذکرہ بھی تعریف کے ساتھ کیا۔ فرمایا:

''میرے ساتھ حج کے موقع پر جمع ہو گئے تھے۔ میں نے انہیں مسجد نبویؐ میں اکثر رقت کی حالت میں دیکھا۔''

آج کی گفتگو میں بتایا:

گوجرانوالہ کے کسی اہل حدیث صاحب نے پچھلے دنوں میرے ساتھ رکعات تراویح کے مسئلہ پر خط وکتابت کی ہے۔ انہوں نے وہی احادیث نقل کر کے بھیجیں، جن میں آٹھ رکعت رات کی نماز کا ذکر آیا ہے۔ میں نے اس کے جواب میں انہیں ایک اصولی بات لکھی کہ جو احادیث آپ پیش کرتے ہیں، ان سب میں ''قِیَامُ اللَّیْل'' (رات کی نماز) کا ذکر ہے اور اس سے تہجد کی نماز مراد ہے نہ کہ تراویح اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے، جس میں یہ آیا ہے کہ رمضان یا غیر رمضان میں آپ نے رات کی نماز تیرہ رکعت سے زائد نہیں پڑھی۔ ظاہر ہے کہ اس سے وہ نماز مراد ہے جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں پڑھی جاتی

Marfat.com

صاحب نے روک لیا اور استفسار کیا "کیا کوکب صاحب آپ ہیں۔"
میں نے جواب دیا: "ہاں"۔ تو وہ صاحب کہنے لگے کئی بار آپ سے ملنے کے لئے گیا مگر آپ نہ ملے جی چاہتا ہے اس ہاتھ کو چوما جائے جس سے تحقیق قربانی لکھی گئی ہے۔ مفتی صاحب قبلہ یہ بات سن کر متعجب اور بہت مسرور ہوئے۔ فرمانے لگے:

"کہ میں اب کتاب کو بالاستیعاب پڑھنا چاہتا ہوں پہلے میں نے جستہ جستہ نظر ڈالی تھی"

عرض کیا:

"انشاء اللہ کتاب کا نسخہ جلد پیشِ خدمت کیا جائے گا۔"

آج ہی کی نشست میں فرمایا:

میں اعلیٰ حضرت کے ایک رسالے "عطایا القدیر فی احکام التصویر" سے بہت متاثر اور مستفید ہوا۔ یہ رسالہ مجھے صدرالافاضل علیہ الرحمۃ نے عطا کیا چونکہ میری فہم طالب علمی دیوبندی مکتب فکر کے اساتذہ سے متاثر تھی اس لئے میرے ذہن میں یہی بات بیٹھی ہوئی تھی کہ علمی تحقیق صرف علمائے دیوبند کی تالیفات میں ہی ملتی ہے۔ جب میں نے مذکورہ رسالے کا مطالعہ کیا تو میں اس کے لکھنے والے کے تبحر علمی اور وقتِ نظر کے کمال کا گرویدہ ہو گیا۔ سچ یہ ہے کہ اس ایک رسالے نے میری ذہنی اور اعتقادی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔"

بعد دوپہر کی ملاقات میں "شاہ جیلاں" اور مقالات یوم رضا حصہ اول کے نسخے پیش کئے۔ "شاہ جیلاں" میں درج میری لکھی ہوئی منقبت ملاحظہ فرمائی اور حوصلہ افزائی کے لئے ارشاد ہوا۔ "بھائی! خوب لکھتے ہو، واہ واہ، ماشاء اللہ اور آپ کی کتابوں کی کتابت اور طباعت بھی بہت عمدہ ہے۔" اس کے بعد فرمایا: "اپنی کتابوں میں زبان آسان اور عام فہم لکھا کرو۔ تمہاری کتابیں مشکل ہوتی ہیں، جن سے عام آدمی استفادہ نہیں کر سکتا"۔ اس کے

Marfat.com

نے یہ فتویٰ لکھا ہے۔ یہ بات سن کر اعلیٰ حضرت نے الحمدللہ پڑھی اور پھر اس فتوے کی تر(دید)
کیلئے قلم اٹھایا۔

حضرت صاحب فرمانے لگے اس واقعے کے سنانے سے میرا مقصود یہ توجہ دلانا تھا کہ ج(ن)
اکابر کے ہم نام لیوا ہیں، ملاحظہ کیا جائے کہ وہ اپنے احباب اور رفقا کی تردید کے سلسلے م(یں)
کس قدر توقف اور احتیاط سے کام لیتے تھے۔

اسی نشست میں میرے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: "جب میں علوم دینیہ کی تحصیل
سے فارغ ہوا اس وقت میری عمر انیس برس کی تھی۔ اس موقعہ پر ہمارے ایک عزیز[1] نے ایک
قطعۂ تاریخ بھی لکھا تھا جس سے ۱۳۴۴ ہجری کا سال نکلتا ہے۔ میں اسی سال میں فارغ
ہوا تھا نیز بتایا کہ والد ماجد کی تاریخ وفات یاد نہیں، اتنا یاد ہے کہ جن دنوں میں، میں پکھوچھ(ہ)
شریف میں مدرس تھا، اسی دور میں ان کا انتقال ہوا تھا اور ہمارے محمد میاں[2] بھی اسی دور میں
پیدا ہوئے تھے۔

۱۷ اکتوبر ۱۹۷۱ء (پونے دس بجے صبح)

آج صبح حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ چارپائی پر لیٹے ہوئے میری تالیف "شاہ جیلاں"
پڑھ رہے تھے مجھے دیکھ کر فرمایا آیئے آپ سے ہی ملاقات کر رہے ہیں، دیکھئے (اور شاہ
جیلاں کی طرف اشارہ کر دیا) اور میں نے کتاب ھذا کی تقدیم ساری پڑھ لی ہے وہ مقام
بھی پڑھ لیا ہے جہاں مخالفین اہلسنت کو اعتراض ہوگا۔ آخر میں ہے نا؟ عرض کیا ہاں، اس
کے بعد فرمایا اچھا آج "تحقیق قربانی" شروع کرتے ہیں۔ شروع کا کچھ حصہ پڑھ کر
سنایئے۔ میں نے کتاب کا ابتدائیہ (صفحہ ۹ تا ۱۴) پڑھ کر سنایا۔ بہت محظوظ ہوئے بار بار واہ

۱۔ یہ حضرت صاحب قدس سرہ کے برادر بزرگ جناب عزیز خان مرحوم و مغفور تھے۔ ان کا کہا ہوا قطعہ تاریخ پیچھے "طالب علمی" کے زیر عنوان (صفحہ ۵۲ پر) گزر چکا ہے۔

۲۔ یعنی حضرت صاحب قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے، مولانا مفتی مختار صاحب زید مجدہ۔

Marfat.com

انہوں نے میرے سامنے وہی پارکر قلم (۵۱) رکھ دیا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ میری آرزو پوری کی گئی ہے اور میرا مطلوبہ عطیہ مجھے مل گیا ہے کیا عرض کیا جائے ان کی کیسی کیسی کرم فرمائیاں ہیں مجھ پر (اور آبدیدہ ہو گئے) اس کے بعد فرمایا مذکورہ قلم کو میں نے صرف تفسیر لکھنے کے لئے خاص کر لیا ہے اس سے نہ فتویٰ لکھتا ہوں نہ تعویذ نہ کوئی اور چیز اور تفسیر والی نوٹ بک (مسودے کی فائل) کے شروع میں میں نے یہ شعر لکھ دیا ہے:

ہونٹ میرے ہیں مگر ان پہ کرم ہے تیرا　　انگلیاں میری ہیں پر ان میں قلم ہے تیرا

"جب یہ قلم لے کر لکھنے بیٹھتا ہوں تو ایسے ایسے مضامین ذہن میں آتے ہیں کہ میں خود حیران رہ جاتا ہوں۔ قاضی صاحب یہاں آپ سے انشاء اللہ خوب ملاقاتیں ہوتی رہیں گی آپ کو کچھ بتاؤں گا کہ مجھ پر حضور کے کیسے کیسے کرم ہوئے۔"

عرض کیا گیا: جب دنیا پرستوں کی طرف دستِ احتیاج دراز نہ کیا جائے اور ان کی مدح سرائیوں سے اپنی زبان کو محفوظ رکھا جائے تو پھر ادھر سے خاص کرم فرمائیاں ہونے لگتی ہیں۔ اہل دنیا کی مدح سرائیوں سے محفوظ رہنے کے مضمون پر حضرت عطار کا یہ شعر میں نے پڑھ کر سنایا:

بہ عمر خویش مدح کس نہ گفتم　　درے از بہر دنیا من نہ سفتم

فرمایا: یہ شعر مجھے لکھ دو اور وہی لفافہ نکال کر میرے آگے رکھا جس کے ایک کونے پر ۴۔ اکتوبر کو اقبال مرحوم کا ایک فارسی شعر مجھ[1] سے لکھوایا تھا۔ عرض کیا گیا، اقبال کا شعر تو پانی سے دھل گیا، فرمایا: اب تو میرے سینے میں آچکا ہے (بعد میں آپ اقبال کے بعض نظریات و اقوال سے متنفر ہو گئے تھے کیونکہ اقبال ایک ہندو نواز شخص تھا۔ اس کی تفصیل دیکھئے کتاب تنقیدات میں۔)

۱۔ ۴۔ اکتوبر کو ہسپتال میں داخلے کی غرض سے آئے تھے اور آؤٹ ڈور سرجیکل وارڈ میں بیٹھے ہوئے۔ میں نے اقبال کا یہ شعر سنایا تھا۔

تو ندانی عشق و مستی از کجاست　　این شعاع از آفتاب مصطفیٰ ست

Marfat.com

رسائل حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیے۔ آپ ان رسائل کو دلچسپی سے دیکھتے ...
اور ان کی تحسین فرمائی۔

آج شام کو دوبارہ حاضر خدمت ہوا تو فرمانے لگے کہ مولانا عبدالحکیم ماشاء اللہ فاضل آ...
معلوم ہوتے ہیں۔ رسائل خوب لکھے ہیں۔ میں نے ایک نظر ان پر ڈالی ہے عرض کیا گیا!
مولانا عبدالحکیم حضرت مولانا علامہ عطاء محمد بندیالوی صاحب کے تلامذہ میں ہیں۔ فر...
اچھا یہی باعث ہے، میں نے ان کے اکثر شاگرد فاضل ہی دیکھے ہیں۔ اس کے بعد دیر...
حضرت علامہ بندیالوی کا تذکرہ فرماتے رہے۔ ان کے کمال علمی کے علاوہ ان کی خوش...
اور حسنِ تواضع کی بھی تعریف فرمائی۔ اس سلسلے میں واں بھچراں کے ایک جلسے کا حال سنا...
فرمایا:

اس جلسے میں تقریر کے لئے میں بھی مدعو تھا۔ سٹیج پر عظیم اور جید علماء موجود تھے اور علامہ...
بندیالوی بھی تشریف فرما تھے۔ جب یہ بات شروع ہوئی کہ جلسے کی صدارت کون کرے...
علامہ بندیالوی بولے، حضرت مفتی صاحب کے ہوتے ہوئے اور کون صدر ہو سکتا ہے...
''بہر حال مجھے تقریر کے لئے بہ اصرار کرسی پر بٹھایا اور خود دیگر علماء سمیت کرسیاں چھوڑ کر...
نیچے بیٹھ گئے مجھے اس صورت حال کو قبول کرنے پر ایسا مجبور کر دیا گیا کہ میں دل ہی دل میں...
اس متواضعانہ اخلاق پر متعجب اور اپنے پہ نادم ہوتا رہا۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے...
زور دے کر ارشاد فرمایا: ''دیکھو بھائی! میری ایک بات لکھ لو جہاں کمال ہو گا وہاں تواضع...
ہو گی اور جہاں کمال نہیں ہو گا وہاں تکبر ہو گا۔

آج شام کی اِسی نشست میں مجھے بتایا کہ آج میری بیمار پرسی کے لئے علامہ سید ابوالبرکات صاحب اور ان کے صاحبزادے مولانا محمود رضوی تشریف لائے تھے۔ مولانا اکرام حسین صاحب بھی ان کے ہمراہ تھے۔ حضرت صاحب نے خاص طور پر فرمایا، سید صاحب بڑی محبت سے ملے ہیں۔

Marfat.com

انداز بیان کی بالعموم تحسین فرمائی۔ ایک پر لطف بات یہ ہے کہ یادِ شہید کا انتساب میں نے حضرت صاحب ہی کے نام کیا ہے۔ جب کتاب کے آغاز سے یہ انتساب پڑھ کر سنایا تو خاص انداز میں فرمانے لگے یہی تو باعث ہے لوگوں کی مخالفت کا، پھر کہتے کیوں ہو تمہارے مخالف ہو گئے ہیں پھر بہت سی نصیحتیں اور تصنیفی اصلاحات فرماتے رہے۔

۱۴۔ اکتوبر ۱۹۷۱ء

آج صبح کے وقت حاضر ہوا تو یادِ شہید کے تیسرے باب "سوالات و جوابات" کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"یہ مباحث بڑے اہم اور ضروری ہیں۔ مگر انہیں آسان واضح اور سلجھے ہوئے انداز میں تحریر کرنا چاہیے۔ آپ نے سوالات بڑے اہم اٹھائے ہیں۔ مگر انہیں کئی کئی ٹکڑوں میں تقسیم کرنے اور اسی طرح ان کے جوابات کو بھی شق در شق بانٹنے سے بات طویل ہو جاتی ہے اور کسی حد تک الجھ کر رہ جاتی ہے جس سے اصل بحث کا سمجھنا دشوار ہو جاتا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اس حصہ کو کتاب کی طبع دوم کے موقع پر دوبارہ لکھا جائے اور ان مباحث کو مزید بہتر طریقے سے پیش کیا جائے۔"

عرض کیا گیا: "انشاء اللہ العزیز ایسا ہی کیا جائے گا۔"

مغرب کے بعد دوبارہ حاضر ہوا۔

اس وقت کی حاضری ایک خاص رنگ اختیار کر گئی۔ ہسپتال میں داخل ہونے کے بعد حضرت صاحب کا اِصرار یہ تھا کہ ہسپتال ہی کا کھانا کھایا جائے۔ دراصل انہیں اس بات کا شدید احساس تھا کہ میرے متعلقین میری وجہ سے زحمت اٹھا رہے ہیں۔ مگر خیر ہم نے بار بار زور

Marfat.com

اطمینان اور دوسری طرف یہ شدید احساس کہ یہ لوگ میری وجہ سے زحمت میں پڑے ہوئے ہیں۔

کھانا کھاتے ہوئے خاندان قادریہ فاضلیہ (بٹالہ والوں) کے مورث اعلیٰ[1] کا واقعہ سنایا کہ وہ گیارہ سال تک متواتر اپنے پیر و مرشد کا کھانا لے کر جاتے رہے آخر ایک رات شدید آندھی اور بارش عین اسی وقت آ گئی جس وقت وہ گھر سے نکلا کرتے تھے موسم کی خرابی پر تردد ہونے لگا تو والدہ نے کہا: بیٹا آج ناغہ نہ کرنا آج جاؤ گے تو گیارہ سال کی محنت کا پھل مل جائے گا۔" اس روز گھر کریلا پکا تھا۔ والدہ نے ٹوکرے میں کریلے کی ہانڈی رکھ دی اور دوسرا ٹوکرا اوپر الٹا دے دیا اور سر پر رکھوا دیا۔ بارش میں اسی کیفیت کے ساتھ چلتے رہے۔ پانی کے قطروں سے پتیلے کے نچلے حصے کی سیاہی دھل کر سر اور چہرے پر پڑتی رہی۔ بہر حال اسی ہیئت کذائی کے ساتھ مرشد کے دروازے پر جا پہنچے۔ انہوں نے دیکھا کہ اس موسم میں بھی آ گیا ہے فرمایا اچھا دیکھو تو تمہارے لئے طاقچے میں ایک چیز رکھی ہے اٹھالاؤ" دیکھا تو گنا تھا فرمایا" اسے کھالو جتنی گرہیں گنے کی ہیں اتنی پشت تک تمہاری اولاد میں اولیاءِ کاملین ہوں گے۔"

واقعہ سنانے کے بعد حضرت صاحب فرمانے لگے: "بھئی میں کیا دے سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے علم میں، ایمان میں، عمل میں اور عمر میں برکت ڈالے صحت و تندرستی دے۔ اچھی، بیوی عطا کرے۔" اور ایسے ہی الفاظ میں دیر تک دعائیں دیتے رہے۔ مجھے سارے الفاظ محفوظ نہیں رہے۔

کھانا سے فارغ ہوئے تو عرض کیا گیا آج کامونکی جلسے میں بھی جانا ہے۔ رات کے آٹھ بجنے والے تھے فرمایا: "اس وقت اور ایسے موسم ہیں۔" چھوٹے بھائی نے کہا وعدہ کر چکے

۱۔　الشیخ محمد فاضل الدین بٹالوی، ابو الفرح، مفصل حالات کے لئے دیکھئے خزینۃ الاصفیا اور تذکرۃ المعظم اطہر

Marfat.com

شہید کی یاد اور بالخصوص سیدنا امام حسینؓ کی یاد ایسے انداز میں منائی جانی چاہیے جوان کے کردار سے مناسبت رکھتی ہو، وہ نمازی تھے، متقی تھے، پرہیز گار تھے اور صابر وشاکر تھے۔ اگر ان کی یاد مناتے ہوئے نماز اور تقویٰ چھوڑ دیا جائے اور صبر کے بجائے بے صبری کا اظہار کیا جائے تو ایسی یاد ان کے شایان شان نہیں ہو سکتی اور نہ ہی قابل قبول۔" عرض کیا گیا انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں تعمیل ارشاد کر دی جائے گی۔

رات کے وقت دوبارہ حاضر ہوا تو عشاء کی نماز کیلئے بستر سے اٹھ کر برآمدے میں تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ وہیں پہنچا، فرض، جماعت کے ساتھ پڑھ چکے تھے سنت، وتر پڑھ کر اٹھے تو ساتھ ہو لیا۔ بستر کی طرف جاتے ہوئے راستے میں یہ گفتگو شروع فرما دی۔ مجھے ایک دعا میری ماں نے دی تھی اور ایک دعا باپ نے، میں دیکھتا ہوں کہ وہ دونوں پوری ہوئی ہیں۔ والد ماجد فرمایا کرتے: "میرا بیٹا جہاں رہے لوگ اسے بڑے عالم سمجھیں۔" تو دیکھ لو میں کیا ہوں اور کیا میری حقیقت لیکن جس جگہ رہا اپنے پرائے سب سے حتیٰ کہ شدید ترین مخالفوں نے بھی یہ ہمیشہ تسلیم کیا کہ مفتی صاحب ہیں عالم۔ یہ محض والد مرحوم کی دعا کا نتیجہ ہے اور والدہ نے فرمایا تھا۔ میرا بیٹا جہاں کہیں ہو رزق اس کے آگے پہنچے"۔ یہ بھی دیکھ لو کہ اب یہاں ہسپتال میں پڑا ہوں لیکن رب کی ساری نعمتیں یہاں پہنچ رہی ہیں اور بعض اوقات اس سلسلے میں حیرت انگیز واقعات بھی پیش آئے ہیں۔ ایک دفعہ کسی سفر میں رات ایک چھوٹے گاؤں میں آگئی۔ اپنی جان پہچان وہاں کوئی نہ تھی گاؤں کے کنارے پر ایک چھوٹی سی نیم آباد مسجد میں رات گذاری۔ صبح فجر کی نماز پڑھی تو سخت بھوک محسوس ہوئی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہاں کہیں قریب کوئی چیز کھانے کی مل جائے گی کہ اتنے میں ایک اجنبی ایک تھال لئے ہوئے مسجد میں داخل ہوا اور وہ تھال میرے سامنے رکھ کر کہنے لگا۔" کھایئے"۔ کپڑا اٹھایا تو تھال میں عمدہ ناشتہ تھا۔ میں نے اس شخص سے پوچھا کہ" آپ یہ کیوں اور کیسے

marfat.com

Marfat.com

میری ماں اسی وقت روضے کی جالی کے قریب ہو کر حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہوئیں اور یوں باتیں کرنے لگیں جیسے آمنے سامنے کی جاتی ہیں عرض کرنے لگیں "یا رسول اللہ! میرے بیٹے کا بھائی کوئی نہیں۔ یہ اکیلا ہے۔ آپ خود اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھو!"

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قطعات تاریخِ وصال

مفسر قرآن حکیم الامت حضرت مولانا علامہ مفتی احمد یار خان اوجھیانی بدایونی برد اللہ مرقدہٗ

از نتیجہ فکر

عالیجناب سید ابوالکمال برق نوشاہی سجادہ نشین دربار نوشاہی ڈوگہ شریف ضلع گجرات

برائے ملتِ مختارِ عالم حکیمِ امت سرکارِ عالم
فقیہہ عصر فاضل شیخ قرآن جنیدِ وقت او شبلی دوراں
بعلم و فضل بُود اعلیٰ مقامش بہ تفسیرِ نعیمی زندہ نامش
وحید العصر در تحریر و تقریر خطیب اہل سنت شیخ تفسیر
دریغا! مردِ راہ از ما نہاں شد کہ جانِ اُو سوئے جنت رواں شد
حیاتش بود در عالم کرامت وفاتش از علاماتِ قیامت

چوں یکتا بود او اندر شرافت
وفاتش برق گو شمع شرافت
۱۳۹۱ھ

Marfat.com

مقام رکھتے ہیں۔ان کی زندگی کا وافر حصہ تفسیر وشرح کے لیے وقف تھا۔انہوں نے اپنی تفاسیر وشرح میں جو بیش بہا نکات پیش کئے ہیں وہ انہیں مفسرین میں ایک منفرد حیثیت عطا کرتے ہیں۔تفسیر نعیمی گیارہ جلدوں پر مشتمل ہے اور نور العرفان فی حاشیہ القرآن ایک بے مثال حواشی تفسیر ہے جو اردو تفاسیر کے ذخیروں میں بے بہا اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ان میں انہوںؒ نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ آیات کے شان نزول، سورۂ مبارکہ کے مختلف نام، ناسخ ومنسوخ آیات وکلمات کے تعداد، معترضین کے اعتراضات، مسائل کا استنباط، مترجمین ومفسرین کی اغلاط کی نشاندہی، آیات قرآنی سے متعلق تمام تفسیری، تاویلی، تحریفی، تعبیری اور تغییری اقوال نقل کر کے ایک مفسر کا حق ادا کیا ہے ان تفاسیر میں تفسیر کی تعریف اصول، اس کے اقسام اور مفسر کے فرائض بیان کئے ہیں۔اس باب میں راقم نے مفسر کی حیثیت سے حضرت صاحب کی خدمات کا تعین کرنے کے لئے دیگر مفسرین سے ان کا موازنہ کیا ہے تاکہ بحیثیت مفسر ان کی عظمت واضح ہو سکے۔

تیسرے باب میں حکیم الامت احمد یار خان کا بحیثیت محقق مرتبہ متعین کرنے کے لیے راقم نے درج ذیل کتابوں کا جائزہ لیا۔''شانِ حبیب الرحمٰن بن آیات القرآن''، ''ایک اسلام''، ''جاء الحق وزھق الباطل''، ''سلطنت مصطفےٰ''، ''اسرار الاحکام بانوار القرآن''، ''رحمتِ خدا بوسیلہ اولیاء اللہ''، ''علم القرآن لترجمۃ الفرقان، رسالۂ نور''، ''امیر معاویہ پر ایک نظر''، ''اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں''، ''فتاوے نعیمیہ''، ''الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول''۔ان کتابوں کے تفصیلی جائزہ سے راقم اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ بحیثیت محقق ان کے فکروفن، شعور وآگہی اور نظریات وخیالات میں بڑی گہرائی وگیرائی وباریکی ہے۔وہ اپنی وسیع معلومات اور حقائق کی روشنی میں لاینحل مسائل کا تجزیہ کرتے ہیں۔ان کی تحریروں میں تحقیقی شان پائی جاتی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

ہونا پڑا اس سلسلہ میں بار بار حضرت صاحب کے دوسرے صاحبزادے مفتی اقتدار احمد خان مقیم لندن سے بذریعہ فون اور خط وکتابت ربط پیدا کیا۔ مواد کی فراہمی کی سلسلے میں راقم کو میرٹھ "مرادآباد"، دہلی، کلکتہ، اڑیسہ کا دورہ کرنا پڑا اور جن حضرات نے اپنا قیمتی وقت نکال کر راقم کو زرین مشوروں سے نوازا ان میں حضرت علامہ ارشد القادری، علامہ عبدالمتین نعمانی، علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری (پاکستان)، علامہ شاہد رضا صاحب نعیمی ولد علامہ قبلہ محمد حبیب اللہ نعیمیؒ جنرل سیکریٹری ورلڈ اسلامک مشن لندن، علامہ محمد علی جناح حبیبی، علامہ سید عبدالمسجود حبیبی لائق ستائش ہیں۔

راقم حسب ذیل اداروں اور کتب خانوں کے اراکین و منتظمین کا شکر گذار ہے جنہوں نے اپنے کتب خانوں کے مطبوعات و مخطوطات سے استفادہ کرنے کا موقع عطا فرمایا۔

۱۔ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد، دکن ۲۔ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد، دکن
۳۔ کتب خانہ نواب سالار جنگ حیدرآباد، دکن ۴۔ اورینٹل ریسرچ انسٹیٹیوٹ میسور
۴۔ میسور یونیورسٹی لائبریری میسور ۶۔ مسلم لائبریری بنگلور
۷۔ کتب خانہ اورینٹل ریسرچ انسٹیٹیوٹ میسور

زیر نظر مقالہ کی تیاری، ترتیب اور تکمیل دراصل استاذ گرامی ڈاکٹر مسعود سراج پروفیسر و صدر شعبۂ اردو، میسور یونیورسٹی کی نگرانی ان کی حوصلہ افزائی، رہنمائی اور رہبری کا نتیجہ ہے جس کے بغیر مقالہ کی یہ صورت گری نہ ہو پاتی۔ پروفیسر موصوف نے جس دلچسپی شفقت اور انہماک کے ساتھ مقالہ کی ابتداء سے انتہا تک تحریر و زبان کی نوک پلک کو درست فرمایا اور مختلف ابواب کے مواد کی جانچ اور ان کی ترتیب کے بعد مسودہ پر نظر ثانی اور نظر ثالث کیلئے جس مشقت کو خندہ پیشانی سے قبول فرمایا اس کے لئے راقم کما حقہ اظہار تشکر سے قاصر ہے پروفیسر صاحب موصوف نے صحیح معنوں میں رہنمائی اور نگرانی کا حق ادا کیا ہے اور راقم کو ہر

Marfat.com

بنیامین ابن یعقوب علیہ السلام تک پہنچتا ہے آپ کا ددھیال علمی وادبی اعتبار سے اور ننھیال بھی بڑی شہرت رکھتا ہے۔ آپ کی پرورش انتہائی مہذب اور علمی ماحول میں ہوئی۔ آپ کے جد کریم حضرت منور خان علیہ الرحمہ گردیزی افغانستان سے ہجرت کر کے بستی اجھیانی میں مقیم ہوئے۔ آپ کے دادا محترم مولانا منور خان اپنے علاقہ کے معززین میں شمار ہوتے تھے۔ آپ فارسی کے زبردست عالم تھے۔ حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان کے والد محترم مولانا محمد یار خان اپنے وقت کے متبحر عالم دین تھے۔ آپ کو تین مرتبہ بحالت بیداری حضور اقدس ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے اپنے علاقہ میں ایک شاندار مسجد تعمیر فرمائی اور تا عمر اس کی امامت اور خطابت فی سبیل اللہ کی[1]۔

حلیہ: آپ کا رنگ سفید سرخی مائل، قد پانچ فٹ گیارہ انچ، داڑھی گھنی چار انگل لبی

لباس: آپ شلوار قمیض یا کرتا پائجامہ پہنتے تھے کبھی کپڑے کی ٹوپی کبھی ترکی اکثر عمامہ استعمال کرتے تھے۔

تسمیہ خوانی

حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان تین سال گیارہ ماہ ایک دن کے ہوئے تو آپ کی تسمیہ خوانی خاندانی رسم و رواج کے مطابق ۱۸۹۸ء/۱۳۱۸ھ بدایوں شریف کے ایک بڑے بزرگ عبدالقدیر میاں کے ذریعہ ہوئی۔ اس وقت موسم بہار کی پہلی بارش ہلکی ہلکی ہو رہی تھی۔ حضرت مفتی صاحب نے قرآن مجید، دینیات، فارسی اور درس نظامی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد سے پائی۔ آپ ۱۳۲۵ھ میں اوجھیانی سے نکل کر بدایونی شہر کے مدرسہ شمس العلوم میں داخل ہوئے جہاں آپ نے تین سال تک علامہ قدیر بخش بدایونی کی نگرانی میں تعلیم حاصل کی۔ والیان ریاست کے قائم کردہ ادارہ دارالعلوم مینڈھو میں ملا حسن تک کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۳۲ھ میں اپنے چچازاد بھائی کی وساطت سے جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں داخل ہوئے۔

۱۔ مکتوب بنام راقم مورخہ ۱۹۹۴،۸،۲۷

marfat.com

Marfat.com

شکار ہوا اور حضرت مفتی صاحب کو بھی پریشانیاں لاحق ہو گئیں تو مجبوراً دار العلوم چھوڑ کر اپنے وطن اوجھیانی چلے گئے۔ صدر الافاضل نے دوبارہ انہیں جامعہ نعیمیہ طلب کیا اور تدریسی خدمات سپرد کر دیں۔ اسی سال شیخ المشائخ حضرت شاہ سید علی حسین صاحب اشرفی میاں کی دعوت پر دار العلوم اشرفیہ کچھوچھہ تشریف لے گئے۔ کچھوچھہ شریف میں حضرت مفتی صاحب تین سال تک رہے یہیں مفتی صاحب کی بڑی صاحبزادی تولد ہوئیں پھر بعض وجوہات کی بنا پر جامعہ اشرفیہ چھوڑ کر اپنے وطن چلے گئے۔ اس کے بعد صدر الافاضل نے علامہ سید ابوالبرکات کی وساطت سے آپ کو بھکھی ضلع گجرات (پاکستان) سید جلال الدین شاہ کے دار العلوم میں (دار العلوم جلال الدین شاہ) روانہ کیا۔ مگر حضرت مفتی صاحب کو یہاں کوئی دلبستگی پیدا نہ ہو سکی۔ آب و ہوا راس نہ آئی۔ اس لئے وہ وطن جانے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ مگر سید محمود شاہ ابن پیر سید ولایت شاہؒ نے سید ابوالبرکات صاحب کی وساطت سے حضرت مفتی صاحب کو "دار العلوم انجمن خدام الصوفیہ" (گجرات پاکستان) کو جانے کے لئے آمادہ کر لیا۔ وہ گجرات کیا گئے کہ گجرات ہی کے ہو کر رہ گئے۔ "علم المیراث" کے علاوہ حضرت مفتی صاحب کی تمام تصنیفات و تالیفات اسی دار العلوم انجمن خدام الصوفیہ میں تصنیف ہوئیں۔ یہ دور حضرت مفتی صاحب کی زندگی میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

خود حضرت مفتی احمد یار خان کا ارشاد ہے کہ:

> "تدریس سے تصنیف زیادہ مشکل کام ہے اور ہمارے پہلے استاذ جامعہ نے ہمیں مدرس بنا دیا اور دوسرے استاد جامعہ نے ہمیں مصنف بنا دیا۔"[1]

یعنی یہاں آپ کا اشارہ مولانا مشتاق احمد میرٹھی اور صدر الافاضل سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی کی طرف ہے۔

۱۔ مکتوب بنام راقم از مفتی اقتدار احمد خان

Marfat.com

کراتے۔ عموماً بارہ رکعت نفل، وتر، پھر دو رکعت نفل بیٹھ کر ادا فرماتے تھے۔ باقی تمام نوافل ہمیشہ کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے۔ سنت فجر گھر میں ادا کرتے اور سب گھر والوں کو جگا دیتے اور فرماتے کہ ہر نماز کے وقت گھر میں عید کا سا سماں ہونا چاہئے۔ جب تک بجلی نہ تھی ہر کمرہ میں چراغ یا لالٹین روشن کر دی جاتی تھی۔ مستورات اور بچیاں اپنے اپنے کمروں میں نماز ادا کرتیں۔ پھر قدرے بلند آواز سے تلاوت قرآن مجید کا حکم تھا اس آواز سے گھر میں دھوم مچ جاتی۔ سنت فجر پڑھ کر اپنے دونوں صاحبزادوں کو ساتھ لے کر مسجد جاتے اور باجماعت نماز ادا فرماتے۔ باجماعت نماز کا عشق تھا۔ سفر میں بھی دو آدمی ساتھ رکھتے تاکہ اسٹیشن یا بس کے اڈہ پر اگر نماز کا وقت آ جائے تو نماز باجماعت ادا کر سکیں۔ پابندیٔ وقت کی اتنی سختی تھی کہ ضرب المثل بن چکی تھی۔ لوگ آپ کے چلنے پھرنے سے گھڑیاں ملاتے تھے بعد نماز فجر درس قرآن مجید فرماتے تھے۔ آدھا گھنٹہ، درس حدیث پاک، مشکوٰۃ شریف پندرہ منٹ، چالیس سال میں ایک مرتبہ قرآن مجید اس طرح ختم فرمایا کہ آپ ہر آیت میں گیارہ چیزیں بیان فرماتے تھے۔ ا۔ لفظی ترجمہ، ۲۔ بامحاورہ ترجمہ، ۳۔ شان نزول، ۴۔ ربط آیات (تعلق آیات)، ۵۔ تفسیری نحوی، ۶۔ تفسیر عالمانہ، ۷۔ خلاصۂ تفسیر، ۸۔ فوائد آیت، ۹۔ مسائل فقہی، ۱۰۔ اعتراضات و جوابات، ۱۱۔ تفسیر صوفیانہ۔ درس کے بعد گھر تشریف لا کر مختصر ناشتہ کرتے۔ پھر کچھ لکھتے تفسیر، خطوط کے جواب یا فتوے یا شرح حدیث یا کوئی اور کتاب۔ پھر طلباء کی تعلیم کا وقت ہو جاتا۔ ہر روز صبح 9 بجے تا ایک بجے دن مدرسہ میں پڑھاتے۔ پھر بعد نماز ظہر مسجد میں دس منٹ چہل قدمی فرماتے ہوئے وظیفہ پڑھتے رہتے تھے۔ ایک بجے گھر تشریف لا کر کھانے سے فارغ ہو کر دن ڈھائی بجے تک قیلولہ کرتے، سردیوں کے موسم میں دو بجے تک پھر اٹھ کر وضو کرتے۔ ہر وضو میں تقریباً دو منٹ مسواک کرتے۔ مسواک ہمیشہ مدینہ منورہ کی ہوتی۔ پھر مدرسہ تشریف لا کر ایک پارہ قرآن مجید تلاوت کرتے۔ ایک حذب

Marfat.com

تاریخ یاد نہ رہی۔ ڈائری اور مدرسہ کا روزنامچہ لکھنے میں دقت پیش آئی اور حضرت کی ناراضگی کا خوف دامن گیر تھا۔ کسی نے مشورہ دیا کہ فلاں کسان سے جا کر پوچھو۔ طلباء حیران ہوگئے۔ جب اس سے جا کر پوچھا تو کسان نے صحیح دن اور تاریخ بتادی کہ آپ فلاں اتوار کو گئے ہیں۔ آج پچیس دن ہوگئے ہیں۔ طلبہ نے حیرت سے پوچھا کہ تم کو کس طرح علم ہوا؟ تو کہنے لگا کہ میں نے اس دن سے حضرت کو یہاں سے گذرتے نہیں دیکھا۔

آپ نے اپنی زندگی میں بہت دور دراز کا سفر بھی کیا۔ جیسے بنگلہ دیش، حجاز مقدس، بیت المقدس، عراق، ایران، ملک شام وغیرہ وغیرہ۔ دوران سفر آپ کے پاس دو عدد جیبی گھڑیاں، قطب نما، چھوٹی گول کنگھی، چھوٹا سا چاقو، تھوڑے پیسوں کا بٹوہ، چھوٹی سی قینچی، مسواکیں، قلم، پنسل، نیل کٹر، چھوٹی سی کاپی، جنتری، عطر کی شیشی اور مدینہ منورہ کی چند الائچیاں۔ مصری کے چند ڈلے وغیرہ چیزیں ہوتیں۔ آپ کے ہمراہ سفر میں نماز کے لیے لوٹا، بڑا چوڑا مصلیٰ اور ایک دری نماز میں پچھلی صف کے لئے ضرور ہوتی۔ سفر ہو کہ حضر تا زندگی ایک وقت کی بھی نماز باجماعت قضا نہیں ہوئی۔ آپ کی زندگی میں پابندیٔ وقت سنت نبوی ﷺ کا عملی نمونہ تھا۔ نماز باجماعت کے بڑی سختی سے پابند تھے۔ تکبیر اولیٰ فوت نہ ہونے دیتے تھے۔ سفر و حضر ہر حالت میں تہجد بھی پڑھا کرتے تھے۔ اکثر و بیشتر درود شریف کا ورد کیا کرتے تھے۔ یہ ان کی روحانی غذا کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ گفتگو کے دوران جب ان کا مخاطب بات کرتا تو اس وقفہ میں وہ درود شریف پڑھ لیا کرتے تھے۔

لوگوں کے آپسی تنازعات کا تصفیہ کرنے میں ان کو خداداد ملکہ حاصل تھا۔ لوگ آپس میں لڑ کر کٹ لٹ مرنے کے لئے تیار ہو جاتے لیکن جب معاملہ حضرت صاحب کی عدالت میں پہنچتا تو ایسا شاندار فیصلہ فرماتے کہ فریقین خوش ہو کر آپس میں مل جل کر زندگی گذارنے کا حوصلہ لے کر جاتے۔

Marfat.com

سیرت واخلاق

آپ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ تلامذہ میں بیٹھ کر بھی اجنبی کے لئے آپ کو پہچاننا مشکل تھا۔ آپ اگر کسی شہر میں دعوت کیلئے جاتے تو اکثر استقبال کرنے والوں کو پوچھنا پڑتا کہ حضرت حکیم الامت کون ہیں۔آپ مستجاب الدعوات تھے۔وعدہ کرنے سے پرہیز فرماتے اگر کرلیا تو پورا کرنا فرض سمجھتے۔تمام عمر کسی سے نہ قرض لیا نہ کسی کو دیا۔اگر کسی نے مانگا تو اس کی ضرورت بطور ہدیہ پوری کردی اور کبھی رقم واپس نہ لی۔آپ نے اپنے مدرسے کے لئے بھی کبھی کسی سے چندہ نہیں مانگا لوگ خود لا کر مدرسے کی خدمت کر کے دارین سنوارتے۔

حضرت صاحب کی زندگی کا نہایت روشن و بے داغ باب آپ کی پوری زندگی بادوستاں تلطف بادشمناں مدارا۔وہ سراپا شرافت ومحبت اور پیکر کے خلوص تھے آپ کی ذات حسن و خلق،نیکی وپاکیزگی خلوص کی تصویر تھی بڑوں کا ادب چھوٹوں سے شفقت،امیر وغریب سے مساوی سلوک کرتے۔وہ بڑے ہی روشن خیال وسیع النظر فراخ دل آدمی تھے وہ حقیقی معنی میں دین وملت کیلئے بنے تھے اور اسی کیلئے وقف ہو کر رہ گئے۔آپ کے شمائل وخصائل کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔آپ کو کبھی دنیوی جاہ وثروت کا خیال نہیں آیا۔ان میں وہ تمام اوصاف ملتے ہیں جو ملت کے سچے بہی خواہ میں ہوتے ہیں۔ہمیشہ اپنی تالیفی وتصنیفی مصروفیت کے آگے زندگی کی آرام وآسائش کو تجدیا ان کا مطمح نظر نہایت بلند تھا حکمت، وقار،تحمل،بردباری ان کے مزاج کا حصہ تھا۔وہ واقعی بلند پایہ شخصیت مرد مجاہد صاحب جلال تھے،جن کا فیض سب کیلئے عام تھا،ان کی عظمت وبزرگی کا سب سے بڑا ثبوت یہی ہے کہ وہ بے لوث خادم قوم وملت تھے۔غرض وہ تمام جواہر ومحاسن جو ایک بزرگ کامل میں ہوتے ہیں وہ سب کچھ آپ کی ذات میں پائی جاتی ہیں۔

طریقۂ درس: حکیم الامت مفتی احمد یار خان کا طریقہ درس بھی انوکھا تھا خواہ وقت تعلیم ہو کہ وقت اعلام رموز واسرار خداداد نکات سے پر ہوتا آپ کا طریقہ درس سے متعلق

Marfat.com

مثل نہیں ہو سکتا۔ مثل کا معنی برابر یعنی میں تم سب کی مثل ہوں تمہاری صفات میرے پاس ہیں۔ طاقت قوت بھی علم وغیرہ وغیرہ مگر میری صفات شان وقوت بھی تمہارے پاس نہیں۔"

"مکتوب بنام راقم"

لقب: حکیم الامت کا لقب آپ کو ۱۹۵۷ء میں حاشیہ قرآن مجید لکھنے پر پیر سید معصوم شاہ صاحب نوشاہی قادری مالک نوری کتب خانہ لاہور کی تحریک پر پاکستان کے جید علماء اکرام نے متفقاً تجویز فرمایا اور ہندوستان کے علماء اہلسنت نے اس لقب کو تسلیم کیا اور پہلی بار آپ کے حاشیۂ القرآن مسمّٰی "نور العرفان" سرورق پر طبع ہوا۔ ان علماکرام کے اسماء گرامی جنہوں نے حکیم الامت کے لقب سے نوازا۔

۱: پیر سید معصوم شاہ نوشاہی

۲: سید ابولکمال برق نوشاہی

۳: شیخ الحدیث عبدالغفور ہزاروی

۴: شیخ الحدیث حضرت مولانا سردار احمد

۵: حضرت غزالی زماں مولانا سید احمد سعید کاظمی شاہ

۶: حضرت پیر سید محمد حسین شاہ ابن سید امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری (حیدر آباد دکن پاکستان)

۷: حضرت بابو جی گولڑہ شریف

۸: حضرت قاری احمد حسین رہتکی خطیب اعظم عیدگاہ گجرات

۹: صاحبزادگان حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی[1]

---

[1] مکتوب بنام راقم

Marfat.com

تلامذۃ

حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان کے نامور شاگردوں کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) مولانا سید مختار اشرف صاحب کچھوچھوی عرف محمد میاں (۲) مولانا حافظ محمد فاضل صاحب نعیمی لاہور (۳) مولانا عبدالکریم صاحب مغلت گنج بنگلہ دیش (۴) مولانا عبدالقدیر صاحب، چٹاگانگ (۵) صاحبزادہ مفتی مختار احمد خان (۶) صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان (۷) مولانا لیاقت حسین صاحب بنگلہ دیش (۸) مولانا سید مسعود الحسن صاحب چورہ شریف (۹) حافظ الحدیث مولانا سید جلال الدین شاہ صاحب بھکھی گجرات (۱۰) مولانا ریاض الحسن صاحب سنبھل بھارت (۱۱) مولانا نذر محمد صاحب خطیب سلانوالہ (۱۲) مولانا محمد ادریس صاحب ماریشس افریقہ (۱۳) مولانا غلام علی صاحب اوکاڑوی (۱۴) مولانا حافظ سید غنی شاہ صاحب گجرات (۱۵) مولانا حامد علی شاہ صاحب چورہ شریف (۱۶) مولانا سید محمود شاہ صاحب گجرات (۱۷) مولانا حکیم غلام سرور صاحب سرگودھا (۱۸) مولانا سید فضل شاہ صاحب گجرات (۱۹) مولانا قاری محمد رفیع صاحب ہریاوالہ گجرات (۲۰) مولانا نذیر حسین صاحب خطیب شاہ دولہ گجرات (۲۱) مولانا عبداللطیف صاحب قادری تکوآنی (۲۲) مولانا عبداللطیف صاحب خطیب سائیں کانواں والا (۲۳) مولانا سید محمد قاسم صاحب خطیب بری امام راولپنڈی (۲۴) مولانا محمد بشیر صاحب ضلعی خطیب اوقاف گجرات (۲۵) مولانا حافظ غلام محی الدین سائل فاروقی (۲۶) مولانا زاہد صدیقی لاہور (۲۷) مولانا الشاہ محمد عارف اللہ قادری میرٹھی (۲۸) قاری احمد حسین رہتکی (۲۹) مولانا سید حمید شاہ صاحب گجرات (۳۰) خطیب اہلسنت سید حامد علی شاہ گجرات (۳۱) پیر طریقت حاجی احمد شاہ صاحب (۳۲) مفتی وقار الدین صاحب چاٹگام مشرقی پاکستان (۳۳) مولانا حافظ سید علی صاحب (۳۴) صاحب زادہ سید ایوب علی شاہ چورہ شریف (۳۵) مولانا سید حامد علی جیدھر شریف (۳۶) مولانا سید ارشاد حسین

Marfat.com

جلد چہارم چوتھا پارہ صفحات ۶۴۶ پر مشتمل

جلد پنجم پانچواں پارہ صفحات ۵۸۷ پر مشتمل

جلد ششم چھٹا پارہ صفحات ۷۲۶ پر مشتمل

جلد ہفتم ساتواں پارہ صفحات ۸۴۴ پر مشتمل

جلد ہشتم آٹھواں پارہ صفحات ۷۴۳ پر مشتمل

جلد نہم نواں پارہ صفحات ۶۸۸ پر مشتمل

جلد دہم دسوں پارہ صفحات ۵۶۸ پر مشتمل

جلد یاز گیارھویں پارہ صفحات ۵۶۸ پر مشتمل [1]

۷۔ اسلامی زندگی ۱۳۶۳ھ	شادی بیاہ، ختنہ، عقیقہ، مختلف تقریبات میں رائج رسوم کا تفصیلی ذکر بیان کر کے ان کی خرابیاں بتائی گئی ہیں
۸۔ ضمیمہ شان حبیب الرحمٰن ۱۳۶۵ھ	یہ شان اولیاء و شہداء میں لکھا گیا ہے یہ بھی درحقیقت شان مصطفےٰ ﷺ ہے
۹۔ سلطنت مصطفےٰ ۱۳۶۷ھ	خدا کے ملک میں ساری کائنات پر محمد مصطفےٰ ﷺ کی شہنشاہی کا ثبوت اور نظام مصطفےٰ جاری ہے اس پر مدلل دلائل موجود ہیں
۱۰۔ اسرار الاحکام بانوار القرآن ۱۳۶۸ھ	مختلف اسلامی مسائل کی عقلی حکمتیں سوال و جواب کے انداز میں پیش کی گئی ہیں
۱۱۔ رحمت خدا بوسیلۂ اولیاء اللہ ۱۳۷۱ھ	اس میں استعانت، استمداد پر دلائل دیے گئے ہیں۔

۱۔ اس سے آگے پارہ ۱۹، ۱۱ اور ۲۰ تک تصنیف اقتدار احمد خان کو سعادت حاصل ہوئی

Marfat.com

۲۰۔ سفرنامے حج وزیارت ۱۳۸۲ھ	جس میں بیت المقدس، جبل ابدال کا پہاڑ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت وغیرہ کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ فلسطین اور مقبوضہ اسرائیلی علاقے
۲۱۔ اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں ۱۳۸۴ھ	اللہ، رسول، نبی، ایمان سے متعلق بحث اور لوازمات نبوت کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔
۲۲۔الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول	اہلبیت اطہار کی عظمت شان ثابت کی گئی ہے
۲۳۔ ضمیمہ جاء الحق وزھق الباطل	۱: قہر کبریا بر منکر عصمت انبیاء، تلافی
موضوع نام سے ظاہر ہے	۲: الادلة فی حکم الطلاق الثلاثة
	۳: لمعات المصابیح علی رکعات التراویح
تقریری کتب مختلف آیات پر تفسیری تقریریں	۱: درس القرآن، ۲: نئی تقریریں، ۳: مواعظ نعیمیہ، ۴: اول، دوئم، سوئم

غیر مطبوعہ

حاشیہ صدرا	فلسفہ پر	بزبان عربی
حاشیہ حمد اللہ	علم منطق پر	بزبان عربی
انشراح بخاری	قواعد نحویہ پر	
نعیم الباری شرح بخاری شریف (عربی)	مکمل شرح	
رسالہ تصوف	تصوف پر	

ان کے علاوہ متعدد نصابی کتب پر حواشی تا حال غیر مطبوعہ ہیں۔

حضرت مفتی احمد یار خان کی بہت ساری کتابیں تقسیم ہند کے وقت ہجرت کی وجہ سے ضائع ہوگئیں ور جو کچھ باقی ہیں بے احتیاطی کی وجہ سے قابل اشاعت نہیں رہیں کئی کتابیں کرم خوردہ ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

وصال

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نے اپنی ساری زندگی دین حق کے لئے وقف کر دی وہ تا حیات تبلیغ وتدریس، تعلیم واعلام میں معروف رہے۔ آپ کی لوح حیات نہایت ہی تابناک اور قابلِ رشک رہی ہے۔

"آپ کے ہو کر جئیں ہم نام نامی پہ مریں ہم
جب قیامت میں اٹھیں ہم عرض اس طرح کریں ہم
عرض ہے سالک کی آقا جانکنی کا ہو یہ نقشہ
سامنے ہو پاک روضہ اور لبوں پر ہو یہ کلمہ" ؎

وہ آخری ایام زندگی میں بیمار ہو کر لاہور ہسپتال میں داخل ہوئے۔ ۳ رمضان المبارک بروز اتوار بعد نماز ظہر ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو گجرات پاکستان میں داعی اجل کو لبیک کیا اور موت کی آغوش میں سو گئے۔ جہاں انہوں نے برسہا برس درس قرآن وحدیث دیا اسی کمرہ میں ان کی آرام گاہ بنی جو مرجع خلائق ہے۔

حضرت مفتی احمد یار خان کی مفارقت سے تمام اسلامی ممالک میں غم کی لہر دوڑ گئی بلکہ عالم اسلام کی عظیم ہستی کی رحلت سے خلا پیدا ہو گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو جو ذہن عطا کیا تھا۔ جو قوتِ تفہیم عطا فرمائی تھی جو فراست روحانی ہی تھی، رب قدیر نے ان کو بے مثال کمالات وفضائل اور علمی اور عملی اوصاف سے نوازا تھا۔ آپ نے ان کے استعمال میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آپ کی زبان وبیان برگ گل کی طرح نرم اور خون جگر کی طرح گرم ہوتی تھی۔

مت، سہل انہیں سمجھو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

Marfat.com

کیفیت پیدا کرتی ہے ان کی تحقیقی وسعتوں کا اندازہ لگانا مشکل کام ہے وہ تحقیق کے میدان کے یکتا ہیں۔ انہوں نے جس طرف بھی رخ کیا قلم اٹھایا خواہ وہ کیسا ہی میدان کیوں نہ ہو تشنگان علم وادب کو سیراب کر دیا انہوں نے حقائق بیان کرنے میں صداقت وصرافت سے بھی کام لیا ہے۔ جس کی وجہ سے مہارت اور مجتہدانہ بصیرت نمایاں ہوگئی ہے۔ انہوں نے اپنی صلاحیت کو بروئے کار لاکر میدان علم وفن میں عظیم الشان کارنامہ انجام دیا۔

محمد فاروق رضا رضوی قادری مدرس الجامعۃ الاسلام گنج قدیم رامپور (یوپی) حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان کے متعلق لکھتے ہیں:

''چودھویں صدی ہجری ختم ہو چکی ہے۔ اس صدی میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں نابغۂ روزگار ہستیاں عالم رنگ و بو میں اپنے علم وفضل، زہد وتقویٰ اور رشد وہدایت کے نقوش ثبت فرما کر عالم جاودانی کو تشریف لے گئیں۔ ان حضرات میں حکیم الامت حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی بدایونی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت بہت نمایاں اور ممتاز نظر آتی ہے۔ انہوں نے اپنے پیچھے تصانیف کا گراں قدر ذخیرہ یادگار چھوڑا۔ برصغیر ہند وپاک کے علماء نے ان کے جلالت، علم اور فضل وکمال کا سکہ تسلیم کیا۔''

آپ کی شرح ''مشکوٰۃ المصابیح مرأت المناجیح'' کے متعلق فاضل شہیر مولانا فاضل خان اختر شاہ جہاں پوری (مترجم بخاری شریف، ابوداؤد شریف، ابن ماجہ شریف) لکھتے ہیں:

''حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان'' بدایونی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ، پاکستان المتوفی ۱۳۹۱ھ نے ذوالمرأت کے نام سے مشکوٰۃ شریف کی جو روح

Marfat.com

دین کی خاطر انہیں زندگی بھر متحرک وفعال رکھا۔"[1]

حافظ محمد عارف قادری ٹیچر پبلک ہائی اسکول گجرات (پاکستان) حضرت حکیم الامت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"کیا ہی مبارک تھی وہ گھڑی جب مولانا الحاج حضرت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی بدایونی گجرات میں رونق افروز ہوئے۔ جناب نے صوبۂ پنجاب میں تشریف لا کر زبان وقلم کے ذریعہ گجرات ہی نہیں بلکہ سارے پنجاب میں روشنی پھیلا دی۔ آپ کے فیض قلم سے پنجاب ہی نہیں بلکہ دیگر صوبے بھی مستفیض ہوئے۔"[2]

حافظ ظہیر الدین قادری مدیر اعلیٰ ماہنامہ استقامت ڈائجسٹ کانپور لکھتے ہیں:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مفتی صاحب کا یہ علمی کارنامہ رہتی دنیا تک تاریخ کے زرین صفحات پر نقش جاوداں کی صورت میں ہمیشہ زندہ وتابندہ رہے گا۔"[3]

۱۔ دیوان سالک صفحہ ۷

۲۔ مواعظ نعیمیہ حصہ اول صفحہ ۲

۳۔ مشکوٰۃ المصابیح مرآۃ المناجیح جلد اول صفحہ ۲

Marfat.com

وَجْہَ کے معنی چہرہ۔ یَد کے معنی ساتھ۔ اِستوی کے معنی برابر ہوتا ہے مگر یہ چیزیں رب کی شان کے لائق نہیں لہٰذا متشابہات میں سے ہیں۔ اس قسم کی آیتوں پر ایمان لانا ضروری۔ مطلب بیان کرنا درست نہیں۔ [1]

بعض آیات وہ ہیں جو اس درجہ کی مخفی نہیں۔ انہیں قرآنی اصطلاح میں محکمات کہتے ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ

رب وہ ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری اس کی کچھ آیات محکم واضح وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں۔ گمراہی کا فتنہ چاہنے اور اس کے ڈھونڈنے کو اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے۔

ان محکمات میں بعض آیات وہ ہیں جن کے معنی بالکل صاف وصریح ہیں۔ جن کے سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ؕ فرما دو وہ اللہ ایک ہے۔ انہیں نصوص قطعیہ کہا جاتا ہے اور بعض آیات وہ ہیں۔ جن میں نہ تو متشابہات کی سی پوشیدگی ہے کہ ذہن کی رسائی وہاں تک نہ ہو سکے نہ نصوص قطعیہ کی طرح ظہور ہے کہ تامل کرنا ہی نہ پڑے۔ اس قسم کی آیتوں میں تفسیر کی ضرورت ہے بغیر تفسیر کے صرف ترجمہ کبھی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔ [2]

۱۔ مقدمہ "علم القرآن" صفحہ نمبر ۹ مصنف حکیم الامت مفتی احمد یار خان

۲۔ مقدمہ "علم القرآن" حکیم الامت مفتی احمد یار خان

Marfat.com

نقل کی ضرورت ہو۔ تفسیر بالرائے حرام ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

"قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِی الْقُرآنِ بِرَایِہٖ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ وَفِی رِوَایَۃٍ مَنْ قَالَ فِی الْقُرآنِ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ"[1]

(رواہ الترمذی)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانہ آگ سے بنائے اور ایک روایت میں ہے کہ جو قرآن میں بغیر علم کے کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانہ آگ سے بنائے۔

جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے اور اگر صحیح بھی کہے تب بھی وہ خطا کار ہے تفسیر قرآن کے مختلف مراتب ہیں۔

۱: تفسیر قرآن بالقرآن، ۲: تفسیر قرآن بالحدیث، ۳: تفسیر قرآن صحابۂ کرام خصوصاً فقہاءِ صحابہ اور خلفاراشدین کے قول سے، ۴: تفسیر قرآن تابعین یا تبع تابعین کے قول سے۔

علم تفسیر عطاء الٰہی ہے اس کے لئے لازم ہے کہ ایک مفسر ایسا عالم ہو جو راسخ فی العلوم ہو، نیز قلب صالح رکھتا ہو۔

چنانچہ حدیث میں آیا ہے:

''کہ قلب مصنف جب صلاحیت پر ہوتا ہے تو تمام جسم صالح ہو جاتا ہے اور اس کے فساد سے تمام جسم فاسد ہوتا ہے اور قلب کی اعلیٰ اصلاح یہ کہ اس میں اعتقاد راسخ موافق سنت واجماع سلفؒ ہو کہ یہی

---

۱ ''مراۃ کتاب العلم'' الفصل الثانی' جلد اول صفحہ ۲۰۷ تا ۲۰۸

marfat.com

Marfat.com

علم ودلیل کے تفسیر کرنا، حرام بلکہ قریب کفر ہے۔"

ان پندرہ علوم میں سے بارہ علوم ناسخ ومنسوخ سے متعلق ہیں۔

اردو میں تفسیر "موضح القرآن" سے لے کر عہد حاضر تک بہت تفاسیر لکھی گئیں ہیں۔ کسی کی تحریر میں فصاحت وبلاغت ہے کسی نے مسائل کو موضوع بنایا۔ کسی نے شان نزول پر پوری توجہ صرف کر دی۔ کسی کی توجہ صرف صَرف ونحو پر رہی۔ جن مفسرین نے تمام پہلوؤں اور ناسخ ومنسوخ آیات متشابہات، محذوفات پر نہایت عبور کے ساتھ قلم اٹھایا ان میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان کا مقام ومرتبہ بہت بلند ہے۔

آپ کی تفسیر "تفسیر نعیمی" اردو تفسیر کے ذخیرے میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ اس تفسیر کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ اس میں کوئی گوشہ تشنہ نہیں معلوم ہوتا ہے۔ حضرت قبلہ صاحب کو علوم عقلیہ، نقلیہ وفروعیہ پر عبور حاصل تھا آپ کی تفسیر عالمانہ بھی ہے عاشقانہ بھی عارفانہ بھی ہے صوفیانہ بھی۔ آپ نے نہایت کمال فن کے ساتھ آیات کی شان نزول، سورۂ مبارکہ کے مختلف نام، ناسخ ومنسوخ آیات سے آیات کا ربط وتعلق، آیات کی تعداد اور رموز و اسرار کی توضیح فرمائی نیز معترضین کے اعتراضات کے مسکت جوابات بھی دیے ہیں۔

حضرت صاحب کو مفسر کی ذمہ داریوں کا بھرپور احساس تھا۔ وہ لکھتے ہیں، مفسرین کا کام آیات قرآنی سے متعلق تمام تفسیری، تاویلی تحریفی، تعبیری فرق کو مدِ نظر رکھنا ہے اور تفسیر میں تمام آیٰت میں اقوال نقل کر دینا[1] یہ تمام پہلو خود آپ کی تفسیر میں ملیں گے۔

حضرت مفتی احمد یار خان ایک ممتاز مفسر ہیں انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ فنِ تفسیر میں صرف کر دیا۔ انہوں نے دیگر تفاسیر میں جو اغلاط پائے ہیں ان کی نشاندہی ہی نہیں بلکہ قوی دلائل سے ان کی تردید بھی کی ہے۔ آپ نے اصول تفسیر سے کہیں سرمو انحراف نہیں کیا۔

۱۔ "تفسیر نعیمی" پارہ پندرہ صفحہ ۳

marfat.com

Marfat.com

تعریف فرمانے والا۔ کس کی؟ اپنے محبوب ﷺ کی۔"[1]

اسی "الحمد" سے متعلق توضیح فرماتے ہوئے شیخ التفسیر والحدیث اس طرح تفسیر لکھتے ہیں۔

"پہلی تمام توجیہوں کی بنا پر اس آیت میں اللہ محمود ہے اور ساری مخلوق یا نبی ﷺ اس کے حامد۔ اس آخری توجیہ کی رو سے حضور ﷺ محمود ہیں اور اللہ حامد۔ تو یہ آیت جس طرح حمد خدا ہے اسی طرح نعت مصطفیٰ ﷺ بھی ہے۔"[2]

"الحمد للہ" کی تفسیر صوفیانہ میں شیخ التفسیر والحدیث نے محمد رسول اللہ کی رسالت پر زبردست استدلال کرتے ہوئے مسئلہ وحدت الوجود کا حل بھی پیش کیا۔

"صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللہ صرف حق تعالیٰ موجود ہے۔ دنیا کی باقی سب چیزیں اس کا سایہ اور اعتبار ہیں .... حقیقت محمدیہ اس کا اعتبار اول باقی سارا عالم اس کے اعتبارات............ اسی طرح حقیقی نور حق تعالیٰ (اَللہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) حقیقت محمدیہ پہلا مخلوقی نور لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللہ سے حضور ﷺ کے ذرے ذرے میں موجود ہونے کا مسئلہ حل ہو گیا۔ اسی مسئلہ کو صوفیائے کرام، مسئلہ موجود وحدت الوجود کہتے ہیں۔"

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ،کی تفسیر میں۔ شیخ التفسیر والحدیث حکیم الامت مفتی احمد یار خان نے ھدایت کے اقسام بیان فرما کر نبی و رسول کے اثبات میں استدلال

[illegible]

Marfat.com

جو کچھ چاہے یا بندوں کے اعمال کا حافظ تا کہ نامۂ اعمال دینے لینے میں غلطی نہ ہو یا روز حساب کا قاضی کی بندوں کے درمیان حق حکم کرے یا روز جزا میں جزا دینے والا۔"[۱]

تفہیم القران میں ہے۔ روز جزا کا مالک:

"یعنی اس دن کا مالک جب کہ تمام اگلی پچھلی نسلوں کو جمع کر کے ان کے کارنامۂ زندگی کا حساب لیا جائیگا اور ہر انسان کو اس کے عمل کا پورا صلہ یا بدلہ مل جائے گا۔"[۲]

تفسیر ماجدی میں ہے۔ مالک روز جزا کا:

"قرآن مجید کے ایک لفظ مالک میں ان سب باطل عقائد کی تردید آ گئی یَوْمِ الدِّیْن ، دین کے لفظی معنی جزا یا بدلہ کے ہیں۔ الدین الجزاء (کبیر) اللہ تعالیٰ مالک تو آج بھی ہے روز جزا کے ساتھ تخصیص کا مطلب یہ ہے کہ اس روز اس کی صفت مالکیت کا مشاہدہ وتحقیق بڑے سے بڑے منکر کو ہو کر رہے گا۔"[۳]

تفہیم القرآن میں ہے۔

مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ٥ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ٥

روز جزا کا مالک۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

"یعنی اس دن کا مالک جب کہ تمام اگلی پچھلی نسلوں کو جمع کر کے ان کے کارنامۂ زندگی کا حساب لیا جائیگا اور ہر انسان کو اس کے عمل کا پورا

۱۔ "تفسیر قادری" صفحہ ۳

۲۔ "تفہیم القرآن" صفحہ ج

۳۔ "تفسیر ماجدی" صفحہ ۴

marfat.com

Marfat.com

وہ جزا کو اعمال کا قدرتی نتیجہ اور مکافات قرار دیتا ہے۔"[1]

اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

مالک روز جزا کا

"جو مالک ہیں روز جزا کے (مراد قیامت کا دن ہے جس میں ہر شخص اپنے عمل کا بدلہ پاوے گا)۔"[2]

تفسیر مظہری میں ہے:

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

مالک انصاف کے دن کا[3]

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

جو مالک ہیں روز جزا کا

"قیامت کے دن کے ساتھ اس کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس دن تو کوئی ملکیت کا دعویدار بھی نہ ہوگا۔ يَوْمِ الدِّيْنِ سے مراد مخلوق کے حساب کا یعنی قیامت کا دن ہے جس دن تمام بھلے برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔"[4]

صدر الافاضل سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ کے متعلق رقم

۱۔ "ترجمان القرآن" جلد اول صفحہ ۱۱۳
۲۔ "اشرفی معارف القرآن" صفحہ ۶۸
۳۔ "تفسیر مظہری" صفحہ ۵
۴۔ "تفسیر ابن کثیر" (اردو ج ۱) صفحہ ۳۳ تا ۳۴

Marfat.com

ہوتا ہے آفتاب کی حرکت سے اور قیامت کے دن آفتاب کی حرکت نہ ہوگی اس لئے یوم سے مراد وقت یا زمانہ ہے۔

اس کو دین کا دن یا تو اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن تمام دینوں یعنی ملتوں کے فیصلے کیے جائیں گے۔ دنیا میں دیندار اور بے دین یکساں چل رہے ہیں ہر دین والا دین اس لئے اختیار کرتا ہے کہ اس دن نجات مل جائے۔ یا (دین) اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن کوئی دنیاوی کام نہ ہوگا۔"[1]

حکیم الامت مفتی یار خان حواشی تفسیر میں مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ: روز جزا کا مالک

"اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ ہر چیز کا خالق و مالک رب تعالیٰ ہے مگر اسے اعلیٰ مخلوق کی طرف نسبت کرنا چاہئے لہٰذا یہ نہ کہا جاوے ابو جہل کے رب بلکہ محمد رسول اللہ کے رب۔"[2]

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کے متعلق مختلف مفسرین کی تفسیروں کے عارفانہ مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت صاحب نے اپنی تفسیر میں بڑے ہی لطیف نکات بیان فرما کر افہام و تفہیم کا حق ادا کر دیا۔ اس تفسیر کی خوبی یہ ہے کہ اس میں ایجاز کا اعجاز ہے فصاحت کا جمال ہے۔ نیز یہ تفسیر معرفت کا گنجینۂ بے بہا ہے۔

شبیر احمد عثمانی دیوبندی اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی تفسیر میں لکھتے ہیں خدا کے مقبول

۱۔ "اشرف التفاسیر" جلد اول صفحہ ۵۷

نمبر ۲۔ "نور العرفان" صفحہ ۲

Marfat.com

(۱) پوجا اور پرستش (۲) اطاعت اور فرمانبرداری (۳) بندگی اور غلامی۔اس مقام پر تینوں معنی بیک وقت مراد ہیں.............

یعنی تیرے ساتھ ہمارا تعلق محض عبادت ہی کا نہیں ہے بلکہ استعانت کا تعلق بھی ہم تیرے ہی ساتھ رکھتے ہیں [۱]

تفسیر قادری کے مفسر اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں۔

"اِیَّاکَ نَعْبُدُ تجھی کو عبادت کرتے ہیں۔ہم بس اس واسطے کہ تیرا غیر عبادت کا مستحق نہیں۔

وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور خاص تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم تیری عبادت میں اور سب حاجتیں اور ضرورتیں برآنے میں۔" [۲]

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں۔

ترجمہ: اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

معنی یہ ہیں کہ اے خدا جو صفات مذکورہ کے ساتھ متصف ہے ہم خاص کر تیری بندگی کرتے اور تجھی سے توفیق اطاعت کے خواستگار ہیں بلکہ اپنے سارے چھوٹے بڑے کاموں میں تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ [۳]

"تفسیر ابن کثیر" ترجمہ اشرف علی صاحب تھانوی میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی تفسیر اس طرح ہے۔

۱۔ "تفہیم القرآن" صفحہ ۱/ج؛ ۲۔ "تفسیری قادری" صفحہ ۲

۳۔ "تفسیر مظہری" صفحہ ۱۲

Marfat.com

ترجمہ: ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

"نستعین کے جمع فرمانے سے معلوم ہوا کہ نماز جماعت سے پڑھنی چاہیے اگر ایک کی قبول ہو سب کی قبول ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقتاً مدد اللہ تعالیٰ کی ہے۔ جیسے حقیقتاً حمد رب کی ہے خواہ واسطہ سے ہو یا بلا واسطہ۔ عبادت صرف اللہ کی ہے۔ مدد لینا حقیقتاً اللہ سے ہے مجازاً اس کے بندوں سے۔ اس فرق کی وجہ سے ان دو چیزوں کو علیحدہ جملوں میں ارشاد فرمایا۔ عبادت اور مدد لینے میں فرق یہ ہے کہ مدد تو مجازی طور پر غیر خدا سے بھی حاصل کی جاتی ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ اور فرماتا ہے وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی لیکن عبادت غیر خدا کی کی ہی نہیں جا سکتی نہ حقیقتاً نہ مجازاً کیونکہ عبادت کے معنی ہیں کسی کو خالق یا خالق کے مثل مان کر اس کی بندگی یا اطاعت کرنا یہ غیر خدا کے لئے شرک ہے۔ اگر عبادت کی طرح دوسرے سے استعانت بھی شرک ہوتی۔ تو یہاں یوں ارشاد ہوتا۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَنَسْتَعِیْنُ اللہ کے نیک بندے بعد وفات مدد فرماتے ہیں۔ معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں۔ اب بھی حضور کے نام کی برکت سے کافر کلمہ پڑھ کر مومن ہوتا ہے۔ لہٰذا صالحین سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگنا اس آیت کے خلاف نہیں۔" [1]

شیخ التفسیر والحدیث مفتی احمد یار خان اس مسئلہ استعانت انبیاء و اولیاء حاصل کرنا بالکل درست ہے، سے متعلق اہم نکاتی فکر و فن پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

۱۔ "نور العرفان" حواشی تفسیر صفحہ ۲

Marfat.com

صفتوں کا بیان غائب کے صیغے سے اچھا ہوتا ہے اور عرض ومعروض حاضر کے صیغے سے، نماز میں کسی کو خطاب کر کے کلام کرنا جائز نہیں۔ اگر کوئی ایسا کرے تو نماز جاتی رہے گی۔ سوا اللہ کے اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اس طرح کہ یہاں کہتا ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ اور اَلتَّحِیَّات' میں کہتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی جس طرح اللہ کو حاضر و ناظر جانے۔ اسی طرح اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اور جس طرح رب کو راضی کرنے کی نیت کرے ایسے ہی اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی۔ اس لئے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عین حالت نماز میں حضور ﷺ کا ادب کیا ہے۔[1]

اس آیت مبارکہ سے متعلق شیخ التفسیر والحدیث مفتی احمد یار خان، تفسیر صوفیانہ اس طرح فرماتے ہیں۔

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ ایک درجہ ہمارے یہاں یہ بھی ہے کہ وہاں پہنچ کر انسان ظاہری اسباب پر نظر نہیں رکھتا بلکہ بعض موقعوں پر حق تعالیٰ سے بھی اپنی زبان سے عرض حال نہیں کرتا۔ تاکہ یہ دعائیہ الفاظ بھی آڑ نہ ہو جائیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نمرودی آگ کی طرف چلے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ کچھ آپ کو حاجت ہے؟ فرمایا تم سے کچھ نہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا رب ہی سے عرض کیجئے، فرمایا حَسْبِیْ مِنْ

ا۔ "تفسیر نعیمی" اشرف التفاسیر صفحہ ۷۲ اول

Marfat.com

نسخ کی تعریف

"نسخ کے لغوی معنی ہیں کسی حکم کا ازالہ کرنا اور دوسرے حکم کو اس کی جگہ نافذ کرنا۔"[1]

"رد کرنا، دور کرنا، اس چیز کی جگہ دوسری چیز قائم کرنا۔"[2]

"نسخ کی شرعی اور اصطلاحی تعریف ہے۔ کسی قانون کی مدتِ نفاذ ظاہر کرنا اور دوسرا قانون لانا۔"[3]

"نسخ کے متعلق قرآن حکیم میں ارشاد ہوا ہے۔

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ۔ الآخر

اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے۔ کافر کہیں تم تو دل سے بنالاتے ہو! بلکہ ان میں اکثر کو علم نہیں۔"[4]

اگر کلام الٰہی میں نسخ نہ ہوتا تو آج تورات وانجیل کیوں منسوخ ہوتیں۔

نسخ کے ذریعہ احکام کو بدل دینے میں یہ عظیم حکمت ہے کہ بندے کی آزمائش کی جاتی ہے کہ اپنی طبعی خواہش پر عمل کرتا ہے یا اللہ کی رضا پر چلتا ہے کیونکہ کسی کام کے کرنے کی جب عادت پڑ جاتی ہے تو اس کا چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔ ناسخ ومنسوخ کے ذریعے جذبۂ سرکشی اور جذبۂ اطاعت کا فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔ مومن کی آزمائش کے لئے نسخ احکام ایک حسین طریقہ ہے۔

۱۔ "لغات القرآن" صفحہ ۳۷۶ "منجد عربی" صفحہ ۸۷۳

۲۔ "فیروز اللغات" "عربی اردو، اردو عربی لغات" صفحہ ۲۹۷

۳۔ "العطایا الاحمدیہ" جلد دوم صفحہ ۲۰۶

۴۔ "قرآن کریم پارہ ۱۴ سورۃ ۱۶ رکوع ۱۹

marfat.com
Marfat.com

چہارم .... نسخ حدیث کا قرآن سے

"بیت المقدس کا قبلہ ہونا حدیث سے ثابت تھا اور وہ اس آیت سے منسوخ ہوا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ ایسے ہی رمضان کی راتوں میں بیوی سے جماع کی حرمت حدیث سے ثابت تھی مگر وہ اس آیت سے منسوخ ہوئی۔ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اس قسم کی بہت سی احادیث ہیں جو آیات سے منسوخ ہیں۔"[1]

پھر نسخ کی تین قسمیں ہیں

اوّل: نسخ تلاوت دوم: نسخ حکم سوم: نسخ تلاوت و حکم

اوّل: نسخ تلاوت یہ ہے کہ آیت کے الفاظ قرآن میں نہ رہیں اور نماز وغیرہ میں اس کی تلاوت جائز نہ ہو مگر اس کے احکام باقی ہوں۔ جیسے یہ آیت اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْا هُمَا نَكَالًا مِّنَ اللهِ ، وَاللهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ" یعنی جب بوڑھا اور بوڑھی زنا کر بیٹھیں تو ان کو سنگسار کر دو۔ اللہ سے ڈرانے کے لئے اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ یہ آیت تلاوتاً "منسوخ لیکن اس کا حکم باقی۔"

دوم: "منسوخ فی الحکم یہ کہ آیت قرآن موجود ہے اس کی تلاوت بھی ہوتی ہو مگر اس کا حکم باقی نہ ہو جیسے مَتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ، سے عدت وفات ایک سال معلوم ہوتی ہے۔ مگر اب یہ حکم منسوخ ہو چکا مگر آیت کی تلاوت باقی"۔

---

[1] "تفسیر نعیمی" الٓمّ البقرہ صفحہ ۷۱۱ تا ۷۱۲

Marfat.com

آقائے کائنات ﷺ کی خدمت میں آئے (اور خوفناک ہوکر) دونوں نے آقائے کائنات ﷺ سے اپنا حال عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ درست کہ یہ سورہ منسوخ کی گئی وہ بھلادی گئی ہے۔" (رواہ الطبرانی وابوبکر بن انباری) [1]

قرآن وحدیث میں جس قدر نسخ ہونا تھا وہ حضور کی زندگی پاک میں ہوگیا اب حضور کی وفات شریف کے بعد کسی قسم کا نسخ ممکن نہیں کیونکہ نہ اب وحی آسکتی ہے اور نہ ہی حدیث لہٰذا اب سارا قرآن اور ساری احادیث محکم ہیں۔" [1]

قرآن مجید کی وہ ۴۳ سورتیں جن میں ناسخ ومنسوخ آیات نہیں

" سورۃ فاتحہ، یوسف، یٰس، حجرات، رحمٰن، حدید، الصف، جمعہ، تحریم، ملک، الحاقہ، نوح، قمر، مرسلٰت، نبا، مطففین، نازعات، انفطار، انشقاق، بروج، فجر، بلد، شمس، والیل، والضحیٰ، الم نشرح، والتین، قلم، قدر، لم یکن، زلزال، عادیات، قارعہ، التکاثر، ھمزہ، قریش، ماعون، کوثر، نصر، تبت، اخلاص، فلق، ناس۔" [2]

قرآن مجید کی وہ ۶ سورتیں جن میں صرف ناسخ آیتیں ہیں۔

" سورۃ فتح، حشر، منافقون، تغابن، طلاق، الاعلیٰ۔" [3]

قران مجید کی وہ ۴۰ سورتیں جن میں صرف منسوخ آیتیں ہیں۔

" سورۃ انعام منسوخ ۱۴، اعراف ۲، یونس ۴، ہود ۳، رعد ۲، حجر ۵، نحل ۵، اسراء ۳، کہف ایک، طٰہٰ ۳، مومنون ۲، نمل ایک، قصص ایک، عنکبوت ایک، روم ایک آخری آیت، لقمان ایک، سبا یعنی مضاجع ایک آیت، زخرف ۲، دخان ایک، جاثیہ ایک، احقاف ۲،

---

1. " مواہب الرحمٰن " صفحہ ۲۵۸
2. " العطایا الاحمدیہ " فی فتاوی نعیمیہ دوم صفحہ ۲۰۸
3. " تفسیر نعیمی " جلد اول الم البقرہ صفحہ ۱۲۷
4. " العطایا الاحمدیہ " فی فتاوی نعیمیہ دوم صفحہ ۲۰۹

Marfat.com

سے بھی کمزور ہے۔

"اس آیت کی تفسیر میں ہمارے ہاں کے مفسروں نے بے انتہا کج بحثیاں کی ہیں اور مذہب اسلام کو بلکہ خدا کو بدنام کیا ہے اور قرآن مجید کو ایک شاعر کی بیاض بنادیا ہے۔" [۱]

اس کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جس آیت کو ہم منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اسکی جگہ اسی کی مانند یا اس سے بہتر آیت دیتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس مقام میں آیت کے لفظ سے قرآن کی آیت مراد نہیں ہے بلکہ موسوی شریعت کے احکام جو شریعتِ محمدیؐ میں تبدیل ہو گئے یا جن احکامِ شریعتِ موسوی کو یہودیوں نے بھلا دیا تھا وہ مراد ہیں۔" [۲]

ہمارے اکثر مفسروں نے نہایت کج بحثی سے اس آیت میں جو لفظ، آیت ہے اسکو قرآن مجید کی آیتوں پر محمول کیا ہے اور یہ سمجھا ہے کہ قرآن مجید کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ہو جاتی ہے اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ نُنسِهَا کے لفظ سے یہ قرار دیا کہ پیغمبر خدا صلعم بعض آیتوں کو بھول بھی گئے تھے اور ان دو لفظوں یعنی نسخ اور نسیا کی بنا پر جھوٹی اور مصنوعی روایتوں کے بیان کرنے سے اپنی تفسیروں کے ورق کے ورق سیاہ کر دیئے ہیں۔ مگر ان میں کی ایک روایت بھی صحیح نہیں ہے۔ انہی جھوٹی روایتوں کی بنا پر انہوں نے قرآن کی آیتوں کو

---

۱ "تفسیر البقرہ" صفحہ ۱۷۴

۲ "تفسیر بقرہ" صفحہ ۱۷۵

Marfat.com

شیخ التفسیر والحدیث نے اس مسئلہ کو دلائل سے حل فرما کر عظیم خدمت انجام دی ہے۔

مودودی نے اپنی تفسیر میں اس آیت مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر اس طرح کی ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

ترجمہ: محمد اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں، ان سے پہلے اور رسول بھی گذر چکے ہیں۔

تفسیر: "انہی باتوں کے جواب میں ارشاد ہو رہا ہے کہ اگر تمہاری "حق پرستی" محض محمد کی شخصیت سے وابستہ ہے اور تمہارا اسلام ایسا سست بنیاد ہے کہ محمد (ﷺ) کے دنیا سے رخصت ہوتے ہے تم اسی کفر کی طرف پلٹ جاؤ گے جس سے نکل کر آئے تھے تو اللہ کے دین کو تمہاری ضرورت نہیں ہے۔" [1]

ابوالکلام آزاد نے اس آیت کی تفسیر اس طرح کی ہے۔

ترجمہ: اور محمد (ﷺ) اس کے سوا کیا ہے کہ اللہ کے رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی اللہ کے رسول گذر چکے ہیں۔

تفسیر: "اس اصل عظیم کی طرف اشارہ کہ بنائے کار اصول اور عقائد ہیں۔ نہ کہ شخصیت افراد۔ کوئی شخصیت کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، لیکن اس کے سوا کچھ نہیں کہ کسی اصل اور سچائی کی راہ دکھانے والی ہے۔" [2]

ابوالکلام آزاد نے مذکورہ آیت کی جو تفسیر پیش کی ہے وہ درحقیقت تفسیر ثنائی میں پائی جاتی ہے۔ اسی کو ابوالکلام آزاد نے اپنی تفسیر میں ہو بہو نقل کر دیا ہے۔

---

[1] "تفہیم القرآن" سورہ ال عمران صفحہ ۲۹۱

[2] "ترجمان القرآن" سورہ ال عمران صفحہ ۳۲۷

Marfat.com

جس طرح وہ دنیا سے چلے گئے ان کا جانا بھی ضرور سمجھو۔[1]

تفسیر عزیزی وحسینی اردو کے مفسر نے اختصار کے ساتھ تفسیر فرمائی ہے۔

ترجمہ: اور نہیں محمد مگر پیغمبر تحقیق کے گذرے پہلے اس سے پیغمبر

"وَمَا مُحَمَّدٌ اور نہیں ہے محمد یعنی بندہ وہ میرا

اِلَّا رَسُوْلٌ مگر پہنچا ہوا نزدیک میرے سے

قَدْ خَلَتْ تحقیق کہ گذرے ہیں

مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ آگے اس سے پہنچے ہوئے۔"[2]

اس طرح کی تفسیر اشرفی معارف القرآن میں درج ہے۔

ترجمہ: اور محمد تو ایک رسول ہے ہو چکے اس سے پہلے بہت رسول

"یعنی محمد ﷺ ایک رسول ہی ہیں (خدا تو نہیں) آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔"[3]

تفسیر مظہری میں اس طرح تشریح تحریر ہے۔

ترجمہ: اور محمد ﷺ نہیں ہیں مگر رسول

"یعنی خدا نہیں ہیں جن کا مرنا اور فنا ہونا ناممکن ہو اور نہ وہ لوگوں کو اپنی عبادت کی

---

۱ "خلاصۃ التفاسیر" صفحہ ۳۰۳

۲ "تفسیر عزیزی وحسینی اردو" صفحہ ۱۲۲

۳ "اشرفی معارف القرآن" صفحہ ۸۸

Marfat.com

حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے مذکورہ آیت کی بہت ہی جامع تفسیر فرمائی ہے۔

ترجمہ: امام احمد رضا فاضل بریلوی۔

"اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے۔"

"یہ حصر اضافی ہے یعنی وہ صرف رسول ہیں رب نہیں اور ہمیشہ رہنا رب کی صفت ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور میں رسالت کے سوا اور کوئی وصف نہ ہو۔ حضور شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ صفات بخشے جو ہمارے وہم و گمان سے بھی باہر ہیں۔" [1]

مذکورہ آیت مبارکہ سے متعلق تمام مفسرین کی تفاسیر کا تحقیقی جائزہ مختلف زاویوں سے لینے کے بعد شیخ التفسیر والحدیث مفتی احمد یار خان کی تفسیر کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ یقیناً آپ کا تفسیری سرمایہ علمی تبحر، کتاب و سنت، فہم و سعت، فکر و نظر کی جولانی ہے۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کوئی گوشہ نہیں رہتا آپ کا قلم موضوع کے ہر پہلو حاوی ہے۔ آپ نے یہ سمجھایا کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا کا حصر اضافی ہے جس نے صرف الوہیت کی نفی فرمائی نہ کہ دیگر خصوصیات کی اور آیت یہ بتا رہی ہے کہ نبی کریم کی نبوت آپ کا دین تا قیامت قائم آپ کی وفات اور آپ کی شہادت سے آپ کی حیات ختم نہیں ہوتی۔ آج بھی جو آپ کی نبوت کا منکر ہوگا وہ کافر ہے۔

اشرف علی تھانوی اس آیت مبارکہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کے متعلق لکھتا ہے۔

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ میں تم ہی جیسا بشر ہوں مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا

[1] "خزائن العرفان" نعیم مراد آبادی سورۃ آل عمران" صفحہ ۱۰۷

Marfat.com

اس آیت سے مشابہ آیت کا ترجمہ اور تفسیر پارہ ۲۴ پر کرتے ہیں۔

ترجمہ: اے نبی ﷺ ان سے کہو، میں تو ایک بشر ہوں تم جیسا۔ مجھے وحی کے ذریعہ سے بتایا جاتا ہے کہ تمہارا خدا تو بس ایک ہی خدا ہے۔

''میں تو ایک انسان ہوں اُسی کو سمجھا سکتا ہوں جو سمجھنے کیلئے تیار ہو، اُسی کو سنا سکتا ہوں جو سننے کیلئے تیار ہو اور اُسی سے مل سکتا ہوں جو ملنے کیلئے تیار ہو۔''[1]

عبدالماجد دریابادی، اس آیت مبارکہ کی تشریح اور ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ میں تو بس تمہارے ہی جیسا بشر ہوں میرے پاس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

''یعنی امتیازی چیز میرے پاس صرف یہ ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے جو دوسروں کے پاس نہیں آتی، میں صرف وصف رسالت میں دوسروں سے ممتاز ہوں۔''

اِنَّمَآ اول تو خود ہی کلمۂ حصر ہے۔ پھر مِّثْلُكُمْ میں اس کی مزید تصریح کہ میں بشر ہی نہیں ہوں بلکہ تم ہی جیسا بشر ہوں۔ صفات بشری میں تم سے ذرا الگ نہیں ہوں۔ اِنَّمَآ .... وَّاحِدٌ میرا پیام تو پیام توحید ہی ہے۔''[2]

اس آیت مبارکہ کے متعلق شبیر احمد عثمانی تشریح فرماتے ہیں۔

ترجمہ: تو کہو میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم۔ حکم آتا ہے مجھ کو کہ معبود تمہارا ایک معبود ہے۔

۱۔ ''تفہیم القرآن'' ، حٰم السجدۃ صفحہ ۴۴۱

۲۔ ''تفسیر ماجدی'' ، سورہ کہف صفحہ ۳۸

---

marfat.com

Marfat.com

قُلْ کہو اے محمد ﷺ کہ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ سوا اس کے نہیں کہ میں آدمی ہوں مثل تمہارے یعنی جنس بشر میں سے ہوں فرشتہ اور جن نہیں ہوں کہ تم ان کی بات نہیں سمجھتے ہو اور میں تم کو ایسی چیز کی طرف نہیں بلاتا ہوں جس سے سماعت کو کراہیت اور طبیعت کو نفرت ہو بلکہ یُوْحٰی اِلَیَّ وحی کی گئی ہے میری طرف اِنَّمَآ اِلٰھُکُمْ نہیں ہے تمہارا خدا مگر اِلٰہٌ وَّاحِدٌ خدا ایک۔"[1]

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ سے متعلق شیخ التفسیر والحدیث مفتی احمد یار خان پارہ ۲۴ پر بھی تحقیق کی روشنی میں تدقیق کرتے ہوئے نہایت ہی دلائل کے ساتھ تفسیر کی ہے۔

ترجمہ: امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

"تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں مجھے وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔"

"یہاں قُلْ صرف حضور کے فرمانے کیلئے فرمایا گیا کسی اور کو حق نہیں کہ حضور کو بشر کہہ کر پکارے۔ رب فرماتا ہے (قرآن) لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا، جیسے کہ بعض پیغمبروں نے اپنے کو ظالم یا خطا کار کہہ کر فرمایا۔ اگر ہم انہیں ان الفاظ سے یاد کریں تو کافر ہو جائیں یہاں فقط یہ سمجھایا جا رہا ہے کہ میں نہ خدا ہوں نہ خدا کا بیٹا۔ خاص بندہ ہوں یہ حصر اضافی ہے الوہیت کے لحاظ سے نفی حقیقی نہیں نفی۔ یہ مطلب نہیں کہ میں نہ رسول ہوں نہ شفاعت کرنے والا، نہ عالم کا مختار، صرف بشر ہوں تمہاری طرح۔ خیال رہے کہ نبی کو بشر مثلکم کہنے والا یا خدا تعالیٰ ہے یا خود نبی یا شیطان و کفار۔ اب انہیں بشر کہہ کر پکارنے والا خود سوچ لے کہ وہ کون ہے۔

---

[1] "تفسیر قادری" جلد دوم، سورۂ حٰم السجدۃ صفحہ ۳۲۷

marfat.com

Marfat.com

رکھتے تھے۔ اس کے باوجود نور تھے۔ ایسے ہی حضور ظاہری چہرے مہرے میں بشر، حقیقت میں نور ہیں۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ''[1]

جہاں جملہ مفسرین و مترجمین نے مسئلہ بشریت مصطفےٰ سے متعلق لکھا کہ میں تم ہی جیسا بشر ہوں، سوا اس کے نہیں کہ میں آدمی ہوں وغیرہ۔ وہیں مفتی صاحب نے جملہ مفسرین و مترجمین کی تفسیر سے ہٹ کر ارشاد فرمایا کی حضور لباس بشریت میں نور مجسم ہیں۔

اس تفسیر میں متعدد دلائل کے ساتھ بشریت اور نورانیت کا صحیح مفہوم پیش کیا ہے۔ جہاں دوسرے نے صرف بشری پہلو پر زور دیا ہے وہاں مفتی صاحب نے بشری پہلو کے ساتھ ساتھ نورانیت کا انکشاف کیا ہے۔ ہر جگہ مفہوم مطالب کی تفہیم کے لئے ایک بہتر اسلوب اختیار کرتے ہیں۔

---

[1] ''نورالعرفان'' سورۂ حٰم السجدہ صفحہ ۳۸۵،۳۸۶

Marfat.com

ابتدائی استاد قرآن کے حروف کی پہچان کراتا ہے۔ قاری اس کے پڑھنے کا طریقہ بتاتا ہے۔ عالم اس کے مضامین ذہن نشین کراتا ہے۔ صوفی اس کے اسرار بیان فرماتا ہے۔ استاد سے پڑھ کر بھی کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں نے قرآن مجید پورے طور پر جان لیا ہے۔

قرآن حکیم کی یہ بھی ایک اہم خصوصیت ہے کہ فقط کاغذ پر ہی نہ رہا بلکہ حفاظ کے سینوں میں محفوظ کیا گیا۔ خود رب تبارک وتعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا غرض کہ قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جیسا اس کا شناور ویسی اس کی تحصیل۔

Marfat.com

جنت، دوزخ کے منکر اور الہامی باتوں کو لغو سمجھتے ہیں اس لئے تکفیر کی بھی کچھ پروا نہیں کرتے بلکہ مضحکہ اڑاتے ہیں۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔"[1]

ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین ثنائی تفسیر کی طبع سے متعلق اس طرح لکھتے ہیں۔ "طبع اول ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ء میں شروع ہوا امرتسر کے چشمۂ نور پریس سے شائع ہوتا رہا۔ یہ سلسلہ ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۸ء تک جاری رہا۔"[2]

ابوالکلام آزاد کی تفسیر سے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"مولوی ابوالکلام آزاد متوفی ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۸ء کے "ترجمان القرآن" کا پہلا ایڈیشن ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۳۹۱ء میں دہلی کے چند برقی پریس میں طبع ہوا۔"[3]

ابوالکلام آزاد کی تفسیری نگارش سے متعلق "ڈاکٹر ملک زادہ منظور احمد" "باقیات ترجمان القرآن" کے صفحہ ۲۶ سے اقتباس پیش کرتے ہوئے "غلام رسول مہر" کا قول نقل کرتے ہیں۔

"تفسیر نہیں کہا جاسکتا ترجمے اور تفسیر کے درمیان کی ایک بے معنی چیز قرار دیا جاسکتا ہے۔"[4]

اس کے آگے مزید تبصرہ کرتے ہوئے ابوالکلام آزاد کی تفسیر سے متعلق اپنی رائے پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اس طرح سے ہم ترجمان القرآن کو "مجمل تفسیر" اور "مفصل لغویات" کا نام دے سکتے ہیں۔"[5]

---

۱ "قرآن حکیم کے اردو تراجم" صفحہ ۲۱۲
۲ "قرآن حکیم کے اردو تراجم" صفحہ ۳۴۷
۳ "قرآن حکیم کے اردو تراجم" صفحہ ۳۴۷
۴ "قرآن حکیم کے اردو تراجم" صفحہ ۳۶۴
۵ "ابوالکلام آزاد فکر و فن" صفحہ ۲۶۳ ناشر بک ڈپو لکھنؤ ۱۹۶۹ء

Marfat.com

برعکس جب ہم حضرت مفتی احمد یار خان کی ''تفسیر نعیمی'' وحواشی تفسیر ''نور العرفان'' کا تحقیق جائزہ لیتے ہیں تو اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ آپ کا قلم کسی بھی موضوع اور کسی بھی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑتا۔

'تفسیر نعیمی' 'نور العرفان' یہ علمی تفاسیر بھی ہیں، صوفیانہ بھی، عارفانہ بھی ہیں عام فہم بھی، ان میں متعدد اعتراضات کے مدلل جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔ شان نزول کی وضاحت بھی ہے، ہر لفظ کے مختلف معنی بھی اور بامحاورہ ترجمہ بھی ہے۔ ہر آیات کے فوائد کے ساتھ ماقبل آیات سے ربط کے صراحت بھی ہے۔ آپ کی تفاسیر کے مطالعے سے نئے نئے گوشے سامنے آتے ہیں انداز بیان کئی اعتبار سے دیگر تفاسیر سے مختلف اور جداگانہ ہے اس میں بڑی جامعیت اور تفصیل کے ساتھ تمام نکات زیر بحث آئے ہیں۔ اسلوب بڑا پاکیزہ اور شگفتہ ہے سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآنی آیات کے تفسیر ماضی وحال کے ساجوں کے تناظر میں کی گئی ہے اور لطیف نکات برآمد کئے گئے ہیں۔ توحید، صفات الٰہی، مشیت الٰہی، رسالت، تجلیات خداوندی، انوار محمدی، ختم نبوت، فیوض نسبت رسول، اسلامی نظام، مقصد وجود عالم، جہاد کی اہمیت وافادیت، گذشتہ اُمتوں کے احوال واعمال، استغفار واستعانت، بندگی کے احکام، صبر واستقلال، ایثار وقربانی، اتفاق واتحاد، عظمت رسول، علم غیب رسول، فضیلت امت رسول، فضائل صحابہ واہلبیت، مرتبت ازواج مطہرات، کرامات وفضائل اولیاء، تصرفات مقبولین خدا، اہمیت حدیث، وسیلہ، تلاوت، عبادت، عدل ایثار، علامات قیامت، عذاب قبر، احکامات وحدود کفر، شرک، حرام، بدعات، سزا و جزا، امتیاز اولیاء اللہ ومن دون اللہ، احکام پردہ، حقیقت ایمان، معراج جسمانی، درجات مومنین، شفاعت مومنین، ان تمام موضوعات کا احاطہ جس چابکدستی اور عالمانہ شان سے کیا گیا ہے وہ حضرت قبلہ مفتی صاحب کی عبقری بلاغت وفصاحت پر دال ہے۔

''ڈاکٹر صالحہ عبد الحکیم شرف الدین'' نے ''کنز الایمان'' سے متعلق رہنمائے صحت ''سب رنگ'' ڈائجسٹ دہلی قرآن نمبر کے حصہ چہارم صفحہ ۱۱۸ سے اخذ کر کے ایک

marfat.com

Marfat.com

''کنزالایمان فی ترجمہ القرآن'' کی تحریفات سے متعلق اکابر علماء واہلسنت سے راقم نے رابطہ کیا تو حقیقت کا انکشاف ہوا۔

''مولانا عبدالمبین نعمانی قادری'' ضلع اعظم گڑھ ایک زبردست عالم دین ومحقق ہیں ایک خط کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''فی الحال میرے پاس ترجمہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہٗ) کے متعدد نسخے ہیں، سالوں سے جو ایڈیشن نمبر ۲۲ کے حوالہ سے چھپ رہا ہے، جسے تاج کمپنی دہلی، حفیظ بکڈپو دہلی، اشاعت الاسلام دہلی، ناز بک ڈپو دہلی، وغیرہ ادارے چھاپ رہے ہیں، جو بعینہ تاج کمپنی لاہور کا فوٹو اور عکس ہے، اس پر اب تک غلطیاں چھپ رہی ہیں۔

تاج کمپنی لاہور کے ایک اور ترجمہ ''کنزالایمان' حوالہ نمبر ۲۸ کی مکمل تصحیح کی ہے ترجمہ کا اصل مخطوطہ کنزالایمان سے مقابلہ کیا ہے جو حضرت صدرالافاضل کے دست مقدس کا تحریر کردہ ہے۔ یہ نسخہ پریس میں ہے، رضوی کتاب گھر بھیونڈی، دہلی کی جانب سے چھپ رہا ہے۔''

صدرالافاضل سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی عظیم شخصیت اور خدارسیدہ بزرگ کا نام ہے آپ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔

''حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی'' آپ کے سامنے اپنے سیاسی خرابات اور دانستی ونادانستہ گناہوں سے تائب ہوئے۔ ''مولانا محمد علی جوہر'' ''مولانا شوکت علی'' مرحوم نے آپ کی ہاتھوں پر اپنے قومی وسیاسی گناہوں اور دانستہ ونادانستہ خطاؤں سے توبہ کی۔ مولانا

Marfat.com

مِرْأۃُ الْمَنَاجِیْح اردو ترجمہ وشرح مِشْکٰوۃُ الْمَصَابِیْح

شیخ التفاسیر والحدیث حکیم الامت مفتی احمد یار خان، ایک مایہ ناز مفسر ومحدث تھے۔ انہیں فن حدیث میں حد درجہ کمال حاصل تھا۔ ان کی شرح ''مشکوٰۃ المصابیح'' جو آٹھ جلدوں میں مشتمل ہے۔ ہر اعتبار سے فوقیت رکھتی ہے۔ آپ نے اپنے بلاغت قلم سے تشنہ گان علم حدیث کو طمانیت وتسکین قلب کا سامان مہیا فرمایا۔ آپ نے قلم کی ساری توانائی بانی اسلام اور عظمت اسلام کے لئے صرف کی۔ آپ کا قلم، ذہانت، ذکاوت، تفکر وتدبر، تنظیم وتنقید، استقامت واستحکام، تحمل وبردباری، عقائد واعمال، ایمان وایقان، کیلئے دعوت فکر دیتا ہے۔ یوں تو فنِ حدیث میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں تاہم جامعیت کے اعتبار سے سب سے اہم کتاب 'مصابیح شریف' ہے۔ اسکے مصنف نے احادیث کو بڑی ہی عرق ریزی کے ساتھ یکجا کیا ہے۔ اس کتاب کی اہم خوبی اسکا اختصار ہے۔ ''بقول حکیم الامت مفتی احمد یار خان''

> ''چونکہ مصنف (حسین ابن مسعود آپ کی کنیت ابو فراء) نے طریقہ اختصار کا اختیار کیا اور اسنادوں کو چھوڑ دیا اس لئے اس بارے میں بعض ناقدین نے چہ میگوئیاں کیں۔ اگر چہ مصنف کا نقل فرما دینا ہی اسناد کی مثل ہے کیونکہ وہ معتبر ہیں مگر نشانوں والا رستہ بے نشان راہ کی طرح نہیں، اس لئے آخر میں اللہ سے خیر اور توفیق مانگی اور ان کے بے نشانوں کو نشاندار بنا دیا کہ اس کی ہر حدیث اپنے ٹھکانے میں ویسے ہی رکھی، جیسے ماہر عادل حافظ اماموں نے روایت فرمائی۔''[1]

[1] ''مقدمہ'' مرأۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۹

Marfat.com

''حضرت عبداللہ ابن عمر بھی احادیث کو صحائف میں محفوظ کرتے تھے۔''[۱]

حضور ﷺ کے وصال کے بعد دورِ صحابہ میں تابعین نے صحابہ کی روایات کو لکھ کر محفوظ کرنا شروع کیا، حضرت ابو ہریرہ جن سے پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) احادیث مروی ہیں۔ ان کے شاگردوں نے ان احادیث کو لکھ کر محفوظ کیا اور اس سلسلۂ روایت کو آگے بڑھایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے ایک ہزار چھ سو ساٹھ (۱۶۶۰) احادیث مروی ہیں۔ ان کی روایات کو دوسرے شاگردوں کے علاوہ کریب نے محفوظ کر لیا تھا اور حضرت انس جو کہ دو ہزار دو سو چھیاسی (۲۲۸۶) احادیث کے راوی ہیں ان کے بارے میں مسند دارمی میں ہے کہ ان کی روایات کو لبان نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) احادیث کی روایت کرتی ہیں ان کی احادیث کو عروۃ بن الزبیر ایک ہزار چھ سو تیس (۱۶۳۰) احادیث کی روایت کرتے ہیں۔ طبقات ابن سعد اور دارمی میں ہے کہ ان کی روایات کو نافع نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا اور حضرت جابر جو ایک ہزار پانچ سو چالیس (۱۵۴۰) احادیث کے راوی ہیں۔ ان کی روایات کو قتادہ بن دعامہ سدوسی نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔''[۲]

''بغیر کسی ترتیب کے تابعین کرام نے اپنی اپنی روایات کو اپنے

۱۔ ''بخاری شریف'' (عکس مترجم) جلد اول صفحہ ۳۵

۲۔ ''بخاری شریف'' (عکس مترجم) جلد اول صفحہ ۳۵

Marfat.com

مصنفین نے فن حدیث میں کتابیں پیش کی ہیں۔ان میں سے بعض کتابیں یہ ہیں۔ سنن ابو الولید ۱۵۱ھ جامع سفیان ثوری ۱۶۱ھ مصنف ابی سلمہ ۱۶۷ھ مصنف ابی سفیان ۱۹۷ھ جامع سفیان عینیہ ۱۹۸ھ۔

اور تیسری صدی کے جن مصنفین نے حدیث کی کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں سے بعض حضرات کی کتابیں یہ ہیں۔ کتاب الامام الشافعی ۲۰۴ھ مسند احمد بن حنبل ۲۴۱ھ الجامع الصحیح البخاری ۲۵۶ھ الجامع المسلم ۲۶۱ھ سنن ابوداؤد ۲۷۵ھ الجامع الترمذی ۲۷۹ھ سنن ابن ماجہ ۲۷۳ھ۔"[1]

"علم حدیث کی دو قسمیں ہیں۔ علم حدیث روایۃ اور علم حدیث درایۃ حدیث از روئے روایت اس علم کو کہتے ہیں جس سے حضور ﷺ کے اقوال، افعال، احوال اور اوصاف کی معرفت حاصل ہو۔اس علم کا موضوع خود بخود حضور کی ذات مقدسہ ہے۔

علم حدیث از روئے درایت وہ علم ہے جس سے راوی اور مروی عنہ کے حالات بحیثیت رد اور قبول معلوم ہوں اس علم کا موضوع راوی اور مروی عنہ ہیں۔"[2]

---

[1] "بخاری شریف" (عکس مترجم) جلد اول صفحہ ۲۷

[2] "بخاری شریف" (عکس مترجم) جلد اول صفحہ ۲۷،۲۸

marfat.com
Marfat.com

معلل: جس حدیث میں علت خفیفہ قادحہ ہو مثلاً حدیث مرسل کو موصولاً روایت کیا جائے۔

صحیح لذاتہٖ: جس حدیث کے تمام راوی متصل، عادل، تام الضبط ہوں اور وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

صحیح لغیرہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہٖ کی تمام صفات ہوں اور ضبط کی کمی تعدد طریق روایت سے پوری ہو جائے۔

حسن لذاتہٖ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہٖ کی تمام صفات ہوں اور یہ کمی تعدد طرق سے پوری نہ ہو۔

ضعیف: جو حدیث صحیح لذاتہٖ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو اور تعدد طرق سے وہ کمی پوری نہ ہو۔

متروک: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی مُتَّہَمْ بالکذب ہو۔

موضوع: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی ہو جس سے وضع فی الحدیث ثابت ہو۔

غریب: جس حدیث کی سند کا کوئی راوی سلسلہ سند کے کسی شیخ سے روایت میں منفرد ہو۔

عزیز: جس حدیث کے دو راوی ہوں پھر سلسلہ سند کے ہر راوی سے کم از کم دو شخص روایت کرتے ہیں۔

مشہور: جو حدیث دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو (یعنی سلسلہ سند میں کسی شخص سے بھی تین سے کم راوی نہ ہوں اور یہ زیادتی حد تواتر سے کم ہو)۔

متواتر: جو حدیث ہر دور میں اتنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ ان روایات کا توافق علی الکذب عادۃً محال ہو۔[1]

---

[1] "بخاری شریف" (عکس مترجم) جلد اول صفحہ ۴۸، ۴۹

Marfat.com

رسالہ: جس میں جامع کے آٹھوں عنوان میں سے مخصوص عنوانوں سے متعلق احادیث مذکور ہوں۔ جیسے امام احمد کی کتاب الزہد والادب۔

اربعین: جس کتاب میں چالیس احادیث ہوں جیسے اربعین نووی۔

امالی: جس میں کسی شیخ کی لکھائی ہوئی احادیث یا فوائد حدیث ہوں جیسے امالی امام محمد۔

اطراف: وہ کتاب جس میں حدیث کوئی ایسا جزء ذکر کیا جائے جو بقیہ حدیث پر دلالت کرتا ہو۔ پھر اس حدیث کے تمام سندوں کو ذکر کر دیا جائے یا اس میں کچھ مخصوص کتابوں کی سندیں ذکر کی جائیں۔ جیسے اطراف الکتب الخمسہ لابی العباس اور اطراف المزی۔"

نامقبول روایت کے لوازمات

"راوی بدعقیدہ ہے، راوی فاسق ہے، راوی نے حدیث کے علاوہ کسی اور معاملہ میں ایک بار جھوٹ بولا ہے اور اگر اس نے کوئی روایت گھڑلی ہے تو اس کی روایات اتنی نامقبول ہوں کہ وہ موضوع، راوی خلاف وقار و خلاف مروت افعال کا ارتکاب کرتا ہے اور اگر اس کا حافظہ کمزور ہے اور کسی کی تلقین قبول کر لیتا ہے۔ مگر جو روایت کرتا ہے وہ ثقہ راویوں کے خلاف ہے۔ سب کچھ درست ہے مگر اس نے اپنی کتاب کی کما حقہ حفاظت نہیں کی، سب کچھ صحیح ہے مگر سند میں ایک راوی کا نام چھوٹ گیا ہے تو روایت نامقبول ہے۔

بعض جھوٹوں نے اپنے اغراضِ فاسدہ کے پیش نظر کچھ حدیثیں گھڑی ہیں۔ مگر محدثین نے پکڑ لیا اور بتا دیا کہ یہ موضوع ہے، محدثین کو اس میں اتنا خداداد ملکۂ راسخہ حاصل تھا کہ ہدایت الٰہی و نصرتِ مصطفائی سے یہ حضرات صحیح حدیث کو مخدوش سے الگ کر لیتے تھے۔[1]

---

[1] "نزہۃ القاری" جلد اول صفحہ ۴۸

Marfat.com

دوسری صورت یہ ہے:

اِنَّ الْمُجْتَهِدَ اِذَا اسْتَدَلَّ بِحَدِيْثٍ كَانَ تَصْحِيْحاً لَّهُ كَمَا فِي التَّحْرِيْرِ وَغَيْرِهٖ

مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو اس کا استدلال بھی حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔[1]

تیسری صورت یہ ہے:

''اگر کسی حدیث ضعیف کے موافق اہل علم میں سے کسی کا قول ہو تو اس سے بھی حدیث کی تقویت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ امام ترمذی، حدیث: اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ وَ الْاِمَامُ مَشْغُوْلٌ حَالَ الْحَدِيْثِ کے تحت لکھتے ہیں۔ هٰذَا الْحَدِيْثُ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُ اَحَدًا اَسْنَدَهٗ اِلَّا مَارُوِيَ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ۔''[2]

چوتھی صورت یہ ہے:

''بعض اوقات صالحین کے عمل سے بھی حدیث کی تقویت ہو جاتی ہے چنانچہ صلوۃ التسبیح جس روایت سے ثابت ہے وہ حدیث ضعیف ہے اور حاکم اور بیہقی نے اس کی تقویت کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ عبداللہ بن المبارک کے عمل کی وجہ سے یہ حدیث تقویت پا گئی چنانچہ مولوی عبدالحی لکھتے ہیں۔

> قَالَ الْبَيْهَقِيُّ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ يُصَلِّيْهَا وَ تَدَاوَلَهَا الصَّالِحُوْنَ بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ وَفِيْ ذٰلِكَ تَقْوِيَةٌ لِّلْحَدِيْثِ الْمَرْفُوْعِ
>
> ''علامہ بیہقی لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن المبارک صلاۃ تسبیح پڑھا کرتے تھے اور بعد کے تمام علماء اس کو ایک دوسرے سے نقل کر کے پڑھتے

---

[1] ''بخاری شریف'' (عکس مترجم اردو) جلد اول صفحہ ۵۳

[2] ''بخاری شریف'' (عکس مترجم اردو) جلد اول صفحہ ۵۳

Marfat.com

"یعنی چار ہزار نو سو گز جو ستر کی ضرب ستر میں دینے سے حاصل ہے۔ یعنی ستر گز لمبی ستر گز چوڑی کل رقبہ چار ہزار نو سو۔" [1]

اس مقام پر حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان کے ترجمہ حدیث وتشریح حدیث میں سر مو بھی فرق نہیں ہے۔ تاویلات سے بے نیاز، قارئین کے ذہن کو تسکین اور قلب کو اطمینان بخشتا ہے۔ موصوف کو ترجمہ کے فن پر کامل عبور حاصل ہے انہوں نے حدیث کے مفہوم کو آسان اور مربوط طریقے سے پیش کر کے کارہائے نمایاں انجام دیا ہے۔

علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی شارح مشکوٰۃ شریف "اردو" لفظ "صلوٰۃ" کی تشریح اس طرح کرتے ہیں۔

صلوٰۃ کا لفظ (صَلَوٌ کے تثنیہ) صَلَوَیْن سے نکالا گیا ہے اور "صَلَوَیْن" سرین کی دونوں ہڈیوں کو کہتے ہیں۔ (جبکہ صَلَوٌ کے لغوی معنی ہیں: سرین کی ہڈی پر مارنا، سرین کی ہڈیاں ہلانا) اور اس خاص عبادت میں رکوع وسجود وغیرہ کے وقت چونکہ زیادہ تر سرین کی ہڈیاں ہی ہلتی ہیں۔ حرکت کرتی ہیں، اس لئے عبادت کو صلوٰۃ کہا گیا۔" [2]

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان لفظ صلوٰۃ کی تشریح اس طرح بیان کرتے ہیں۔

صلوٰۃ، صَلْیٌ سے بنا بمعنی گوشت بھوننا، آگ پر پکانا، رب فرماتا ہے سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۔ نیز آگ سے لکڑی سیدھی کرنے

---

1. "مشکوٰۃ المصابیح" (مراۃ شرح مشکوٰۃ) عذاب قبر، جلد اول صفحہ ۱۳۷
2. "مظاہر حدید" (شرح مشکوٰۃ شریف اردو) کتاب الصلوٰۃ جلد اول صفحہ ۵۰۰

Marfat.com

ہیں یہ بالغ نظری، وسعت مطالعہ، کتب متداولہ پر عبور اور اس کے ساتھ ہی جدت طبعی اور حقائق تک پہنچنے والی بصیرت کا نتیجہ ہے۔

علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی، شرح مشکوۃ، باب الکبائر علامات النفاق، تیسری فصل، حضرت معاذ ؓ کو دس باتوں کی وصیت کی، روایت کی تشریح اطاعت والدین سے متعلق اس طرح کرتے ہیں، لکھتے ہیں۔

> ''اگر ماں باپ تمہیں تمہارے اہل وعیاں سے الگ ہو جانے یا تمہیں تمہارے مال واسباب اور املاک وجائیداد سے دستبردار ہو جانے کا بھی حکم دیں تو اس حکم کی اطاعت کرو۔ اس بارہ میں بھی اصل مسئلہ یہ ہے کہ ماں باپ کا یہ حکم ماننا واجب نہیں ہے۔ تاکہ حرج ونقصان میں مبتلا ہونا لازم نہ آئے۔''[1]

اس تشریح کے برعکس حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان نے باب الکبائر کی روایت کی تشریح میں اطاعت والدین کی تشریح اس طرح درج فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:

> یہ حکم استحبابی ہے والدین کے حکم پر بیوی کو طلاق دیدینا مستحب ہے اسمٰعیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اشارہ پا کر طلاق دے دی یہ مستحب عمل تھا۔ مگر ماں باپ کے حکم سے بیوی یا بچوں پر ظلم نہ کرے کہ ظلم سے بچنا اللہ ورسول کا حکم ہے۔ ان کا حکم ماننا ماں باپ کے حکم پر مقدم ہے ایسے ہی اگر ماں باپ کفر یا معصیت کا حکم دیں تو نہ مانے، رب فرماتا ہے وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ فَلَا تُطِعْهُمَا۔''[2]

---

[1] ''مظاہر حق جدید'' (شرح مشکوۃ شریف اردو) جلد اول صفحہ ۱۲۲

[2] مشکوۃ المصابیح (مراۃ شرح مشکوۃ) جلد اول صفحہ ۷۹

marfat.com
Marfat.com

''اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی والدہ کا انتقال حالت کفر میں ہوا تھا۔''[1]

محمد قطب الدین خان دہلوی، کی تشریح کے بعد دوسری توجیہ شیخ التفسیر والحدیث مفتی احمد یار خان کی نہایت اہم اور مہتم بالشان ہے۔ موصوف نے نیک نیتی اور خلوص سے شرح پیش کی ہے انہوں نے جب کسی مسئلہ کی تحقیق کی ہے تو مع اختصار معتبر اقوال و آیت قرآنی سے استدلال کیا ہے۔ اپنی معرکۃ الآرا شرح میں عقائد حقہ کی اہمیت کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا ہے۔ آپ کی شرح میں فن حدیث کی گہرائی بدرجہ اتم موجود ہے۔ تفہیم حدیث وتشریح حدیث کے لئے ادب، سلیقہ، شعور لازمی ہے نیت کی درستگی عقائد کی پختگی انسان کو کبھی گمراہ نہیں کرسکتی، تعظیم وتکریم کی دولت کسی بھی مقام میں صاحب ایمان کو ذلیل ورسوا نہیں کر سکتی۔ درستگیٔ نیت اور ادب کی دولت یہ دو چیزیں ہیں کہ جس بندۂ مومن کو حاصل رہیں وہ دارین کی ہر منزل میں کامیاب وکامران ہے اور رہیگا۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان بدایونی حدیث مذکورہ حضرت ابو ہریرہ کی روایت حضور نبی کریم ﷺ کی والدۂ ماجدہ حضرت آمنہ خاتونؓ کے متعلق اس طرح تشریح کرتے ہیں۔

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی بہت تو روئے اور اپنے ساتھ والوں کو رولایا۔ پھر فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے ان کیلئے دعائے مغفرت کرنے کی اجازت مانگی تو اس کی اجازت نہ دی گئی اور ان کی قبر شریف کی زیارت کی اجازت مانگی تو مجھے اس کی اجازت دے دی گئی اور فرمایا کہ قبروں کی زیارتیں کیا کرو کہ یہ موت کو یاد دلاتی ہے۔'' مسلم[2]

---

[1] مظاہر حق جدید (شرح مشکوٰۃ شریف) زیارت قبور کا بیان، جلد دوم، صفحہ ۴۲۸

[2] مراۃ شرح مشکوٰۃ قبروں کی زیارت، جلد دوم، صفحہ ۵۲۳

Marfat.com

اس آیت مقدسہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کافر کی قبر کی زیارت منع ہے اور حضور کو آمنہ خاتونؓ کی قبر کی زیارت کی اجازت دی گئی لہٰذا وہ مومنہ ہیں۔ اگر کافرہ ہوتیں تو حضورﷺ ان کی قبر پر ہرگز نہ جاتے۔

دیگر آیت مقدسہ سے شارح نے جو استدلال کیا ہے وہ یہ ہے۔

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ

ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار رہے[1]

تیسری آیت مبارکہ:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے[2]

یعنی اس امت مسلمہ میں نبی آخر الزماں کو بھیج حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے حضور کی تشریف آوری کی دعا کی۔ حضور دعائے ابراہیم و بشارت مسیح ہیں۔ اس استدلال سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور امت مسلمہ میں پیدا ہوئے اور حضور کے آباؤ اجداد موحد مومن تھے آپ کی شرح کی بڑی خوبی یہ ہے کہ تحقیقات حدیثیہ و تدقیقات فقہیہ کا دریائے ذخار موجیں مارتا نظر آتا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاۤءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى امْرَاَتِيْ وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ

---

1. قرآن کریم پارہ الم سورہ بقرہ رکوع ۱۳
2. قرآن کریم پارہ الم سورہ بقرہ رکوع ۱۳

Marfat.com

نے کہا کہ "میں یہیں ہوں"! آپ نے فرمایا "لو یہ کھجوریں پکڑو اور انہیں خدا کی راہ میں (محتاجوں کو) تقسیم کردو! اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا میں یہ کسی ایسے شخص کو دے دوں جو مجھ سے بھی زیادہ محتاج ہو؟ (یعنی میں تو خود سب سے زیادہ محتاج ہوں دوسرے لوگوں کو کیسے دوں؟) خدا کی قسم! مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان کوئی ایسا گھرانہ نہیں جو میرے گھرانے سے زیادہ محتاج ہو اور مدینہ کے دونوں کناروں سے مراد وہ دونوں پہاڑیاں تھیں (جو مدینہ کے جانب شرق اور جانب غرب واقع ہیں) نبی کریم ﷺ (اس کی بات سن کر) ہنسے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ اچھا یہ کھجوریں اپنے اہل وعیال کو کھلاؤ۔" (بخاری مسلم)

حدیث مذکورہ کی شرح" علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اپنے اہل عیال کو کفارہ دینے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا خواہ اصول میں سے یعنی باپ دادا وغیرہ ہوں جہاں تک حدیث بالا کا تعلق ہے اس سے اپنے اہل عیال کو کفارہ دینے کا جواز ثابت ہوتا ہے، تو اس کے بارہ میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ آیا اس شخص کے ذمہ کفارہ ادا ہوگیا تھا یا نہیں؟ چنانچہ اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ کفارہ ادا ہوگیا تھا اور یہ حکم صرف اسی کے ساتھ مخصوص تھا کہ آنحضرت ﷺ نے بطور خاص اس کو اجازت عطا فرمادی تھی کہ وہ کھجوریں جو کفارہ کے طور پر اس کی طرف سے دی جاتی تھیں اپنے اہل وعیال کو کھلانے پر صرف کردے اور چونکہ یہ ایک مخصوص معاملہ تھا اس لئے کسی دوسرے کے لئے یہ جائز نہیں بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس وقت اس کے ذمہ سے کفارہ ادا نہیں ہوا تھا بلکہ اس کے ذمہ باقی رہا تھا۔"[1]

---

[1] مظاہر حق جدید (شرح مشکوٰۃ شریف) روزہ پاک کرنے کا بیان جلد دوم، صفحہ ۶۴۲ تا ۶۴۳

Marfat.com
Marfat.com

کفارہ میں ترتیب معتبر ہے روزے کی طاقت نہ ہونا، بڑھاپے، بیماری، غلبہ شہوت ہر طرح سے ثابت ہو جاتا ہے یعنی اس صدقہ کا پہلے تو مالک بن جا، پھر مالک ہو کر اپنی طرف سے ساٹھ مسکینوں کو خیرات کردے کیونکہ ملک بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے یعنی اپنا یہ کفارہ تو خود بھی کھالے اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلادے، تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا یہ ہے حضور ﷺ کا اختیار خداداد، کہ مجرم کے لئے اس کا کفارہ اس کے لئے انعام بنادیا، ورنہ کوئی شخص اپنا کفارہ، اپنی زکوٰۃ، نہ تو خود کھا سکتا ہے، نہ اس کے بیوی بچے، مگر یہاں اس کا اپنا ہی کفارہ ہے اور اپنے آپ ہی کھا رہا ہے۔ یہاں بعض لوگوں نے بڑے غوطے کھائے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ کفارہ نہ تھا، کیونکہ وہ فقیر تھا اور ایسے فقیر پر مالی کفارہ واجب نہیں بلکہ حضور ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ ابھی تو یہ کھالے، جب کبھی تیرے پاس مال آئے تو کفارہ ادا کر دینا۔ مگر یہ غلط ہے چند وجوں سے، ایک یہ کہ حضور انور ﷺ نے صاف فرمایا تَصَدَّقْ بِهٖ اس کا صدقہ دیدے، پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ یہ کفارہ نہ تھا، اگر فقیر کو بقدر کفارہ مال دیدیا جائے، تو وہ کفارہ ضرور دے، یہاں ایسا ہی ہوا، دوسرے یہ کہ حضور انور ﷺ نے اس سے یہ نہ فرمایا کہ آئندہ تو کفارہ دے دینا تم یہ کہاں سے کہتے ہو، یہ قید اپنی طرف سے ہے حدیث میں نہیں آئندہ کفارہ دلوانا ہوتا تو اس خصوصیت کے کیا معنی

یہ حضور ﷺ کے خداداد اختیار میں سے ہے۔[1] حضرت حکیم الامت بدایونی مفتی احمد یار خان نے شرح حدیث کی تحقیق میں روایت کے گوشوں کو اجاگر کیا ہے یہ ترجمہ و تفسیر اس قدر جامع ہے کہ خاص و عام کے لئے شمع ہدایت ہے۔ اس میں نثر کا حسن بھی اور شرح کی دلکشی و دلبری بھی۔ شارح نے معانی حدیث کے ہر پہلو پر جامع بحث درج کی ہے۔ فن حدیث کے مدعی کی غلطیوں پر کاری ضرب لگائی ہے۔ اب تک مصابیح شریف کی کوئی بھی شرح اس

---

1. مرآۃ شرح مشکوٰۃ، روزے کو پاک رکھنا، جلد سوم، صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۲

Marfat.com

Marfat.com

از مظاہرِ حق جدید جلد دوم

تشریح

چنانچہ جب ان کا انتقال ہوا تو آنحضرت ﷺ کو بہت زیادہ صدمہ ہوا اور آپ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے انتقال کی خبر دی اور سب کو لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے اور وہاں ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔[1]

حکیم الامت مفتی احمد یار خان "بادشاہ نجاشی" سے متعلق حدیث کا ترجمہ اور تشریح اس طرح فرماتے ہیں۔

ترجمہ حدیث:

روایت ہے انہی سے (حضرت ابو ہریرہؓ) کے نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو نجاشی کی موت کی خبر دی جس دن انہوں نے وفات پائی اور حضور صحابہ کے ساتھ عیدگاہ تشریف لے گئے ان کی صفیں بنائیں اور چار تکبیریں کہیں (مسلم و بخاری)

تشریح

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی نگاہ دور نزدیک غائب حاضر سب کو دیکھ لیتی ہے کہ حبشہ اور مدینہ منورہ میں ایک مہینہ کا فاصلہ ہے (مرقات) اس سے معلوم ہوا کہ پنجگانہ جماعت کی مسجد میں نماز جنازہ منع ہے میت مسجد میں ہو یا نہ ہو، اس لئے حضور ﷺ نے یہ نماز مسجد نبوی شریف میں نہ پڑھی بلکہ ان کو باہر لے گئے۔ اس حدیث کی بنا پر لوگ نماز جنازہ غائبانہ کے قائل ہیں مگر ان کی یہ دلیل کمزور ہے۔ اس لئے کہ نماز غائبانہ صرف حضور ﷺ ہی نے پڑھی کسی صحابی نے کبھی نہ پڑھی۔

---

[1] مظاہر حق جدید (شرح مشکوٰۃ شریف اردو) جنازہ کا بیان، جلد دوم، صفحہ ۴۲۰

marfat.com

Marfat.com

حضرت حکیم الامت کا ترجمہ وتشریح

''روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قرآن کا عالم معزز فرشتوں اور محترم و معظم نبیوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن پڑھتا ہو کہ اس میں اٹکتا ہو اور قرآن اس پر گراں ہو اس کے لئے دو ثواب ہیں۔ (مسلم و بخاری)

تشریح

قرآن کریم کا ماہر وہ عالم ہے جو الفاظ قرآن معانی و مسائل قرآن اسرار و رموز قرآن کا واقف ہو اس کا بڑا درجہ ہے۔''[1]

یعنی حکیم الامت مفتی احمد یار خان نے قطب الدین خان کے برعکس جو مفہوم مراد لیا ہے وہ اپنے صحیح تناظر میں ہے۔ پیش کردہ ترجمہ وتشریح سے شیخ التفسیر والحدیث کا ترجمہ اور شرح کا جب ہم دیگر تراجم و شرحوں سے تقابلی مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ دوسرے شارحین مفسرین و مترجمین حدیث کی نظر معنویت حدیث تک نہیں پہنچ سکی اور ان کے ترجمہ حدیث سے ہی حدیث شریف کا مفہوم ہی بدل جاتا ہے چنانچہ محمد قطب الدین خان دہلوی کا ترجمہ وتشریح حدیث سے واضح ہے کہ انہوں نے ''ماہر قرآن'' کے متعلق جو تشریح کی ہے۔ اس تشریح سے معنی اور مفہوم بالکل بدل گیا ہے اس ترجمہ وتشریح کے برعکس حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان کا ترجمہ وتشریح معنی و مفہوم کے عین مطابق ہے۔ یہ آپ کی عظیم خوبی ہے کہ وہی مفہوم اختصار کے ساتھ دلکش پیرایہ میں ادا کر دیا۔

حدیث: وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَهِ یُدْعٰی لَهَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَکُ الْفُقَرَاءُ

---

[1] مرآۃ شرح مشکوۃ شریف (زولمرات، اردو ترجمہ وشرح) قرآن پاک کے فضائل، صفحہ ۲۱۹

Marfat.com

دعائیں کرتے ہیں کہ خدا کرے امیر مریں تاکہ ہم کو کھانا و خیرات ملے! اگر ولیمہ اور دیگر خوشی کی دعوتوں میں بھی فقراء بلائے جائیں تو یہ فقراء خوشی کی دعائیں کریں اسی لئے آج کل مشہور ہے کہ بھانڈ بنڈ یلے، مراثی، باجے والے تو خوشی کی دعائیں کرتے ہیں اور فقراء غمی کی، غرضیکہ حضور انور ﷺ کے ہر فرمان میں صدہا حکمتیں ہیں۔ بعض لوگ ان دعوتوں میں فقراء کو بھی بلاتے ہیں۔ مگر انہیں سب سے پیچھے اور ذلت و خواری سے کھلاتے ہیں یہ زیادہ برا ہے۔ فقراء بھی ہمارے بھائی ہیں۔"[1]

علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی کی پیش کردہ شرح کے تقابلی مطالعہ سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ موصوف کی تشریح و ترجمہ میں وہ خصوصیات نظر نہیں آتیں جو خصوصیات مفتی احمد یار خان صاحب کی شرح میں ہیں۔ قطب الدین خان صاحب نے جو ترجمہ پیش کیا ہے اسی ترجمہ کو اپنی شرح کی شرح بنائی۔ جس سے توضیح کا حسن بے آبرو دکھائی دیتا ہے۔ لغت کی اصلاح میں شرح کی معنی کھول کر بیان کرنا ہے۔ شارح کی نظر ماضی اور حال دونوں پر ہونا لازمی ہے۔ شارح اپنی قوم کا نباض ہوتا ہے۔ جو احادیث رسول کی روشنی میں قوم کی گتھیاں سلجھانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ تشریح کرتے وقت صداقت کی کسوٹی کے ساتھ ساتھ ماحول اور حکمت، سماج میں پیدا ہونے والی یا رائج ہونے والی برائی پر گہری نظر ہونی چاہئے۔ عہدیداروں میں جو برائی رائج ہو یا ہونے والی ہو اس پر احادیث رسول کی روشنی کے مطابق اصلاح کی ضرورت ہے۔ کامیاب شارح کہلانے کا وہی مستحق ہے جس کی نظر فرمانِ رسول کی حکمت پر ہو۔ قطب الدین خان دہلوی کی شرح میں یہ تمام

---

[1] مرآت، ولیمہ کا بیان، جلد ۵، صفحہ ۷۵

Marfat.com

حدیث مذکورہ کے متعلق علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی کا ترجمہ و تشریح اس طرح ہے۔

ترجمہ: ''اور حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے لبید کا یہ کلام ہے کہ مت بھولو، اللہ کے سوا ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے۔'' (مسلم بخاری)

تشریح

''لبید عرب کے بہت مشہور شاعر تھے، عربی ادب میں ان کے کلام اور ان کی شاعری کو سند کا درجہ حاصل ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی ہدایت بھی بخشی اور ان کو قبولیت اسلام کے بعد صحابیت کا شرف حاصل ہوا، جس طرح زمانہ جاہلیت میں اپنے فن کی وجہ سے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح زمانۂ اسلام میں بہت معزز اکرم رہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے بڑی طویل حیات پائی تقریباً ایک سو ستاون سال (۱۵۷) کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔''[۱]

حدیث مذکورہ کا ترجمہ و تشریح، شیخ التفسیر الحدیث اس طرح بیان کرتے ہیں۔

ترجمہ: روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نہایت سچی بات جو شاعر کہے وہ لبید کی بات ہے کہ۔ یقیناً اللہ کے سواء ہر چیز فانی ہے۔'' (مسلم و بخاری)

تشریح

یہاں کلمہ سے مراد شعر ہے۔ لبید ابن ربیعہ عامری عرب کے مشہور شاعر ہیں یہ اپنی قوم بنی جعفر ابن کلاب کے وفد میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے

۱۔ مظاہر حق جدید، جلد پنجم، صفحہ ۴۲۹

Marfat.com

میں بیان کر کے شیدائیان فن حدیث کی تفہیم میں اضافہ کر دیا ہے۔ شیخ التفسیر والحدیث نے مشکوۃ المصابیح کی شرح پیش کر کے ظلمتوں میں بھٹکتی انسانیت کو راہ مستقیم کی شاہروں میں کھڑا کر دیا ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُلِقَتِ الْمَلٰئِكَةُ مِنْ نُوْرٍ وَّ خُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنَ النَّارِ وَخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

مذکورہ حدیث کا ترجمہ وشرح، علامہ نواب قطب الدین خان، اس طرح لکھتے ہیں۔

ترجمہ: ''اور ام المومنین عائشہؓ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے، جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا ہے، جس میں دھواں ملا ہوتا ہے اور آدم کو اس چیز سے پیدا کیا گیا ہے جو تمہیں بتادی گئی ہے۔''

تشریح

''قاموس میں لکھا ہے کہ ''نور'' کے معنی یا تو ''روشنی'' کے ہیں یا روشنی سے پھوٹنے والی شعاع کے ہیں! بہر حال یہاں حدیث میں وجود نور سے مراد اصل روشنی یعنی وہ جوہر ہے جس سے روشنی وجود میں آتی ہے پس فرشتوں کی تخلیق اسی جوہر روشنی سے ہوئی ہے لفظ جانّ کے معنی یا تو جن یا جنات کے ہیں، یا اس لفظ سے مراد جنات کی وہ اصل (یعنی ان کا باپ) ہے جس سے جنات کی نسل چلی ہے، جیسے انسان کے باپ حضرت آدم ہیں۔''[1]

علامہ نواب قطب الدین خان دہلوی کے ترجمہ ع تشریح کے برعکس شیخ التفسیر و الحدیث مفتی احمد یار خان کا ترجمہ وتشریح اس طرح ہے۔

1. مظاہر حق جدید، ابتدائے پیدائش، جلد ششم، صفحہ ۵۵۳

Marfat.com

جب کبھی آپ کی شرح کا تنقیدی یا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا تو فن حدیث کی حیثیت سے ہمیشہ اس کو انفرادی مقام حاصل رہے گا۔ آپ کی شرح کی خوبیوں کا پورے طور پر تجزیہ ایک دشوار کن امر ہے۔ جیسا کہ آپ نے اپنی شرح حدیث میں نار و نور کا فرق، فرشتے و جن کا فرق بیان کر کے حقیقت کی وضاحت کی ہے۔ اسی نور سے متعلق علامہ نواب قطب الدین خان دہلوی نے فقط اتنا ہی تحریر کیا ہے کہ "نور" کے معنی یا تو روشنی کے ہیں یا روشنی سے پھوٹنے والی شعاع کے ہیں پس فرشتوں کی تخلیق اسی جوہر روشنی سے ہوئی ہے۔" اس کے برعکس شیخ التفسیر کی شرح نے شارحین حدیث کے بلند ترین مقام پر فائز ہو کر اہم ذمہ داریوں کے تقاضوں کی تکمیل کی بھرپور سعی کی ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَجَّتِهٖ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِىْ اَهْلَ بَيْتِىْ رَوَاهُ التِّرْمِذِىْ

حدیث مذکورہ کا ترجمہ و تشریح "علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی" اس طرح کرتے ہیں لکھتے ہیں۔

ترجمہ "حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے حج کے موقع پر عرفہ کے دن اپنی قصواء نامی اونٹنی پر خطبہ دیتے سنا کہ فرمایا، لوگو! میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے: یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری اولاد میرے اہلبیت۔"

Marfat.com

کی فرمانوں پر عمل کرنا اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف اہلبیت ہی کو پکڑو باقی کو چھوڑ دو صحابہ کرام کے متعلق ارشاد ہے۔ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ اہلبیت امت کے لئے کشتی ہیں، صحابہ امت کے لئے تارے ہیں۔ سمندر کے سفر میں دونوں کی ضرورت ہے۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ خواہ ازواج پاک ہوں یا اولاد سب ہمیشہ ہدایت پر رہیں گے کبھی گمراہ یا بے راہ نہ ہوں گے۔ بعض شارحین نے کہا کہ اہل بیت کی اطاعت ان احکام میں ضروری ہے جو خلاف شرح نہ ہوں مگر حق یہ ہے کہ وہ حضرات نہ تو خلاف شرح کوئی کام کرتے ہیں نہ اس کا حکم دیتے ہیں۔ (مرقات)''۔[1]

علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی کی شرح ''مظاہر حق جدید'' کے تقابلی مطالعہ سے حقیقت واضح ہوتی ہے کہ موصوف کی شرح ایک محدود شرح ہے۔ جس میں تشریح حدیث کے تہ میں پائی جانے والی بات مفقود ہے۔ اس کے برعکس حضرت مفتی احمد یار خان تشریح حدیث کی خصوصیات کو واضح فرما کر پوشیدہ گوشوں کو اجاگر کیا ہے۔ شارح نے مفہوم کی گہرائی کا احاطہ کیا ہے۔ حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان نے تشریح حدیث کی اہمیت کا حیرت انگیز نمونہ پیش کیا ہے۔ آپ کی شرح میں زور بیانی بھی ہے، فصاحت و بلاغت بھی ان کی شرح جادو کی طرح فریفتہ کرتی ہوئی نسیم سحر کی تازگی بخشتی ہے۔

حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان کی شرح کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ اس میں باریک سے باریک مسائل، دقیق سے دقیق معانی کی صراحت اور وضاحت نہایت مؤثر اور دلکش پیرائے میں کی گئی ہے اس میں دریا کی سی روانی اور صحرا کی

---

[1] مراٰت ''اہل بیت کے فضائل'' جلد ہشتم صفحہ ۴۵۷

Marfat.com

باب سوئم

حضرت حکیم الامت بحیثیت محقق

مفتی احمد یار خان بدیوانی علم میراث

حکیم الامت مفتی احمد یار خان کا یہ مختصر رسالہ "علم المیر اث" زبان، بیان اور اسلوب کے اعتبار سے ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اردو زبان میں اس موضوع پر بہت ہی کم کتابیں دستیاب ہیں۔ جو کتابیں موجود ہیں ان میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث نہیں ہے۔ جس طرح علم المیر اث میں موجود ہے۔

دین اسلام میں مسئلہ وارثت کو بڑی اہمیت حاصل ہے جس کا جاننا ہر خاص و عام کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت (عَنْ اَبِیْ هرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَعَلِّمُوْا الْفَرَائِضَ وَالْقُرآنَ وَعَلِّمُوْا النَّاسَ) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ علم میراث اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔

چونکہ علم میراث سے عدل و انصاف قائم ہے۔ جہاں تمام علوم کا تعلق زندگی سے ہے اور وہاں اس کا تعلق موت سے ہے نیز قُربِ قیامت سب سے پہلے یہ علم دنیا سے اٹھ جائے گا۔ اس لئے خصوصیت سے اس کے سیکھنے کی تاکید فرمائی گئی۔ آپ کی تصنیف میں فکر استدلال کی نکتہ سنجی ہے۔ مصنف نے مسئلہ علم میراث جیسے مشکل ترین مسئلہ کا خاکہ آسانی کے ساتھ پیش کر دیا ہے۔ یہ وہ اختصاص ہے جو کسی اور مصنف کے یہاں نظر نہیں آتا۔ یہ کتاب ۹۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس کا ۱۳۵۲ھ سنہ تصنیف ہے۔

Marfat.com

ڈوب کر یا دب کر مر جادیں ان سب مرنے والوں کے لئے کیا حکم ہے اور ان کا مال کس طرح تقسیم ہوگا۔ باریک سے باریک مسائل میراث کی وضاحت علم المیراث میں کی ہے۔ جو شخص مرتد ہو گیا ہو خواہ وہ عورت ہو یا کہ مرد اس کا کیا حکم ہے۔ اگر شہر کے تمام لوگ مرتد ہو جائیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے۔ اس مسئلہ کی مصنف نے کھلے لفظوں میں وضاحت فرمائی ہے، وہ لکھتے ہیں:

> ''جو شخص مرتد ہو گیا وہ اپنے کسی رشتہ دار کے مال سے ورثہ نہیں پاسکتا چاہے وہ رشتہ دار مسلمان ہو یا وہ بھی مرتد ہو گیا ہو۔ اسی طرح مرتد عورت کسی کے مال سے ورثہ نہ پائے گی۔ ہاں اگر (معاذ اللہ) کسی شہر کے تمام لوگ مرتد ہو گئے تو ان میں سے ایک دوسرے کا مال ورثہ پائیں گے۔''

فتاوی نعیمیہ

حضرت مفتی احمد یار خان کا ''فتاوی نعیمیہ'' فقہ اسلامی کا بے بہا خزانہ ہے۔ آپ کی دیگر تصانیف کی طرح آپ کے قلم سے نکلے ہوئے فتاوے اپنی نظیر آپ ہیں۔ آپ نے ہر باریک سے باریک مسئلہ قرآن و حدیث، فقہ و تفسیر اور طویل تدریسی مہارت کی روشنی میں حل کیا ہے۔ آپ نے پہلا فتوی دوران طالب علمی انیس سال کی عمر میں کیم ربیع الاول ۱۹۱۴ء میں مراد آباد جامعہ نعیمیہ سے صادر فرمایا۔ جسے پڑھ کر حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین صاحب بے حد متاثر ہوئے اور دار الافتاء کی سند عطا کی اور آپ جامعہ نعیمیہ کے مفتی

Marfat.com

حرمین شریفین میں اسی تاریخ میں محفل میلاد شریف کا انعقاد ہوتا ہے اور اسی تاریخ میں اہل مکرمہ مولدِ پاک مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔

حضرت شیخ مدارج میں فرماتے ہیں کہ مشہور آنست کہ در ربیع الاول بود در دوازدہم ربیع الاول بود۔ بعضے گفتہ اند کہ بدو شبیکہ گذشتہ وبعضے دہ آمدہ وقول اول اشہر واکثر است وعمل اہل مکہ برایں است وزیارت کردن ایشاں موضع ولادت دریں شب وخواندن مولود۔

مواہب وزرقانی میں ہے۔ فقیل ولد للیلتین خلتا منہ۔ الخ

تاریخ ترجمہ ابن خلدون سوم صفحہ ۷ میں ہے۔ جمہور مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ عبد اللہ ابن عبد المطلب کے انتقال کے چند مہینے بعد بارہویں ربیع الاول کو عام الفیل کے پہلے برس پچپن روز کے بعد حضور اقدس ﷺ پیدا ہوئے۔

اس میں حاشیہ پر ہے حضور اقدس ﷺ کی ولادت ۵۷۰ء میں ہوئی تھی۔ غرض با اعتماد و مشہور ترین روایت یہ ہے کہ بارہ ربیع اول دوشنبہ صبح صادق ہے۔ ۹ ربیع الاول کا کسی نے قول نہیں کیا نہ ہی اوپر کی رواتوں سے معلوم ہوا۔ مولوی منظور صاحب کا ۹ کو ترجیح دینا جہالت ہے۔ ۹ کا قول ہی نہیں تو ترجیح کیسی؟ زیادہ تحقیق اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے رسالہ مبارکہ نطق الہلال میں دیکھو۔ واللہ اعلم۔ [1]

فقہ کی اولین اساس اصول فقہ ہے۔ اصول فقہ وہ علم ہے جس سے احکام شرعیہ کو دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے یعنی شریعت کے عملی احکام بلا دلائل سے جاننے کو علم فقہ کہتے ہیں۔ ہر دور کے علماء، فقہا، مفتیانِ کرام تمام مسائل کا حل اصول فقہ کی روشنی میں کرتے آئے ہیں۔ تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ فنِ فتویٰ نویسی عظیم وقدیم ترین فن ہے۔ ایک عالم دین کے تفقہ فی الدین اور تبحر علمی کا اندازہ اس کے فن فتاویٰ نویسی سے لگایا جا سکتا ہے۔ فقہ

---

[1] فتاویٰ نعیمیہ، صفحہ ۳۶

Marfat.com

شَانِ حَبِيْبُ الرَّحْمٰنْ بِاٰيَةِ الْقُرْآنْ

حکیم الامت مفتی احمد یار خان کی تصنیف ''شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن'' ایک معرکتہ الآرا کتاب ہے جس میں آپ نے ایک سو دو (۱۰۲) آیات قرانی سے یہ ثابت کیا ہے کہ سارا قرآن حکیم نعت رسول مقبول ﷺ ہے۔ مصنف نے اپنے دوسرے ایڈیشن میں ضمیمہ کا اضافہ کیا ہے۔ یہ کتاب وسط جمادی الاولی ۱۳۶۱ھ میں شروع ہو کر ۳ شعبان المعظم بروز دوشنبہ ۱۳۶۱ھ پایہ تکمیل کو پہنچی۔ جو تین سو ساٹھ (۳۶۰) صفحات پر مشتمل ہے۔

حضور رسول اکرم ﷺ کو جملہ زبان و بیان، علوم و فنون خواہ وہ کسی زمانہ کی کیوں نہ ہو کامل عبور ہے۔ حتیٰ کہ جانوروں کی زبان سے بھی واقف ہیں۔ سلمان فارسی سے بزبان فارسی کلام کرنا، یہودی عالم مالک بن صیف سے اس کی زبان سمجھتے ہوئے ہرنی آزاد کروانا، اونٹوں کی فریاد رسی پر دادرسی کرنا یہ تمام حضور علیہ السلام کے علم و فنون اور زبانوں و بیان پر مہارت تامہ کی دلیل ہے۔ مصنف نے مختلف حوالوں سے واضح کیا ہے وہ لکھتے ہیں قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

''کہ اے محبوب تم سب لوگوں سے کہہ دو خواہ وہ عیسائی ہوں یا موسوی، پارسی ہوں یا مجوسی، مشرق کے رہنے والے ہوں یا مغرب کے، شمال کے ہوں یا جنوب کے تمام دنیا کے لوگوں سے کہہ دو کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں''

بات بالکل واضح ہے جو تمام انسانوں کا رسول ہو وہ یقیناً تمام انسانوں کی زبان

Marfat.com

صیف اپنے ہی دین موسوی اور تمام کتابوں کا منکر ہو گیا۔ اسمناظرہ سے مصنف نے حضور علیہ السلام کا علم علم لدنی ثابت کیا ہے۔ دیگر یہ کہ اس بات کی بھی تصدیق ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کی توریت کی آیت پر بھی نظر ہے اور زبان عبرانی پر بھی عبور ہے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جناب مودودی صاحب کے اقتباسات:

"حضرت عثمان جن پر اس کار عظیم کا بار رکھا گیا تھا۔ ان تمام خصوصیات کے حامل نہ تھے" [۱]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پالیسی کا یہ پہلو بلاشبہ غلط تھا بہر حال غلط ہے خواہ وہ کسی نے کیا ہو۔ اس کو خواہ مخواہ کی سخن سازیوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا نہ عقل و انصاف کا تقاضا ہے اور نہ دین ہی کا مطالبہ ہے کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی نہ مانا جائے"۔ [۲]

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں صدر الافضل سید نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں:

"جس روز آپ نے حضور اقدس ﷺ سے بیعت کی تھی اس روز سے دم آخر تک اپنا داہنا ہاتھ اپنی شرم گاہ کو نہ لگایا تھا۔" کیونکہ یہ ہاتھ سید عالم ﷺ کے دست اقدس میں دے گیا تھا۔ روز اسلام سے روز وفات تک کوئی جمعہ ایسا نہ گذرا کہ آپ نے کوئی غلام آزاد نہ کیا ہو۔" [۳]

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نے اس آیت مبارکہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ الخ سے اخذ کر کے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت کا اظہار کیا ہے۔ بیان فرماتے ہیں۔

---

۱ تجدید احیائے دین، صفحہ ۳۴ ۲ خلافت و ملوکیت، صفحہ ۱۰۷

۳ سوانح کربلا، صفحہ ۳۸

Marfat.com

آسمانوں اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہے۔

ثابت یہ ہوا کہ ساری لوح محفوظ اس روشن کتاب قرآن شریف میں اور سارا قرآن شریف حضور علیہ السلام کے علم میں۔

اس مقام پر فاضل مصنف نے علم نبی پر طعن کرنے والوں کو دعوت فکر پیش کی ہے۔ ان میں جہاں تک حق گوئی و بیباکی و حق شناسی، سنجیدگی و متانت، مسائل کے ادراک کا تعلق ہے کوئی آپ پر ہم سری نہیں کر سکتا۔ وہ لکھتے ہیں:

> حضور ﷺ نے قرآن کب سیکھا؟ ترجمہ رحمٰن نے اپنے بندۂ محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا اور مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنَ کا ان کو بیان سکھایا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ وَ السلام بلا واسطہ رب تعالی کے شاگرد ہیں نہ کہ جبرئیل علیہ السلام کے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تو درمیان حبیب و محبوب قاصد ہیں بلکہ خود قرآن لے کر آتے ہیں۔ مگر اسرار سے ناواقف ہوتے ہیں۔
>
> (رحمٰن) کب سکھایا۔ ظاہر یہ ہے کہ ازل میں سکھایا سکھانے کا وقت تو وہ تھا مگر اس کے ظہور کا وقت یہ ہوا۔"[1]

---

[1] شان حبیب الرحمٰن، صفحہ ۲۵۰ تا ۲۵۱

Marfat.com

Marfat.com

تقلید کی تعریف

لفظ تقلید عربی ہے جس کے لغوی معنی نقل، پیروی، کسی کے قدم بقدم چلنا، کسی کی متابعت کرنا، گردن میں ہار ڈالنا وغیرہ ہے۔ کسی کام کا ذمہ لینا، اس کے شرعی معنی ہیں کہ کسی کے قول وفعل کو اپنے اوپر لازم شرعی جاننا۔

اصول شرعیہ چار ہیں۔ کتاب، سنتِ رسول اللہ، اجماع امت، قیاس مجتہدین، قرآن حکیم میں اجتماع مجتہدین کی پیروی کا حکم ہے تا کہ شرعی احکام معلوم کرنے میں دشواری نہ ہو۔ جو مسائل قرآن وحدیث یا اجماع امت سے اجتہاد واستنباط کر کے نکالے جائیں ان میں غیر مجتہد پر تقلید کرنا واجب ہے۔

علمائے دین کے متعلق قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ اللہ سے ان بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں یہ آیت کریمہ امام اعظم، امام شافعیؒ امام مالکؒ، امام حنبلؒ جیسے علماء، فقہا، مجتہدین کے حق اور شان میں اتری۔ رب نے اپنی خشیت وخوف کو ان میں مختص فرمادیا۔

تقلید سے متعلق قرآن حکیم میں واضح اعلان ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر وانصار اور جو بھلائی میں ان کے پیروکار ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔[1]

مسئلہ تقلید سے متعلق شیخ محمد اکرام بیان کرتے ہیں کہ بعض گروہ تقلید کے قائل نہیں ہیں یعنی

[1] نور العرفان پارہ نمبر ۱۱، سورۃ التوبہ

Marfat.com

"(۱) مجتہد فی الشرع (۲) مجتہد فی المذہب (۳) مجتہد فی المسائل
(۴) اصحاب التخریج (۵) اصحاب الترجیح (۶) اصحاب التمیز۔" [۱]

(۱) مجتہد فی الشرع: وہ حضرات ہیں جنہوں نے اجتہاد کرنے کے قواعد بنائے۔ جیسے چاروں ائمہ

(۲) مجتہد فی المذہب: وہ حضرات ان اصولوں میں تقلید کرتے ہیں اور ان اصولوں سے مسائل شرعیہ وفرعیہ کو واستنباط کر سکتے ہیں

(۳) مجتہد فی المسائل: وہ حضرات ہیں جو قواعد اور مسائل فرعیہ دونوں میں مقلد ہیں۔ مگر وہ مسائل جن کے متعلق ائمہ کی تصریح نہیں ملتی ان کو قرآن اور حدیث وغیرہ سے نکال سکتے ہیں

(۴) اصحاب تخریج: وہ حضرات ہیں جو اجتہاد تو بالکل نہیں کر سکتے، ہاں ائمہ میں سے کسی کے مجمل قول کی تفصیل فرما سکتے ہیں

(۵) اصحاب ترجیح: وہ حضرات ہیں جو امام کی چند روایات میں سے بعض کو ترجیح دے سکتے ہیں

(۶) اصحاب تمیز: وہ حضرات ہیں جو ظاہر مذہب اور روایات نادرہ اسی طرح قول ضعیف اور قوی میں فرق کر سکتے ہیں کہ اقوال مردودہ اور روایات ضعیفہ کو ترک کر دیں۔ [۲]

انہوں نے مجتہدین کے مختلف طبقات کا تفصیلی جائزہ لے کر یہ بھی واضح فرمادیا ہے کہ کون سا طبقہ کن مسائل سے متعلق استنباط کر سکتا ہے۔ مصنف نے آیت قرآنی اور احادیث صحیحہ اور اقوال مفسرین سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تقلید ہی صراط مستقیم ہے۔ اس کے برعکس دیگر مکتبہ فکر مصنفین کا تقلید سے منحرف ہونا آیات قرآنی، احادیث نبوی کے خلاف ہے۔

۱۔ جاء الحق وزھق الباطل حصہ اول، صفحہ ۱۷

۲۔ جاء الحق وزھق الباطل حصہ اول، صفحہ ۱۷ تا ۱۸

marfat.com

Marfat.com

بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اس میں حضور ﷺ نے اپنے جاننے کی نفی نہیں کی ورنہ فرماتے لَا أعْلَمْ "میں نہیں جانتا"۔ اتنی دراز عبارت کیوں ارشاد فرمائی؟ اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اے جبرئیل اس مسئلہ میں میرا اور تمہارا علم برابر ہے کہ مجھ کو بھی خبر ہے اور تم کو بھی لیکن اس مجمع میں یہ راز ظاہر کرنا مناسب نہیں دوسرے یہ کہ یہ جواب سُن کر حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ فَاخْبِرْنِیْ اَمَارَتِهَا۔ تو قیامت کی نشانیاں ہی بتا دیجئے۔ اس پر حضور ﷺ نے چند نشانیاں بیان فرمائیں کہ اولاد نافرمان ہوگی اور کمین فاسقین لوگ عزت پائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ جس کو قیامت کا بالکل ہی علم نہ ہو اس سے اس کی نشانیاں پوچھنا کیا معنی؟ نشانیاں اور پتہ تو جاننے والے سے پوچھا جاتا ہے اور وہی بتا سکتا جو قیامت کو جانتا ہو۔"[1]

اس مقام پر فاضل مصنف نے حضور ﷺ کا قیامت کی نشانی بتانے سے متعلق حدیث کی روشنی میں علم قیامت ثابت کیا ہے۔

"حضور علیہ السلام نے قیامت قائم ہونے کا دن بتایا مشکوٰۃ باب الجمعہ میں ہے۔ "لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ۔ قیامت قائم نہ ہوگی مگر جمعہ کے دن۔" کلمہ کی اور بیچ کی انگلی ملا کر فرمایا: بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ کَهَاتَیْنِ۔ ہم اور قیامت اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے یعنی ہمارے زمانے کے بعد بس قیامت ہی ہے۔

[1] جاء الحق وزہق الباطل اول صفحہ ۱۰۷

marfat.com
Marfat.com

اسی آیت کو بنیاد بنا کر مخالفین یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو روح کا علم نہیں تھا۔ مگر حضرت مفتی احمد یار خانؒ نے روح البیان کے حوالے سے یہ استدلال پیش کیا ہے کہ اس آیت میں کہیں اس بات کا تذکرہ نہیں ہے کہ حضور علیہ السلام کو روح کا علم نہیں دیا گیا یا کہ کہیں بھی حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے روح کا علم نہیں ملا۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب کے نزدیک اس آیت کو روح کی نفی کے لئے پیش کرنا سراسر غلط ہے۔

''روح البیان نے اسی آیت لَاعْلَمُوکُ کے ماتحت لکھا ہے۔
اَلْحَقِیْقَةُ الْمُحَمَّدِیَّةُ هِیَ حَقِیْقَةُ الْحَقَائِقِ وَهُوَ الْمَوْجُوْدُ الْعِلْمُ الشَّامِلُ حقیقت محمدیہ تمام حقیقتوں کی حقیقت ہے اور وہ ہی وجود عالَم ہے لہٰذا آیت کے معنٰی یہ ہوئے کہ روح وہ جواہر یعنی کن سے بلا واسطہ پیدا ہو اور وہ تو حقیقت محمدیہ ہے کہ بلا واسطہ اُس کی پیدائش ہے اور سب کی پیدائش ان کے نور سے ہے مطلب یہ ہوا کہ روح حقیقی میں ہوں۔'' [۱]

حکیم الامت مفتی احمد یار خان عالم اسلام کے قابل فخر مصنف اور عظیم محقق ہیں جن کا علم وفن شرف کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ انہوں نے لاینحل مسائل کی عقدہ کشائی کر کے عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔ جس کو رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جا سکتا مصنف کا اسلوب بیان روشن و تابناک ہے۔ آپ کی تصانیف اعلیٰ تحقیقات کے نادر نمونے ہیں مصنف نے اسلاف کی کتابوں سے واضح دلائل میں ثابت کیا ہے کہ وہ مذہب اسلام کے خلاف نہیں بلکہ قرآن وحدیث کا عین مقتضا، ائمہ کرام اور سلف صالحین کے نزدیک مستحسن و پسندیدہ ہیں۔ ''جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ'' حصہ دوم حصہ اول کی طرح فیصلہ کن صداقت پر مبنی ہے حصہ دوم کی کیفیت اس طرح ہے۔

---

۱ جاء الحق و زھق الباطل حصہ اول دوسرا باب فصل اول صفحہ ۱۰۰/۱۰۱

Marfat.com

نماز نہیں ہوتی۔ (ابن الجوزی فی العلل)

(۶) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو امام کے پیچھے تلاوت کرے کاش اس کے منہ میں پتھر ہو۔(موطا امام محمد و عبد الرزاق)

(۷) حضرت سعدؓ ابن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں جو امام کے پیچھے تلاوت کرے اس کے منہ میں انگارے ہوں۔(موطا امام محمد و عبد الرزاق)

(۸) حضرت عبد اللہؓ بن عمرؓ خود بھی امام کے پیچھے تلاوت نہ کرتے تھے اور سختی سے منع بھی فرماتے تھے کہتے تھے امام کی قرأت کافی ہے۔(موطا امام محمد و عبد الرزاق)[1]

یہ تمام روایات طحاوی شریف اور صحیح البہاری میں موجود ہیں یہ تو بطور نمونہ عرض کیا گیا ورنہ اسی (۸۰) صحابہ سے منقول ہے کہ وہ حضرات امام کے پیچھے قرأت سے سخت منع فرماتے تھے۔

جاء الحق ہر اعتبار سے ایک ایسی جامع تصنیف ہے جس میں فقہی مسائل کو کمال فن کے ساتھ آسان زبان میں حل کیا گیا ہے۔

---

[1] جاء الحق حصہ دوم صفحہ ۲۳۹ تا ۲۴۰

Marfat.com

مشکوٰۃ باب السجود و فضلہ میں ہے ایک دفعہ حضور ﷺ نے حضرت ربیعہ ابن ابی کعب اسلمی سے خوش ہو کر فرمایا۔ "سَلْ" کچھ مانگ لو۔ انہوں نے عرض کیا اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ یعنی میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں۔ ارشاد فرمایا اَوَغَیْرَ ذٰلِکَ کچھ اور مانگتا ہے؟ عرض کیا بس یہی۔

اس حدیث سے تین طرح حضور کی بادشاہت ثابت ہوئی۔ اولاً اس طرح کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کچھ مانگو۔ یہ نہ فرمایا کہ فلاں چیز مانگو اور یہ وہی کہہ سکتا ہے جس کے قبضے میں سب کچھ ہو۔ پھر حضرت ربیعہؓ نے بھی خوب سوچ کر وہ چیز مانگی جو بے مثل ہے یعنی جنت اور جنت کا صدر اعلیٰ علیین، جہاں حضور کا قیام ہو۔ دوسرے اس طرح کہ حضرت ربیعہؓ نے عرض کیا اَسْئَلُکَ میں آپ سے مانگتا ہوں یہ نہ کہا میں خدا سے مانگتا ہوں اور حضور علیہ السلام نے بھی نہ فرمایا کہ تم مشرک ہو گئے اور ظاہر بات یہ ہے کہ حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی ہر چیز کے مالک ہیں۔ تیسرے اس طرح کی حضور نے اس کے جواب میں فرمایا کچھ اور مانگ لو اس سے معلوم ہوا کہ جنت کے علاوہ بھی کچھ اور دینے پر قادر ہیں۔"

حکیم الامت مفتی احمد یار خانؒ حضور ﷺ کی ملکیت سے متعلق علماءِ امت کے اقوال پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مرقات شریف شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قادری اسی باب میں اسی حدیث کی شرح میں یہی مضمون لکھ کر فرماتے ہیں فَیُعْطِیْ لِمَنْ یَّشَاءُ حضور جس کو جو چاہیں وہ دے دیں۔

ان عبارتوں نے فیصلہ کر دیا کہ دنیا و آخرت کی ہر چیز کے مالک حضور ہیں۔[1]

---

[1] سلطنت مصطفےٰ تیسری فصل صفحہ ۳۳

Marfat.com

قرآن شریف سنایا کرتے تھے اور اچھوں کی نقل بھی اچھی ہوتی ہے
انسان ہر دن رات میں بیس رکعت فرض واجب پڑھتا ہے۔
۱۷ فرض، ۳ وتر رمضان میں۔ ان بیس کی تکمیل کیلئے بیس رکعتیں اور
پڑھوائی گئیں تاکہ اس مبارک مہینہ میں اگر وہ رکعتیں ناقص رہی ہیں
تو ان سے کامل ہو جائیں۔ اس ماہ میں عبادت کامل تر چاہئے۔"[1]

اسلام اور کلمہ طیبہ

یہاں پر مصنف نے کلمہ سے متعلق ابھرنے والے سوال کا جواب درج فرما کر اپنی دانشوری کا ثبوت پیش کیا ہے۔ مصنف نہایت ہی ذکی اوصاف کے حامل ہیں۔

اس سوال پر کہ کلمہ پڑھتے ہی کفر کے سب گناہ کیوں معاف ہو جاتے ہیں؟ حضرت حکیم الامت جواباً لکھتے ہیں:

"کہ اسلام مثل سمندر کے ہے جس میں کیسا ہی پلید آدمی غسل کرے
پاک ہو جاتا ہے۔ سمندر ظاہری گندگی کو دور کرتا ہے۔ اخلاص والا
کلمہ باطنی نجاست کو دور کرتا ہے۔"[2]

مہر کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ نکاح میں مرد کے ذمہ مہر کیوں ہوتا ہے؟ لکھتے ہیں:

کہ زوجین میں قدرے برابری رہے کہ بیوی نے اپنی جان شوہر کے
سپرد کی تو اس کے معاوضہ میں شوہر نے مہر ونفقہ دیا۔ قدرے برابری

---

[1] اسرار الاحکام صفحہ ۴۳ [2] اسرار الاحکام صفحہ ۷

Marfat.com

درس القرآن

یوں تو حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشاہیر میں سے ہیں۔ جامع تصنیفات وتالیفات کی وجہ سے عظیم وعبقری شخصیت کے حامل ہیں۔ جب آپ گجرات (پاکستان) کی سرزمین پر دین متین کی خدمت کیلئے جلوہ افروز ہوئے۔ فقط خطہ گجرات ہی نہیں دنیائے اسلام کو آپ کی ذات سے برکتیں میسر ہوئیں۔ آپ قیام گجرات کے زمانے میں "درس قرآن" بعد نماز صبح دیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ ۳۰ سال کے طویل عرصہ میں ختم ہوا۔ اہل گجرات اس فیوض وبرکات سے استفادہ کرتے رہے۔ درسِ قرآن کے درمیان حکیم الامت" آیات کا شان نزول تفسیر عالمانہ وصوفیانہ آیت کے مسائل وفوائد۔ اعتراضات و جوابات مع تحقیق علم وعرفان کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا اور بہتا ہوا نظر آتا ہے۔ جب یہ سلسلہ دوبارہ شروع ہوا تو حضرت سید الحاج محمد معصوم صاحب جیلانی قادری کے اصرار پر حکیم سردار علی صاحب نے درسِ قرآن کو قلمبند کیا۔ یہ تصنیف اسی درس قرآن کا نتیجہ ہے۔ یہ تصنیف گیارہ مختلف آیات مبارکہ کی روشنی میں درج ہے۔ اس تصنیف کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ حیات الشہداء ثابت کرتے ہوئے مدلل بارہ دلائل پیش کر کے مشکوک ذہنوں کی رہنمائی کی ہے۔

یہ تصنیف دوسو سولہ (۲۱۶) صفحات پر مشتمل ہے:

كَمَا اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا
وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّالَمْ
تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

ہم نے تم میں ایک شاندار رسول بھیجا جو تم میں سے ہے جو تم پر ہماری

Marfat.com

پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اے ریگستان عرب کے باشندو تمہاری تقدیر کھل گئی کہ تم ذرّوں کو چمکانے کے لئے وہ نہ چھپنے والا سورج تشریف لایا۔ جس نے تمہیں تمہارے خاندانوں کو، تمہارے ملک کو، تمہاری زبان کو چمکا دیا اور اگر عام مسلمانوں سے خطاب ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اے مسلمانو! تم وہ خوش قسمت لوگ ہو جنہیں وہ رسول ملا جس کی گردِ قدم کو انبیاء کرام ترستے تھے۔ ان کی برکت سے تمہارے عیب چھپ گئے، میل دھل گئے، مشکلیں ٹل گئیں، نصیبے چمک گئے اور اگر سارے انسانوں سے خطاب ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اے گروہ انسان ہم نے تم پر بڑی مہربانی کی کہ تمہاری جماعت میں اپنے حبیب کو بھیجا۔[1]

غرضیکہ اس لفظ فِیْکُمْ میں تین احتمال پائے جاتے ہیں اور تینوں معنی بھی اپنے اپنے لحاظ سے بالکل درست ہیں۔ یہ وہ تشریح ہے جو مصنف کے علمی طمطراق کا جوئندہ ہے۔

مسئلہ حیات النبی

حیات النبی کا مسئلہ ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کی حیات سے حیات کائنات ہے اس پر یہ آیت توریت موسیٰ گواہ ہے کہ لَوْ لَا مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهٗ لَمَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَا الشَّمْسَ وَلَا الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلَ وَ لَا النَّهَارَ وَ مَلَكًا مُقَرَّبًا وَلَا نَبِيًّا مُرْسَلًا وَلَا اِيَّاكَ۔ اگر محمد اور اس کی امت نہ ہوتی تو میں جنت، جہنم سورج، چاند، رات دن، فرشتے، انبیا کسی کو پیدا نہ کرتا اور اے موسیٰ تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

[1] درس القرآن صفحہ ۱۰/۹/۸

marfat.com

Marfat.com

مصنفؒ نے نہ صرف حضور ﷺ کی حیات مبارکہ پر دلیل قائم کیا بلکہ گذشتہ جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات کیلئے بھی یعنی حیات الانبیاء پر زبردست استدلال آیت قرآنی سے کیا ہے اس مسئلہ پر شرعی اور تحقیقی نقطۂ نظر سے عقائد و اعمال کی درستگی کی کامیاب سعی کی ہے۔ وہ رقم طراز ہیں:

رب تعالیٰ فرماتا ہے وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَامِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَا الآخر اے محبوب گذشتہ نبیوں سے پوچھ لو کیا ہم نے کچھ اور معبود بنائے تھے۔ جن کی عبادت کی جائے۔

رَبُّ الْعَالَمِیْن نے اپنے پیارے حبیب کو از آدم تا عیسیٰ علیہم السلام پوچھنے کا حکم دیا اور پوچھا اسی سے جاتا ہے جو زندہ بھی ہو۔ جواب بھی دے۔

اس آیت مقدسہ سے مصنف نے حیات الانبیاء ثابت کرنے کے علاوہ متعدد مسائل کا استنباط بھی کیا ہے۔[1]

1. درس القرآن صفحہ ۹۳ تا ۹۷

Marfat.com

Marfat.com

چالیس ابدال شام کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے جس میں یہ الفاظ ہیں۔ بِهِمْ يُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ۔ انہی ابدال کے وسیلہ سے امت پر سے بلا دفع کی جاتی ہے۔ روزی کی کشائش فتح وشکست دینا۔ بلا دفع کرنا ان حضرات کے وسیلہ سے ہے اور تمام عالم فائدہ اٹھاتا ہے۔

وسیلہ کے ثبوت میں آیات قرآنی:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [1]

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور رب کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اعمال کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کا وسیلہ ڈھونڈنا ضروری ہے کیونکہ اعمال تو اتقوا اللہ میں آگئے اور اس کے بعد وسیلہ کا حکم فرمایا۔ معلوم ہوا کہ یہ وسیلہ اعمال کے علاوہ ہے۔" [2]

آیت دیگر: فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ

"آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی طرف سے کچھ کلمے پائے جن کے وسیلہ سے دعا کی اور رب نے ان کی توبہ قبول کی۔"

معلوم ہوا حضور ﷺ انبیاء کرام کا بھی وسیلہ ہیں۔ [3]

وسیلہ احادیث کی روشنی میں:

يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلٰثَةٌ اَلْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ [4]

یعنی قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کریں گے انبیاء، علماء، شہداء،

---

[1] قرآن مجید پارہ نمبر ۶، سورہ المائدہ سورہ ۵
[2] رحمت خدا بوسیلہ اولیاء اللہ باب اول صفحہ ۱۰
[3] رحمت خدا بوسیلہ اولیاء اللہ باب اول صفحہ ۹
[4] رحمت خدا بوسیلہ اولیاء اللہ باب اول صفحہ ۲۲

Marfat.com

آخری سوال کے جواب پر ہے۔ اس آیۂ کریمہ سے معترضین وسیلہ کی نفی میں سوال کرتے ہیں۔

سوال: رب تعالیٰ قیامت کے بارے میں فرماتا ہے۔

یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ اور کہیں فرماتا ہے فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِیْنَ ۝ یعنی اس دن نہ تجارت ہوگی نہ دوستی کام آئے گی۔ نہ کسی کی سفارش۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں سارے وسیلے ختم ہو جائیں گے۔

مصنف ؒ نے جواب دیا۔

جواب: مسلمانوں کے لئے رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ

اس دن سارے دوست دشمن بن جائیں گے سوا پرہیزگاروں کے کفار کی آیت مومن پر پڑھنا بے دینی ہے۔ نیز فرماتا ہے

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝

اس دن مال و اولاد کام نہ آوے گی سوا اس کے جو رب کے پاس سلامت دل کر آیا۔ معلوم ہوا کہ مومن کا مال و اولاد قیامت میں کام آویں گے۔[1]

اماموں کے امام یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں۔

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ ۔ لِاَبِیْ حَنِیْفَةَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

[1] رحمت خدا بوسیلہ اولیاء اللہ باب اول صفحہ ۳۸

Marfat.com

عِلْمُ الْقُرْآن ــــــ لِتَرْجَمَةِ الْفُرْقَان

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ کی تصنیف "عِلْمُ الْقُرْآنْ" فیصلہ کن گہرائی پر مبنی ہے۔ جو آپ کی تحقیقی و تدقیقی کاوشوں کا نتیجہ ہے یہ تصنیف تین ابواب ایک سو بانوے (۱۹۲) صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلا باب قرآن کریم کی اصطلاحات سے متعلق ہے جس میں آیات قرآنی سے ثابت کیا گیا ہے کہ کون سا لفظ کن کن معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ دوسرے باب میں قواعد قرآنیہ بیان کر کے ترجمہ قرآن کرنے کا قاعدہ بتایا گیا ہے۔ تیسرے باب میں مسائل قرآنیہ اور وہ مسائل بھی بیان کئے گئے ہیں جو عہد حاضر میں اختلاف کا باعث بنے ہوئے ہیں مصنف کا محاکمہ صرف ان کے زمانے اور ماحول تک محدود نہیں ہے بلکہ تمام ادوار و امصار کا احاطہ کرتا نظر آتا ہے۔ اس تصنیف کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن فہمی کے لئے کس قدر فکری گہرائی تلاش، جستجو، قوت اظہار درکار ہے۔ مصنف نے جن اصطلاحوں کا احاطہ کیا ہے ان میں سے چند کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

ایمان

قرآن مجید میں بعض الفاظ مخصوص معنوں میں مستعمل ہوئے ہیں اگر ان کا کوئی اور مفہوم لیا جائے تو قرآن کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ قرآنی اصطلاحات سے کماحقہ واقفیت کے بغیر صحیح ترجمہ ممکن نہیں ہے۔ ایمان کے لغوی معنے یقین، دیانت، بے خوفی، امان دینا کے ہیں اصطلاحی معنے عقیدے کے ہیں۔

Marfat.com

اسلام

اسلام کے لغوی معنی مسلمان ہونا، اطاعت میں گردن رکھ دینا کے ہیں۔ قرآن شریف میں اسلام کے معنی ایمان دلانے کے ہیں، صلح کرانے کے ہیں اور اطاعت و فرماں برداری کے ہیں۔ فاضل مصنف نے لفظ اسلام سے متعلق آیتِ قرآنی سے استدلال کرتے ہوئے اس کے مفہوم کو یوں پیش کیا ہے۔

''اسلام سَلْمٌ سے بنا جس کے معنی ہیں صلح جنگ کا مقابل رب تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس طرف جھک جاؤ۔''

اس آیت مقدسہ سے مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام کے معنی صلح کرنا بھی ہے۔

آیت دیگر: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ [1]

پسندیدہ دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے

اس آیت مبارکہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام بمعنی دین و ایمان بھی ہے۔

آیت دیگر: اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

جب فرمایا ابراہیم سے ان کے رب نے مطیع ہو جاؤ۔ عرض کیا کہ میں اللہ ربُّ العالمین کا فرمانبردار ہوا۔

اس آیت میں مصنف علیہ الرحمۃ نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام بمعنی فرمانبرداری بھی ہے۔

---

[1] علم القرآن صفحہ ۲۲۷، ۲۲۸

Marfat.com

جیسے آیت:

فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ○

پس صبر کرو بیشک انجام پرہیزگاروں کیلئے ہے۔[1]

قلبی تقی سے متعلق فاضل مصنف کا یہ ارشاد کہ متقی وہ ہے جو انبیاء اولیاء اللہ تبارک و تعالی کے مقدس مقامات قرآن، قبلہ حجاز مقدس، انبیاء اولیاء کے قبور و مقامات کی تعظیم دل سے کرے۔

آیت " وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ○

جو کوئی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دل کی پرہیزگاری سے ہے[2]

مصنف نے مقدس مقامات سے متعلق مثلاً صفا و مروہ، حضرت ہاجرہ کا پانی کی تلاش میں سات بار چڑھنا اترنا، مقام ابراہیم اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر نماز کا پڑھنے کا تذکرہ کرتے ہوئے ان مقامات کی عظمت کو واضح کیا ہے۔

آیات قرآنی:۔ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَیْهِمْ بُنْیَانًا رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ط

پس لوگ بولے کہ ان اصحاب کہف پر کوئی عمارت بناؤ ان کا رب خوب جانتا ہے۔[3]

اس آیت مبارکہ سے مصنف نے ثابت کیا ہے کہ اصحاب کہف کے غار پر جو ان کی آرامگاہ ہے گذشتہ مومنوں کا اس مقامات پر مسجد بنانا ان کے اس عمل سے رب تعالی کا ناراض نہ ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یقیناً وہ شعائر اللہ ہے اور جس کی تعظیم لازم ہے۔ جب نبی اسرائیل کے امتی اولیا کی آخری آرمگاہ معظم و محترم ہے تو پھر اولیائے امت رسول ﷺ کی قیامگاہ شعائر اللہ کیوں نہیں ہو سکتی۔ مصنف کا یہ استدلال نہایت قوی ہے۔

---

[1] [2] [3] علم القرآن صفحہ ۱۸

marfat.com

Marfat.com

تھے جس کی وجہ سے ہم گمراہ ہوئے۔ مشرکین عرب کے جو شرکیات تھے وہ پانچ طرح کے تھے ان کی تردید بھی قرآن میں پانچ طرح کی ہوئی ہے۔

وہ لکھتے ہیں: (۱) خالق کا انکار اور (۲) زمانے کو موثر ماننا،

(۳) چند مستقل خالق ماننا، (۴) اللہ کو ایک ان کر اس کی اولاد ماننا،

(۵) اللہ کو خالق و مالک مان کر اسے دوسرے کا محتاج ماننا۔

ان پانچوں قسم کے مشرکین کی تردید مصنف نے سورہ اخلاص سے کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ میں دہریوں کا رد اللہ عالم کا خالق ہے۔ اَحَدٌ میں ان مشرکین کو رد کا جو عالم کے دو خالق مانتے تھے تا کہ عالم کا کام چلے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ میں ان مشرکین کو رد جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام و حضرت عزیر علیہ السلام کو رب تعالیٰ کا بیٹا یا فرشتوں کو رب تعالیٰ کی بیٹیاں مانتے تھے۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ میں ان لوگوں کا رد جو خالق کو تھکا ہوا مان کر مدبر عالم اوروں کو مانتے تھے۔[1]

مصنف نے شرک کی حقیقت بیان فرما کر مومن اور مشرک میں امتیاز کر دیا ہے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ مسلمان بھی مشرکین عرب کی طرح شرک میں مبتلا ہیں کیونکہ جس طرح مشرکین بتوں کو مانتے تھے وہ نبیوں اور ولیوں کو مانتے ہیں۔ یہ خیال انتہائی شیطانی و گمراہ کن ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ نہیں ہے نہ تھا جو مشرکین کا عقیدہ ہے۔ ہاں البتہ مسلمان اللہ کے نیک بندوں کو وسیلہ سمجھتے ہیں۔ جو امتیاز گنگا کے پانی اور زمزم میں ہے۔ بتوں کے پتھر اور حجر اسود میں ہے وہی فرق یہاں پر مسلمان اور مشرک میں ہے۔ مصنف نے شرک کی حقیقت بیان فرما کر ایمان و کفر کے معیار کی وضاحت کر دی ہے۔

---

[1] علم القرآن صفحہ ۳۸

Marfat.com

انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو یہ اللہ کے نزدیک عدل ہے۔

آیت دیگر: اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ [1]

اپنے رب کے راستہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور اچھی نصیحت سے بلاؤ۔

جب دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوگا تو اس وقت اس مقام پر جو معنی مراد لئے جائیں گے اس کے متعلق رقم طراز ہیں:

جب دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو تو وہاں اس کے معنی پکارنا، پوجنا، دعا مانگنا ہوگا۔ حسب موقع معنی کئے جائیں گے۔[2]

جن آیات مقدسہ میں لفظ دعا کے بعد دشمن خدا، کافر، مشرک، گمراہ وغیرہ کا ذکر ہو ان آیات مبارکہ کو مصنف نے بطور مثال پیش کیا ہے۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ [3]

اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو خدا کے سوا ایسوں کو پوجے جو اس کی قیامت تک نہ سنیں۔

آیت دیگر: اِنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا [4]

بیشک مسجدیں اللہ کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پوجو۔

جب لفظ دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوگا تو اس کے متعلق آیت مبارکہ بطور مثال یہ ہیں۔

---

[1] قرآن مجید پارہ ۱۴ سورۃ نحل شریف
[2] علم القرآن دوسرا باب ... صفحہ ۱۰۷
[3] قرآن مجید پارہ ۲۶ سورۃ الاحقاف
[4] قرآن مجید پارہ ۲۹ سورۃ جن

marfat.com

Marfat.com

کفر

لفظ کفر عربی ہے اس کے لغوی معنی ناشکری، خدا کو نہ ماننا، بے دینی اور چھپانے، انکار کرنے کے ہیں۔ قرآن کی اصطلاح میں ناشکری، انکار، اسلام سے نکل جانے کے ہیں۔ یہ لفظ مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ناشکری سے متعلق آیت مبارکہ:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ؁[1]

اگر تم شکر کرو گے تو تم کو ہم اور زیادہ دیں گے اور اگر تم ناشکری کرو گے تو ہمارا عذاب سخت ہے۔

انکار سے متعلق آیۃ کریمہ:

وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ؁[2]

یہ معبودان باطلہ ان کی عبادت کے انکاری ہو جائیں گے۔

نکل جانے سے متعلق آیۃ شریفہ:

لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ؁[3]

بہانے نہ بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے (ایمان سے نکل گئے) پھر کفر چار طرح کا ہے۔ (۱) کفر انکار، (۲) کفر جحود، (۳) کفر عناد، (۴) کفر نفاق۔ کفر انکار وہ کفر ہے کہ خدا تعالیٰ کو جانے ہی نہیں۔ کفر جحود رب کو دل سے جانے مگر زبان سے اقرار و اعتراف نہ کرے۔ کفر عناد۔ دل سے جانے بھی زبان سے اقرار بھی کرے لیکن کسی وجہ سے اس کو قبول نہ کرے۔ جیسے حضرت ابو طالب کا کفر۔ کفر نفاق وہ کہ زبان سے اقرار کرے اور دل میں اعتقاد نہ ہو۔

[illegible] علم القرآن صفحہ ۳۳

Marfat.com

رسالہ نور

حضرت قبلہ مفتی احمد یار خانؒ کی کتاب "رسالہ نور" ایک تحقیقی تصنیف ہے جس میں مصنف نے برہان کی روشنی میں مسئلہ نور پیش کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یقیناً حضور ﷺ مجسم نور ہیں۔ حضور کی نورانیت کا انکار دراصل آیت قرآنی اور احادیث شریفہ کا انکار ہے۔ اس کے دو ابواب ہیں۔ پہلے باب میں معترضین کے اعتراضات کی تردید خود انہیں کے پیشواؤں کے کلام سے بخوبی ہے۔ دوسرے باب میں معترضین کے سوالوں کے جوابات ایسی نوعیت کے ہیں کہ خود ان کا سوال ایک جواب ہے۔ مصنف نے حضور ﷺ کی نورانیت کے منکرین کیلئے نورانیت کا استدلال آیت قرآنی و احادیث شریفہ سے کیا ہے۔ حضور انور ﷺ اللہ کے نور ہیں۔ حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ دلائل کی روشنی میں لکھتے ہیں۔ آیت قرآنی:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ.

بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور روشن کتاب

آیت میں نور سے مراد حضور ﷺ ہیں جیسے بغیر روشنی کتاب نہیں پڑھی جاسکتی ایسے ہی حضور کے بغیر قرآن نہیں سمجھا جاسکتا۔[1]

حاکم ابن القطان نے حضرت امام زین العابدین سے انہوں نے اپنے والد امام حسینؓ سے انہوں نے اپنے والد علیؓ ابن ابی طالب سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ہم آدم علیہ السلام کی پیدائش

---

1 رسالہ نور پہلی فصل صفحہ ۱۱

Marfat.com

جواب: اس سوال کے دو جواب ہیں ایک جواب الزامی دوسرا جواب تحقیقی۔ جواب الزامی تو یہ ہے کہ رب تعالیٰ نور ہے اور ہر وقت ہمارے ساتھ ہے مگر ہر جگہ روشنی نہیں ہوتی فرماتا ہے (قرآن) اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ الْاَرْضِ (سورۂ نور) اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کا نور ہے نیز قرآن شریف نور ہے اور ہر گھر میں رہتا ہے۔ مگر روشنی نہیں ہوتی۔ فرشتے نور ہیں اور ہمارے ساتھ رہتے ہیں مگر انکی روشنی نہیں پڑتی۔

اب بتاؤ کہ یا تو رب تعالیٰ ہمارے ساتھ نہیں ہے یا وہ نور نہیں۔ اسی طرح فرشتے اور قرآن ہمارے پاس نہیں یا وہ نور نہیں۔

جواب تحقیقی یہ ہے کہ نور دو قسم کا ہے۔ نور حسی اور نور معنوی۔ نور حسی کیلئے محسوس ہونا ضروری ہے مگر نور معنوی کے دیکھنے کیلئے تو بڑ قدریہ والی آنکھیں چاہیے۔[1]

حضور کے بے سایہ ہونے کا قرآنی آیات سے ثبوت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًاوَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ط

اے نبی ہم نے تم کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری سناتا ڈراتا۔ اللہ کی طرف اسی کے حکم پر بلاتا ہوا اور چمکانے والا سورج۔

اور ظاہر ہے کہ نہ تو نور کا سایہ ہوتا ہے نہ سورج کا اور نہ صاف چمنی کا۔

ان آیات سے حضور کا بے سایہ ہونا ثابت ہے۔[2]

---

[1] رسالہ نور دوسری فصل صفحہ ۳۱ تا ۳۲ [2] رسالہ نور دوسرا باب صفحہ ۳۶

Marfat.com

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک نظر

مصنف نے "امیر معاویہ پر ایک نظر" میں حضرت امیر معاویہ کی حیات کے اہم گوشوں کو اجاگر کرتے ہوئے صحابۂ کبار خصوصاً حضرت امیر معاویہؓ کے درجات کی توضیح سے ان پر لگائے گئے الزامات کی تردید کی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

میرے کسی صحابی کو برا نہ کہو۔ تمہارا پہاڑ بھر سونا خیرات کرنا ان کے سوا سیر جو کے صدقے کے برابر نہیں ہو سکتا نہ اس کے آدھے کے۔

(مسلم و بخاری)

تارے آسمان کیلئے امن ہیں اور میں صحابہ کیلئے امن ہوں اور میرے صحابہ میری امت کیلئے امن ہیں۔ (روایت مسلم)

اس مسلمان کو آگ نہیں چھو سکتی جس نے مجھے دیکھا۔ (ترمذی)[1]

اس کتاب کے مطالعہ سے مصنف کی شان محققانہ ابھر کر آگئی ہے کہ آپ یقیناً ایک عظیم محقق اور علماءِ متکلمین میں سے ہیں۔ مصنف نے ان احادیث اور درج ذیل آیت سے صحابہ کا متقی ہونا اور گناہ سے محفوظ ہونا ثابت کیا ہے۔

آیت: وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا

اللہ نے پرہیزگاری کا کلمہ ان سے لازم کر دیا اور وہ اس کے مستحق تھے۔[2]

فاضل مصنف نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مستند اور معتبر راوی کی حیثیت

---

1. امیر معاویہ پر ایک نظر صفحہ ۲۶/۲۷ 2. امیر معاویہ پر ایک نظر ۱۳/۱۴

Marfat.com

کربلا کے تمام مظالم کی ذمہ داری امیر معاویہؓ پر ہے جو حکیم الامت مفتی احمد یار خان نے حضرت امیر معاویہؓ پر ہونے والے اعتراضات کا تحقیقی جواب کتاب امیر معاویہ میں بہت اعلیٰ انداز سے دیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

اپنے بیٹے کو اپنا جانشین کرنا کسی آیت یا حدیث کی رو سے ممنوع نہیں۔ اس سے پہلے امام حسن حضرت علیؓ کے خلیفہ ان کے بیٹے تھے۔ بیٹے کا خلیفہ بنا حضرت حسنؓ سے شروع ہوا۔

زکریا علیہ السلام نے رب العالمین سے فرزند کی دعا کی کہ وہ میرا بیٹا میرا جانشین ہو۔ یہ دعا قبول ہوئی۔

آیت: فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ

اہل قرابت کو اپنا نائب کرنا نہ حرام ہے نہ مکروہ بلکہ اس کی کوشش کرنا اس کی دعا کرنا انبیاء سے ثابت ہے۔

کہیں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امیر معاویہؓ کی حیات میں یزید فاسق و فاجر تھا اور امیر معاویہؓ نے اس کو فاسق و فاجر جانتے ہوئے اپنا جانشین کیا۔ یزید کا فسق و فجور امیر معاویہؓ کے بعد ظاہر ہوا۔ آئندہ کا فسق و فجور فی الحال فاسق نہ بنائے گا۔

رب تعالیٰ نے شیطان کو اس کے کفر ظاہر ہونے کے بعد جنت اور جماعت ملائکہ سے نکالا۔ اس سے پہلے ہر جگہ رہنے کی اجازت دی گئی۔ اس کی عزت و حرمت فرمائی گئی۔ جب شیطان کفر و عناد کے ظاہر ہونے سے پہلے کافر قرار نہ دیا گیا تو یزید فسق و فجور کے ظہور سے

Marfat.com

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ بہت عابد و زاہد و متقی بارگاہ الٰہی تھے۔

اس کے برعکس ایک شخص مودودی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ علیہ وسلم سے ناآشنا ہو کر الزام تراشی کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔

> مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔[1]
>
> حضرت معاویہؓ کے عہد میں سیاست کو دین پر بالا رکھنے اور سیاسی اغراض کیلئے شریعت کی حدیں توڑ ڈالنے کی جو ابتدا ہوئی تھی ان کے اپنے نامزد کردہ جانشین یزید کے عہد میں وہ بدترین نتائج تک پہنچ گئی۔[2]

متعدد حدیثوں میں حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کی شان و عظمت میں طعن و لعن، تنقید و تنقیص سے سخت منع فرمایا۔ مودودی کے یہ جاحلانہ اقتباسات کسی بھی صورت پر دائرہ اسلام میں قابل قبول نہیں۔ البتہ دین اسلام میں فتنہ کا مترادف ہے۔ کسی بھی مصنف و مؤلف کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے جذبات کی رو میں بہہ کر دروغ گوئی سے کام لے اور ایسے خیالات کا اظہار کرے جس سے حقیقی تصویر مسخ ہو کر رہ جائے۔ مودودی نے انتہا پسندی کا شکار ہو کر اصحاب رسول پر بے جا حملے کئے ہیں۔ اپنے بیانات کو قوی بتانے کیلئے بعض اپنے ہم خیال شیعہ مورخین کے اقتباس پیش کئے ہیں۔ انہوں نے اصحاب رسول کے طلقعات پیش کرتے ہوئے جو اسلوب اختیار کئے ہیں۔ وہ شائستہ نہیں ہے نہ صرف اصحاب رسول پر بلکہ آقائے دو جہان کی شان اقدس میں بھی نازیبا اور ناشائستہ کلمات کا اظہار کرنے سے نہیں چوکتے اور ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

---

[1] خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۷۳ [2] خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۶۰

Marfat.com

سامنے آ رہی ہے جس سے سادات کرام کے نسب کی عظمت بھی ثابت

ہوئی اور بزرگوں کے اعمال کا انجام بھی معلوم ہوا۔ [1]

مصنف علیہ الرحمۃ نے سادات کرام اور دیگر خاندانوں میں کیا فرق ہے اس سے متعلق آیت

مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے سادات کو تمام خاندانوں سے ممتاز ثابت کیا ہے۔ تحریر

فرماتے ہیں۔

قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی

فرما دو اے محبوب ﷺ کہ میں تبلیغ نبوت پہ کچھ معاوضہ طلب نہیں

کرتا۔ صرف قرابت کی محبت چاہتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ سادات کرام جو حضور کے اہل قرابت اور ذریت ہیں ان

سے حضور کی خاطر محبت کرنا لازم ہے دیگر خاندانوں کا یہ حال نہیں۔ [2]

حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ سادات کرام کی عظمت کا ثبوت احادیث شریفہ سے

پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ

اللہ کے لئے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی خاطر میرے اہل

بیت سے محبت کرو۔ [3]

حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے اس مقام پر واضح کر دیا ہے کہ اہل بیت سے محبت کرنے والا

احادیث رسول پر عامل ہے۔ اہل بیت سے عداوت رکھنے والا مقام عشق سے بے خبر۔ حکم

رسول اور حدیث پاک کا منکر ہے۔

---

[1] الکلام المعقول فی طہارت نسب الرسول صفحہ ۶

[2] الکلام المعقول فی طہارت نسب الرسول صفحہ ۷

[3] الکلام المعقول فی طہارت نسب الرسول صفحہ ۷

Marfat.com

عاص بن وائل صاحب اولاد تھا۔ مگر رب تعالیٰ نے اسے ابتر یعنی بے اولاد فرمایا کیونکہ اس کی ساری اولاد مسلمان ہوگئی اور وہ کافر رہا۔ لہٰذا نہ وہ اس اولاد کا باپ رہا اور نہ وہ لوگ اس کی اولاد۔ پتہ لگا کہ دین کے اختلاف سے نسب ختم ہو جاتا ہے۔ نسب کیلئے دین میں اتحاد شرط ہے۔[1]

[1] الکلام المقبول صفحہ ۲۳

marfat.com
Marfat.com

ثابت کرتے ہوئے سوال اٹھایا گیا ہے کہ صرف قرآن کی اطاعت ضروری تھی تو اس آیت میں تین کا ذکر کیوں فرمایا وہ لکھتے ہیں کہ قرآن، حدیث، فقہا کو ماننا بھی ضروری ہے کیونکہ وہ اولی الامر ہیں۔ قرآن و حدیث اسلامی ستون ہیں۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ یعنی فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی اور اپنے میں سے امر والوں کی۔ قرآن پر عمل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور حدیث پر عمل رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے اور فقہا کی ماننا تقلید کرنا اولی الامر کی اطاعت ہے اسی لئے عام صحابہ کرام فقہا صحابہ کی اطاعت کرتے تھے۔

Marfat.com

یعنی اللہ کے افعال عادی مثل بیٹا دینے رزق وسیع کرنے بیمار کو شفا دینے وغیرہ کو مشرکین ارواح خبیثہ اور بتوں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور کافر ہو جاتے ہیں طور اہل توحید اللہ کے ناموں کی تاثیر یا اس کی مخلوقات ادویہ وغیرہ کی خاصیت یا اللہ کے نیک بندوں کی دعا کی تاثیر سمجھتے ہیں جو اللہ کی جناب میں درخواست کر کے خلق کی حاجت روائی کراتے ہیں اس اعتقاد سے ان کی ایمان میں کچھ خلل نہیں آتا۔ مودودی کی تصنیف "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" سے جو اقتباس پیش کیا گیا۔ کوئی مسلمان نبی ولی یا فرشتہ کو ہر جگہ ناظر و متصرف بالذات نہیں سمجھتا کیونکہ اولیا و انبیا علیہم السلام کے ... رف عطائے الٰہی ہے اس مقام پر مودودی کو زبردست ضلالت ہوئی ہے۔

حضرت محدث دہلوی کی "تفسیر عزیزی" سورۃ بقرہ سے تحقیق کی روشنی میں ثابت ہوا کہ مودودی کی تصنیف عنکبوت کے جال سے زیادہ کمزور ہے۔ مودودی صاحب نے الٰـــہ کے مفہوم کو غلط استعمال کر کے قرآن حکیم کی وہ آیات مقدسہ جو مشرکین عرب کے متعلق نازل ہوئی ہیں ان آیات مبارکہ کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہوئے نہایت ہی عامیانہ مفہوم بیان کیا نیز مسلمانوں کو کافر و مشرک بنایا اور قرآن مجید کے اصل مدعا کو پس ڈال دیا ہے۔ لفظ الٰہ ۔ اَلَہٗ سے بنا جس کے معنی لغوی انتہائی بلندی یا حیرانی کے ہیں۔ الٰہ وہ جو بلند و برتر ہو یا جس کی ذات و صفات میں مخلوق کی عقل حیران رہ جائے۔ قرآن کی اصطلاح میں الٰہ بمعنی مستحق عبادت یعنی معبود ہے۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خانؒ کی تصنیف "اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں" ہے مصنفؒ نے اس میں نبی، ایمان، الٰہ، رسول پر بحث کی ہے جو ۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ تصنیف ۱۹۶۴ء مطابق ۱۳۸۴ھ میں گجرات (پاکستان) سے شائع ہو کر منظر عام پر آئی۔

عام طور پر الٰہ کا غلط مفہوم لیا جا رہا ہے۔ الٰہ وہ ہے جو غیب جاننے والا، حاضر ناظر، بیٹا دینے

Marfat.com

ٹھیرتے ہیں۔[1]

مصنف علیہ الرحمۃ نے اس آیت مبارکہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے غیب کو ثابت کرتے ہوئے مضارع کے صیغے کی طرف توجہ بھی دلائی ہے تاکہ مسئلہ واضح ہو جائے کہ غیب کا جاننا مدار الوہیت نہیں ہے۔

وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ

''معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آندھی اور نرم ہواؤں کو خواہ پروا یا پچھوا،

شمالی یا جنوبی حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا تَجْرِي بِأَمْرِهِ

ہر قسم کی ہوائیں ان کے حکم سے چلتی ہیں۔[2]

الوہیت کے اس قاعدے سے انہیں بھی الٰہ ماننا پڑے گا۔

ہوا خدا کی ایک ایسی نعمت ہے جس سے عالم کی زندگی کا دارومدار ہے اللہ تعالیٰ نے ہوا کو سلیمان علیہ السلام کے قبضہ میں دے کر عالم کی جان کو ان کے قبضہ اختیار میں دے دیا۔ یہ ہے عالم پر سلیمان علیہ السلام کا تصرف۔ شفاء سے متعلق مصنف نے آیت قرآنی پیش کر کے واضح کر دیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جبہ شریف کے ذریعہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو شفا ملی۔ جو بھی شے بزرگوں کے دامن سے وابستہ ہو جائے اس میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے حصول مقصد ممکن ہے۔ اس بارے میں قرآن مجید کا ارشاد ہے:

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ

میری یہ قمیص لے جاؤ۔ میرے ابا جان کے چہرے پر ڈال دو وہ

انکھیارے ہو جائیں گے۔

بینا دینے سے متعلق مصنف علیہ الرحمۃ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل

1۔ اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں صفحہ ۴   2۔ اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں صفحہ ۵

Marfat.com

حاضر و ناظر

ہر جگہ حل کف دست دیکھتا ہے متعلق مصنف علیہ الرحمۃ نے حضرت آصف بن برخیا کا واقعہ بیان فرما کر آیت قرآنی سے حوالہ پیش کیا ہے۔ حضرت آصف بن برخیا نے فلسطین میں رہ کر شہر سبا کا نظارہ کیا جو سینکڑوں میل کا فاصلہ ہے اور پلک جھپکنے سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں بلقیس کا قیمتی وزنی تخت بغیر وسائل و ذرائع کے حاضر کر دیا۔

حضرت آصف بن برخیا بنی اسرائیل کے اولیاء میں سے ہیں۔ ان کے بارے میں قرآن کا واضح اعلان ہے۔

قَالَ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ

میں آپ کی خدمت میں تخت بلقیس لاؤں گا آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے [1]

---

[1] اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں صفحہ ۸

Marfat.com

اُلوہیت والٰہ کے شرعی معنیٰ

حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے بندہ اور الـــہ کے شرعی معنیٰ کا استنباط کرتے ہوئے واضح مسائل بیان فرمائے وہ لکھتے ہیں:

یقیناً اللہ تعالیٰ ازلی ابدی، سمیع، بصیر، حاجت روا، مشکل کشا، خالق مالک فریادرس مختار روزی رسان ہے مگر ان میں سے کوئی چیز الٰہ و عبد و معبود کے درمیان باعث فرق نہیں۔ جو چیز بندہ اور اللہ میں فرق کرے جسکی بنا پر بندہ بندہ ہو اور الٰہ الٰہ وہ ایک چیز ہے یعنی غنی اور بے نیازی۔ بندہ وہ ہے جو نیاز مند ہو۔ دوسرے کا حاجت مند ہو۔ اس کی ڈور کسی اور کے ساتھ میں ہو۔ اسکی صفات اور وہ خود دوسرے کے قبضہ میں ہو الٰہ وہ ہے جو کسی کا حاجت مند کسی کا نیاز مند نہ ہو سب سے غنی و بے نیاز ہو۔

Marfat.com

ہیں جس کی وجہ سے شعراء عام طور پر اس میدان میں طبع آزمائی سے گریز کرتے ہیں کیونکہ شرعی حدود میں رہ کر قلم اٹھانا آسان نہیں۔ [illegible] کی کتاب میں [illegible] اسلام پر تو ہے۔ خیال [illegible] کی اساس قرآن شریف و حدیث پر ہے [illegible] مشکل کام ہے۔

حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں
اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا
ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے البتہ حمد شریف میں دونوں
جانب راستہ کھلا ہے۔[1]

دور نبوی میں نعت گو شعراء کو کافی قدر و منزلت حاصل تھی اور عہد نبوی
کے بعد بھی وہ ہر دور میں قابل احترام سمجھے گئے۔ نعت نبوی کی قیمت
کی صداقت اور جذبات عشق کے اظہار کے [illegible] کی تحسین
ہر دور میں [illegible] ہیں۔[2]

نعت گوئی کا آغاز سب سے پہلے عربی زبان میں ہوا۔ عربی زبان میں نعتیہ کلام کا ذخیرہ موجود ہے۔ علامہ سیوطی نے اپنی کتاب "[illegible]" میں بروایت دلائل النبوت مصنف ابونعیم نے بیان کیا ہے کہ آمنہ خاتون (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے اپنی وفات کے وقت حضور ﷺ کے چہرہ پاک پر حسرت سے نظر کی اور ان کی یتیمی پر خیال کر کے یہ اشعار پڑھیں۔

۱؎ الملفوظ حصہ دوم صفحہ [illegible] سال اشاعت [illegible] مرتب [illegible]
مصطفیٰ رضا خان بریلوی

۲؎ [illegible]

Marfat.com

حضرت ابو طالب کے آخری اشعار:

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ
مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃِ دِیْنًا
لَوْلَا الْمَلَامَۃُ اَوْ حَذَارُ مَسَبَّۃٍ
لَوَجَدْتَنِیْ سَمْحًا بِذَاکَ مُبِیْنًا [1]

ترجمہ یعنی میں یقین سے جانتا ہوں کہ دین محمدی سب ادیان سے بہتر ہے۔ اگر ملامت و دشنام کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس دین کو قبول کر لیتا۔

حضرت ابو طالب دل سے حضور کی حقانیت جانتے تھے۔ اس لئے انہوں نے حضور کی بہت شاندار نعتیں کہیں۔ جنہیں بھی شعر گوئی میں دخل تھا انہوں نے نعت کہنے کی سعادت حاصل کی۔ حضور اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں پر پردہ نشین عورتیں جھوم جھوم کر درج ذیل اشعار سنانے لگیں۔

اَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا
مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا
مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ
اَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا
جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ [2]

حضرت کعب بن زہیر کا کلام:

آپ کا مشہور قصیدہ "بانت سعاد" عربی ادب کا شاہکار ہے ان کا کلام اس طرح ہے۔

[1] نور العرفان سورۂ قصص صفحہ ۶۲۵؛ [2] رحمۃ اللعالمین جلد اول صفحہ ۹۵

Marfat.com

Marfat.com

حضرت اویس قرنی

حضرت اویس قرنی حضور ﷺ کی بارگاہ میں اس طرح نعتیہ کلام کا گلدستہ پیش کرتے ہیں:

بَلِّغ الْاَصْلاتِیْ وَسَلامِیْ اَبَدًا
لِنَبِیٍّ عَرَبِیٍّ مَدَنِیٍّ حَرَمِیٍّ

اے اللہ میرا درود و سلام ہمیشہ پہنچاتا رہے اس نبی ﷺ پر جو عربی
ہیں۔ مدینہ اور حرم شریف کے رہنے والے ہیں۔

شَمْسُ فَضْلٍ وَضِیَاءٍ وَسَنَاءٍ وَسَنیٰ
نُوْرُ بَدْرٍ وَبَهَاءٍ وَسَمَاءِ الْكَرَمِ [1]

فضیلت کے آفتاب اور روشنی اور درخشاں تر نور کی چمک ہیں۔ نور ماہ
کامل و رونق ہیں اور بخشش کے آسمان ہیں۔

حضرت امام بوصیری کا قصیدہ "بردہ شریف" عربی زبان میں ایک خاص امتیاز رکھتا ہے اسے
جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ اس قصیدہ پر عربی ادب جس قدر بھی ناز کرے
کم ہے۔

اَمِنْ تَذَكُّرِ جِيْرَانٍ بِذِیْ سَلَمِ
مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰی مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمِ [2]

کیا تجھے ذی سلم کے ہمسائے یاد آ گئے کہ آنسو ملا ہوا خون تیری
آنکھوں سے جاری ہے۔

---

[1] ماہنامہ پاسبان الٰہ آباد، نعت نمبر ۱۹۹۹ء صفحہ ۱۱ [2] قصیدہ بردہ شریف صفحہ ۲

Marfat.com

Marfat.com

حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور پاک ﷺ کی شان میں اس طرح نعت کہتے ہیں۔

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی
نازنین حضرت حق صدر بزم کائنات
نور چشم انبیاء مخاو چشم ما توئی
شمس تبریزی چہ اندر نعت تو پیغمبراں
مصطفےٰ و مجتبیٰ و سید اعلیٰ توئی [1]

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ [2]

عربی کے بعد فارسی شعراء نے بزبان فارسی اس صنف سخن میں اپنا کمال فن کا اظہار کر کے دھوم مچایا ہے۔ عربی کے نعتیہ کلام نے فارسی کو نئی جہت عطا کی اہل فارس نے بڑی شاندار نعتیں کہی ہیں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے عربوں سے بھی خراج تحسین وصول کیا۔ ہندوستان

---

1. اردو کی نعتیہ شاعری صفحہ ۱۰
2. اردو کی نعتیہ شاعری صفحہ ۱۱

Marfat.com

ترجمہ: اے عرفی غم مدارا یہاں دوڑ کر مت چل یہ صرف نعت پاک کا راستہ ہے (اہل دنیا کی مدح کی طرح صحرا نوردی نہیں ہے) سنبھل کر چل کیونکہ قدم کا راستہ تلوار کی دھار پر ہے اور ہوش رکھ کیوں کہ ایک ہی لب و لہجہ میں کونین کے بادشاہ رسول اللہ ﷺ کی نعت اور دنیوی قیصر و جم کی تعریف کوئی نہیں کر سکتے کیونکہ ادب اور احتیاط ہر حال میں لازم ہے۔

نعت رسول مقبول قدسی اس طرح فرماتے ہیں:

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ ای
ہر چند کہ آخر بہ ظہور آمدہ ای
اے ختم رسل قرب تو معلوم شدہ
دیر آمدہ ای کہ از رہ دور آمدہ ای [1]

ترجمہ: آپ تمام غیرت مند بادشاہوں سے (انبیاء علیہ السلام سے) پہلے وجود میں آئے اگرچہ ظہور کے اعتبار سے آپ سب سے آخر تشریف لائے۔ اے ختم رسل اللہ تعالیٰ سے آپ کی نزدیکی مجھ کو معلوم ہو گئی آپ دور کے راستے سے آئے ہیں۔ اس لئے دیر سے آئے۔

جہاں تک اردو میں نعت کا تعلق ہے اسے صنفی و ادبی حیثیت حیدر آباد دکن نے عطا کی اور علاقہ دکن ہی نے اس کی اشاعت میں کارہائے نمایاں انجام دیے۔

اردو کا پہلا نعت گو شاعر جو اردو زبان و ادب کا پہلا شاعر بھی ہے۔ شمالی ہند سے تعلق رکھتا ہے یہ شاعر ملا داؤد ہے۔

دستیاب مواد کی بنیاد پر ملا داؤد شمالی ہند ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان

[1] ماہنامہ پاسبان الہ آباد، اکتوبر و نومبر ۱۹۸۱ء صفحہ ۱۲

Marfat.com

آرزوئے جستجوئے کوثر نہیں
تشنہ لب ہوں شربتِ دیدار کا

شعراء متقدمین میں مبارک شاہ آرزو، شرف الدین مضمون، شاکر ناجی، محمد حسن، شاہ حاتم، سراج الدین آرزو وغیرہ کے یہاں نعتیہ کلام موجود ہیں۔ شعرائے متوسطین میں میر تقی میر، مرزا مظہر جان جاناں، مرزا محمد سودا، میر حسن اور خواجہ میر درد کے نام نا قابل فراموش ہیں۔ خصوصیت سے خواجہ میر درد کی نعتیں قابل توجہ ہیں۔ ان کے بعد میر انشاء اور مصحفی کا زمانہ آتا ہے۔ آتش، ناسخ، انیس، دبیر کا نعتیہ کلام ملتا ہے وہ بھی لطف سے خالی نہیں۔ ذوق، غالب، مومن کا عہد نعتیہ شاعری کا عہد زریں ہے کیوں کہ اس دور میں مغل کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی طرف سے نعتیہ مشاعروں کا اہتمام ہونے لگا تھا۔ اس دور میں نعت کی ہمہ جہتی ترقی ہوئی۔ اساتذہ فن نے نعت گوئی کی طرف توجہ ضرور کی ہے لیکن فن کی حیثیت سے نہیں بلکہ وقتی ضرورت سے کام لیا ہے نعت کہی ہیں اور شاعری کے دونوں دبستانوں میں نعتیہ شاعری کی مثال فن کے اعتبار سے نہیں ملتی۔

۱۸۵۷ء میں آزادی کی لڑائی کے بعد جب حکومت برطانیہ نے عنان حکومت ہند اپنے ہاتھ میں لے لی۔ بہادر شاہ ظفر قید ہو گئے، واجد علی شاہ پہلے معزول کیے جا چکے تھے، باشندگان ہند پر خوف اور ہراس طاری ہو گیا۔ یہی وہ ماحول ہے جس سے متاثر ہو کر افق شاعری پر درخشندہ ستاروں نے نعت گوئی کی طرف پوری توجہ صرف فرما دی۔ یہی دور امیر، داغ، محسن کاکوروی کا دور کہلاتا ہے۔ اسی دور میں نعتیہ صنف سخن کو باقاعدہ فن کی حیثیت سے استعمال کیا گیا۔ محسن کاکوروی کے بعد اردو کا دوسرا نعت گو شاعر امام احمد رضا کو مانا جاتا ہے۔ محسن کاکوروی، امام احمد رضا، منظار منیری، اختر منیری، کفایت علی کافی، آسی غازی پوری، امیر بیدم، محدث سید میاں، استاد دامن، حضرت حسن رضا، جمیل قادری، سید نعیم الدین مراد

Marfat.com

فیضان محبت عام ہی عرفان محبت عام نہیں

عہد نبوی کریم ﷺ سے تا عصر حاضر دنیائے شعر و سخن میں با کمال نعت گو شعراء بے شمار گذرے ہیں جنہوں نے اپنے کلام کے ذریعہ سرکار دو جہاں ﷺ کی مدح سرائی فرمائی ہے۔ انہیں شعراء نے اپنے کلام میں ذکر حبیب کے وہ نقوش اجاگر کیے ہیں جو تحفظ دین کا وسیلہ، عشق کی روحانی غذا اور قرب حبیب کا ذریعہ بن گئے۔ حضرت سالک مفتی احمد یار خان سچے عاشق رسول بھی ہیں۔ آپ کے نعتیہ کلام کا ہر شعر عشق رسول کا غماز ہے۔

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

آپ نے اپنے نعتیہ کلام میں عشق رسول کے ذریعہ آخرت سے بے خوفی کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔

خوف گناہ میں مجرم ہے آب آب کیا
جب رب ہے مصطفےٰ کا پھر اضطراب کیا
مجرم ہوں روسیاہ ہوں اور لائق سزا ہوں
لیکن حبیب کا ہوں مجھ پر عتاب کیا [1]

آقا حضور ﷺ گنہگاروں (برائیوں سے) آلودہ ہونے والوں، سخت خطا کاروں، ہلاک ہونے والوں کے لئے شفاعت فرمانے والے ہیں۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ کے کلام میں نہایت سادگی، تازگی، شگفتگی، وارفتگی، لطافت، فصاحت و بلاغت اور بے انتہا گہرائی پائی جاتی ہے۔ آپ کے کلام میں عشق کا دعویٰ نہیں ہے۔ آپ کا عشق رسول صداقت پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی زبان پر الفاظ صرف نکلتے نہیں تھے مچلتے بھی تھے۔ نعتیہ کلام کی زمین سنگلاخ بھی، خطرناک بھی۔ اس

---

[1] دیوان سالک صفحہ ۵

Marfat.com

یہاں حقیقت اور جذبہ خلوص دونوں نمایاں ہیں۔ آپ کے کلام کے مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نشاط و سرور و کیف کی کیفیت یکسر ختم نہیں ہوتی بلکہ عشق رسول کی حرارت فزوں تر ہو جاتی ہے۔ عشق کی حرارت، تسلسل بیان اور فنی مہارت کی بہترین جلوہ گری ہے۔ آپ کے نعتیہ کلام میں عشق رسول کی مستی اور سلاست کا امتزاج موجود ہے۔

بیر کا دن تاریخ ہے بارہ فرش پہ چمکا عرشی تارہ
تخت ہے ان کا تاج ہے ان کا دونوں جہاں میں راج ہے ان کا
جن و ملک ہیں ان کے سپاہی رب کی خدائی میں ان کی شاہی
کعبہ ہی کیا ہے سارے جہاں میں دھوم ہے ان کی مکون و جہاں میں

دان کرو کچھ جشن ہے بھاری
در پہ کھڑے ہیں سارے بھکاری [1]

آج وہ تشریف لایا جس نے روتوں کو ہنسایا
جس نے جلتوں کو بجھایا جس نے بگڑوں کو بنایا
عرشِ اعظم کا ستارہ فرش والوں کا سہارا
آمنہ بی کا دلارا حق تعالیٰ کا پیارا
دو جہاں کا راج والا تخت والا تاج والا
بے کسوں کی لاج والا ساری دنیا کا اجالا
تم بنائے دوسرا ہو کعبہ والے کی دعا ہو
تم ہی سب کے مدعی ہو جان نہ کیوں تم پر فدا ہو [2]

---

[1] دیوان سالک صفحہ ۱۰ [2] دیوان سالک صفحہ ۷

Marfat.com

بحر نمبر (۱)　　ایک سے آٹھ تک کائیاں　　۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸

۵ — ۴ (۹)　　۶ — ۳ (۹)　　۷ — ۲ (۹)　　۸ — ۱ (۹)

یہ ایک خصوصیت دیگر خصوصیت کا اظہار پہاڑے کے ذریعہ کرتے ہیں کہ ہر جگہ ۹ کے پہاڑے میں نو کی جلوہ گری ہے۔

عرض گدا بوقت وداع

آپ کے نعتیہ کلام میں عشق رسول کے ساتھ ساتھ شرعی عرفان کی جلوہ گری بھی ہے۔ آپ کا یہ کلام تیسرے حج پر مدینہ منورہ سے رخصت کے وقت عرض کیا گیا۔ اس میں آرزو بھی ہے، ارمان بھی، درد بھی ہے، داغ بھی، سوز بھی ہے گداز بھی تڑپ بھی ہے، احترام بھی ہے، اختصاص بھی۔ یہاں عاشق رسول کا عشق شباب پر ہے کہ وہ روتے بلکتے، سسکتے، گنبد خضری پر حسرت بھری نظر ڈالتا ہے تو اس کی آنکھ سے ساون بھادوں کی بارش ہو رہی ہے۔ کبھی گنبد خضریٰ سے دوری کا غم اسے تڑپا رہا ہے تو کبھی مقام مہبط وحی کے فراق کا رنج، کبھی شہر مصطفےٰ کی جدائی کا غم۔ عاشق اپنے زبان حال سے یوں عرض کرتا ہے گویا عاشق نے غم حبیب کو سینے میں پال رکھا ہے۔

غم حبیب تو سینے میں پال رکھا ہے
جنون عشق نے اس کو سنبھال رکھا ہے

marfat.com

Marfat.com

باب پنجم

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بحیثیت مورخ

موضوع زیارات: سفر نامہ

اول	دوم	سوم
۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۴ء، ۲۷ جون تا ۱۸ اکتوبر کل ۳ ماہ ۱۱ دن	۱۳۸۳ھ ۳ رمضان ۱۹۶۴ء ۱۹ جنوری اتوار تا ۱۳۸۴ھ ۲۸ محرم ۱۹۶۴ء بدھ کل ۴ ماہ ۱۳ دن	۱۳۸۹ھ ۲۸ شعبان بدھ ۱۹۶۹ء ۱۰ نومبر تا ۱۳۹۰ھ ۱۲ ماہ صفر بدھ ۱۹۷۰ء ۱۸ اپریل کل ۵ ماہ ۸ دن

سفر کے معنی ہی مسافرت کے ہیں۔ قرآن حکیم میں سفر کے متعلق حکم پایا جاتا ہے اور زمین میں سفر کرنا مباح ہے۔ سفر میں عبرت حاصل ہوتی ہے۔ اصلیت و تقلیت کا علم ہوتا ہے۔ سفر سے دیگر اقوام کے نشیب و فراز، عروج و زوال کا پتہ چلتا ہے۔ سفر کا حکم مقصد کے حکم سے وابستہ ہے۔ حرام کام کے لئے سفر حرام۔ حلال کام کے لئے سفر حلال۔ فرض و سنت کے لئے فرض بھی ہے سنت بھی۔ غرضیکہ سفر مذہبی ہو یا ادبی ہر اعتبار سے کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ خصوصاً اہل قلم حضرات کی سیر خواہ مذہبی مقصد کیلئے ہو یا تاریخی و ادبی انسان کیلئے بہت سود مند ہوتی ہے۔ جس کے ذریعہ کسی ملک کا جغرافیہ، تاریخی حالات، تہذیب و تمدن، معاشرت، رسم و رواج، سلطنت، تجارت، صنعت و حرفت مقامات مقدسہ کی کیفیت کا علم آسانی کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ اس لئے قرآن حکیم میں لفظ سِیْرُوْا آیا۔ جس کے معنی ہیں زمین میں مطلقاً چلنا۔ سیر و سیاحت کرنا۔

ایک اہل قلم سیاح جب مختلف مقامات و ممالک کا سفر کرتا ہے تو دورانِ سفر۔ سفر کے مشاہدات و تجربات کو سفرنامے کی شکل میں پیش کر کے سیاحی کا فریضہ انجام دیتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

نہایت ضروری ہے۔ بغیر کسی اصول و قاعدہ کے کوئی بھی فن ترقی نہیں کر سکتا۔ درحقیقت اصول کی تدوین خود اصول ارتقاء کی پابند ہے۔ لیکن ارتقا پذیر شکل کو سامنے رکھ کر ہم پچھلے کارناموں پر تنقیدی نگاہ ڈال سکتے ہیں۔ رفتہ رفتہ تفریح ادب کی ترقی اوقات فرصت میں اضافہ، روزنامچوں اور یادداشتوں اور دیگر مستند تحریروں کی دستیابی نے اردو سفرناموں کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔[۱]

ڈاکٹر قدسیہ قریشی نے کامیاب سفرناموں کے بارے میں قطب اشرف ہاشمی کا اقتباس بھی پیش کیا ہے۔

ایک سیاح کا روزنامچہ جو اپنی یادداشت کیلئے یا اپنی مجلس و بیٹھک میں اپنا رعب جمانے کی خاطر لکھا جاتا تھا آج اس قابل ہو گیا ہے کہ اس کی حیثیت صد ہزار پہلو رکھتی ہے۔ آج سفرنامہ مقصد بن گیا ہے۔[۲] سفرنامے صرف حالات و واقعات اور مشاہدات و تجربات کا مجموعہ ہی نہیں ہوتے بلکہ ان سے زندگی کے کچھ نئے راستے معلوم ہوتے ہیں۔ ایک سیاح دورانِ سفر جن ممالک سے گذرتا ہے ان ممالک میں وہ جن چیزوں کو دیکھتا ہے اور متاثر ہوتا ہے انہیں وہ سفرناموں کی شکل میں مرتب کرتا ہے۔[۲]

سفرنامہ نگاری کے بارے میں وہاج الدین علوی لکھتے ہیں۔

سفرنامے کا وجود ۱۳۰۷ قبل مسیح سے پایا جاتا ہے ابتدا میں یہ تحریریں سمندری سفر کی مشکلات کو سمجھنے میں معاون ہوتی تھیں اور ان تحریروں

---

[۱] اردو سفرنامے انیسویں صدی صفحہ ۵۳، [۲] اردو سفرنامے انیسویں صدی صفحہ ۴۸

marfat.com

Marfat.com

مل کھاتا ہوا گیا ہے پہاڑی کی چڑھائی ہے۔ ڈھلاور سے پچاس میل
کے فاصلہ پر ایک پہاڑی درے کے بیچ میں ایک جگہ آئی جسے مچھ
کہتے ہیں۔ یہاں نہایت شیریں اور ٹھنڈے پانی کا چشمہ ہے۔
حکومت نے چشمہ پر سرنگ کی سی عمارت بنائی ہے۔ حجاج اس چشمہ
میں داخل ہو گئے اور خوب غسل کیا۔ جو لطف یہاں آیا ہے وہ زندگی
میں کبھی نہیں آیا۔[1]

ایران کی سرحد تک دشوار گذار راستے کا بیان بڑی عمدگی سے اس طرح کرتے ہیں۔

میر جاوا ایران کا پہلا مقام ہے۔ یہاں سڑک پختہ نہیں کچی اور
ناہموار زمین ہے جس میں لاریاں جھومتی ہوئی چل رہی ہیں جیسے
چشتی صوفیوں کو قوالی میں میں حال آرہا ہو۔ لاریاں ریت میں پھنس
رہی ہیں اور دھکے دے کر نکال رہے ہیں۔[2]

مصنف علیہ الرحمۃ نے بلوچستان کے باشندوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی نادر تشبیہات استعمال کی ہیں۔

چند حجاج کوئٹہ سے سوار ہوئے جن کے گلے میں خشک پھولوں کا ایک
ایک مرجھایا ہوا ہار ہے۔ نہ کوئی ہجوم نہ نعت خوانی، نہ کسی کے دل میں
ولولہ۔ نہ جوش ایمانی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیوہ کا نکاح ہو رہا ہے۔[3]

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے دیگر مقامات کے برعکس بلوچستان کے لوگوں میں مذہبی بیداری بہت کم پائی جاتی ہے۔

---

1. سفرنامہ حج و زیارات حصہ اول صفحہ ۱۶ 2. سفرنامہ حج و زیارات حصہ اول صفحہ ۲۳
3. سفرنامہ حج و زیارات حصہ اول صفحہ ۲۰

marfat.com

Marfat.com

میں غالباً دو مسجدیں ہیں وہ بھی سنیوں کی ہیں۔ شیعوں کے صرف امام

باڑے ہیں۔[1]

مشہد کے تعلق سے اپنے تاثرات کا اظہار یوں کیا ہے:

آج شب کو ہمارا قافلہ قریباً آٹھ بجے مشہد مقدس میں داخل ہوا۔
اتفاق سے آج حضرت علی ابن موسیٰ ابن جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا یوم ولادت تھا۔ تمام شہر میں روشنی ہے سارا شہر دلہن بنا ہوا ہے۔
ایسا مشاہدہ ہماری آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔[2]

مصنف علیہ الرحمۃ نے ایران والوں کی بزرگوں سے عقیدت و محبت، عرس شریف یوم ولادت تزک و احتشام کے ساتھ منانے کا ذکر کر کے ملک ایران کے تہذیبی پہلو کو پیش کیا ہے۔ مصنفؒ کے بیان سے شہر مشہد کے عظمت وہاں کے لوگوں کا بزرگوں سے عقیدت و محبت کا علم ہوتا ہے۔ جن کے کارنامے اس فانی زندگی میں عظیم ہوتے ہیں۔ بعد وصال دنیا میں ان کی عظمت کے ڈنکے بجتے ہیں۔ وہی قوم زندہ رہتی ہے جو دنیا میں اپنے اسلاف کے کارناموں کو قائم رکھتی ہے اور حفاظت کرتی ہے۔

مصنفؒ نے سفرنامے حج و زیارت میں حالات سفر بڑے شوق و ذوق کے ساتھ قلمبند کئے ہیں۔ مختلف تاریخی مقامات۔ شعراء کی متعدد زاویوں سے ایسی تصویر کشی کی ہے کہ تاریخ کو محفوظ کر دیا ہے بلکہ ماضی کو حال میں تبدیل کر دیا ہے۔ کسی بھی شہر کا تذکرہ کیوں نہ ہو۔ تہذیبی، تاریخی اور ادبی ہر اعتبار سے کوئی پہلو تشنہ نہیں رہا۔ صرف شعراء کے مقابر ہی کا تذکرہ نہیں کرتے بلکہ ان مقابر پر کندہ اشعار کو بھی پیش کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ نیشاپور کی زرخیز سرزمین وہاں کی فضا کا بھی بیان اسطرح کرتے ہیں:

---

[1] سفرنامہ حج و زیارات حصہ اول صفحہ ۱۲/۱۵
[2] سفرنامہ حج و زیارات حصہ اول صفحہ ۲۹

Marfat.com

حضرت مصنف علیہ الرحمہ حکومت ایران کی اول و آخری سرحد اور اس کا مربع بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

خسروی ایران کی آخری سرحد ہے اور میر جاوا پہلی سرحد تھی۔ ان دونوں سرحدوں میں سترہ سو پندرہ میل کا فاصلہ ہے۔[1]

مصنف ؒ نے ۱۳ دن کے قلیل عرصہ میں ایران کے مختلف مذہبی و تاریخی مقامات کی زیارت فرمائی۔ علی ابن موسیٰ ابن جعفر صادق۔ حضرت امام رضا۔ حضرت محمد محروق ابن زید امام زین العابدین۔ حضرت ابراہیم ابن موسیٰ۔ حضرت خواجہ فرید الدین عطار۔ حضرت یحییٰ ابن موسیٰ۔ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی۔ حضرت شاہزادہ محمد ابن جعفر صادق۔ حضرت عبدالعظیم ابن امام جعفر صادق۔ حضرت حمزہ ابن امام زین العابدین۔ حضرت طاہر ابن امام حسن۔ کوہ شہر بانو۔ تخت طاؤس۔ قصر شیریں کے علاوہ اور بھی مقامات کی زیارات و مشاہدات بیان کر ملک ایران کی تفصیل حسین پیرائے میں درج فرمائی ہے۔

حضرت مصنف ؒ ملک ایران کے بعد سرحد عراق میں ۲۲ جولائی ۱۹۵۴ء مطابق ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۷۳ھ بروز پنجشنبہ داخل ہوتے ہیں اور سرکار بغداد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کی کیفیت اس طرح بیان کرتے ہیں۔

نہ معلوم کیا وقت تھا کہ چیخنے پکارنے کا شور مچ گیا ہر شخص کی زبان پر جاری تھا کہ چوروں کو قطب بنانے والے ہم بھی چور ہیں۔ آپ کے دروازے پر آئے ہیں ہم پر بھی نگاہ کرم فرمائیں۔ اگرچہ قافلہ میں مختلف خیال کے لوگ تھے مگر جناب غوث نے اس وقت سب کو ہی تڑپا دیا۔ عجیب سماں تھا جو آج تک کبھی دیکھنے میں نہ آیا۔[2]

---

[1] سفرنامہ حج و زیارات حصہ اول صفحہ ۵۱ [2] سفرنامہ حج و زیارات حصہ اول صفحہ ۵۳

Marfat.com

بصرہ پرانا شہر ہے۔ عشرہ ہی آبادی ہے اور بڑی بندرگاہ ہے شط العرب دجلہ اور فرات کے مجموعہ کا نام ہے۔ بصرہ کے راستے میں خطرناک ریگستان ہے جو قافلہ یا بس راستہ بھول جائے یا تیل ختم ہو جائے اس کی موت یقینی ہے۔ یہاں تیل کثرت سے نکلتا ہے بصرہ میں حسب ذیل زیارات ہیں (۱) حضرت طلحہؓ صحابی رسول اللہ ﷺ (۲) حضرت زبیرؓ ابن عوام رضی اللہ عنہ حضور کے رشتہ میں بھائی اور صحابی اور ساز مو ہیں۔ حضرت اسما بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن آپ کے نکاح میں تھیں۔ حضرت طلحہ و حضرت زبیر دونوں بزرگ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ حضرت عتبہ ابن غزوان۔ خواجہ خواجگان حسن بصری آپ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اور سلسلہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ کے شیخ المشائخ ہیں۔ حضرت محمد ابن سیرین محدث یہ امام بخاری و مسلم وغیرہم محدثین کے استاذ ہیں۔[۱]

مندرجہ بالا اقتباسات سے بخوبی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سفر نامہ حج و زیارات حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ کے عشق و محبت کا ثبوت ہے۔ جہاں ان کی نگاہ دنیوی زیبائش و آرائش پر پڑی ہے وہیں پر دینی عظمت و جلال کے حسن و خوبی کا احاطہ بھی کرتی ہے۔ انہوں نے سفر نامے میں عام فہم اور سادہ زبان کا استعمال کیا ہے۔

حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کا سفر نامہ ملک عراق کی حقیقت کا آئینہ ہے۔ جہاں پر انہوں نے مجاور و سجادگان خدام کی تعریف کی ہے۔ وہیں پر ان سجادگان پر تنقید کرنے سے دریغ نہیں کیا

۱ سفر نامہ حج و زیارات حصہ اول صفحہ ۲۴۳۵۹

Marfat.com

کریم ﷺ کے اخلاق حاصل کر کے جاؤ۔ غرضیکہ عجیب و غریب
نصیحت آمیز خطبہ تھا۔

مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جہاں حکومت کے انتظامات کو دل سے سراہا ہے۔ وہیں خطیب سعودیہ کے عقائد و خطبہ پر کاری ضرب لگائی۔ وہی خطیب دوسرے جمعہ ۲۰ اگست ۱۹۵۴ء مطابق ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ کو جو خطبہ پڑھا اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ڈیڑھ بجے دوپہر خطبہ شروع ہوا۔ آج خطبہ بالکل وہابیانہ تھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی تعریف بالکل نہ کرو۔ صرف عبداللہ و رسولہ کہہ دیا کرو۔ قبروں پر عمارات نہ بناؤ۔ آج کل سارے مسلمان بالکل ویسے ہی مشرک ہیں جیسے پہلے یہود و نصاریٰ مشرک تھے۔[1]

فاضل مصنف علیہ الرحمۃ نے مکہ معظمہ کے معبد و مقدس مقامات، حضرت علیؓ خاتم الاولیا کی جائے پیدائش، بیت ام ہانی، دارالشوریٰ، بیت ارقم، مولد حضرت فاطمہ، مولد حضرت علی مولد النبی ﷺ، مسجد النبی علیہ السلام، بیت ابوبکر صدیقؓ وغیرہم مقامات کا بخوبی تذکرہ کیا ہے۔ حضرت مصنفؒ نے جبل غزالہ کے بارے میں اس ہرن کا ذکر کیا ہے جو ایک یہودی نے بذریعہ جال قید کر لیا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ کی ضمانت پر رہا کر دیا حسب وعدہ ہرن مع اپنے بچوں کے اسی مقام پر حاضر خدمت ہوئی تھی۔ لکھتے ہیں۔

> مشہور یہ ہے کہ اس ہرن کا دودھ اس پہاڑ پر ٹپکتا گیا ایک قدرتی بوٹی پیدا ہوئی جو اب تک اس جگہ کسی کسی کو ملتی ہے۔ یہ بوٹی ممیرہ کا کام دیتی ہے آنکھوں کو بہت مفید ہے۔ لمبی ڈنڈی سرخ رنگ کی ہوتی ہے۔[2]

---

[1] سفرنامہ حج و زیارات حصہ اول صفحہ ۹۰ [2] سفرنامہ حج و زیارات حصہ اول صفحہ ۸۸

Marfat.com

کھلوائے۔

بدن سے جان نکلتی ہے آہ سینہ سے
ترے فدائی نکلتے ہیں جب مدینہ سے
روضہ اچھا زائر اچھے اچھی راتیں اچھے دن
سب کچھ اچھا ایک رخصت کی گھڑی اچھی نہیں

حضرت مصنفؒ کا کلام سفرنامے کی دلکشی میں اضافہ کر دیتی ہے۔آپ نے اکثر مقامات پر اشعار کا برمحل استعمال کیا ہے۔

اس سفر کے درمیان مصنفؒ نے جس عجیب چیز کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہے:

۱ اس سفر میں ہم نے دو چیزیں عجیب دیکھیں۔ایک یہ کہ دراز سفر میں یہاں گجرات سے مدینہ منورہ تک ایک انچ زمین کسی غیر مسلم کی نہ آئی۔تمام سلطنتیں مسلمانوں ہی کی آئیں

۲ دوسرے یہ کہ ان تمام اسلامی ممالک میں ہندو سکھ آباد ہیں۔ خوب کاروبار کرتے ہیں چنانچہ مشہد مقدس میں سب سے بڑی فرم رام جی مول چند کی ہے مگر ان غیر مسلموں کو محسوس بھی نہیں ہوتا کہ ہم اپنے دیس میں ہیں یا کہ اسلامی ملک میں بڑے امن و عافیت آزادی سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔مگر افسوس ہے کہ بھارت کے مسلمان بالکل غیر محفوظ ہیں۔[۱]

آپ کے تحریری سرمایہ کی کمان حق و صداقت کا نشان ہے۔آپکے سفرنامے (حج و زیارات) کو ہر اعتبار سے ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔مصنف علیہ الرحمۃ سفرنامے میں حرم مدینہ

۱ سفرنامہ حج و زیارات حصہ اول صفحہ ۱۵۸

marfat.com

Marfat.com

ہم روزانہ نماز تہجد صفہ کے سامنے والی جگہ جہاں چھوٹی محراب ہے اور حضور ﷺ کا مقام تہجد ہے۔ وہاں پڑھا کرتے تھے۔ لوگ بہت شوق سے وہاں جمع ہو جاتے تھے۔ مگر آج وہاں نجدی سپاہی کا پہرہ تھا۔ کسی کو وہاں نفل نہ پڑھنے دیئے۔ سپاہی نے اس جگہ نماز پڑھنے کو ممنوع و حرام کہہ کر ہم لوگوں کو روک دیا۔

۱۵ شوال ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۶۴ء پنجشنبہ آج اس جگہ نماز تہجد جائز ہو گئی۔ آج وہاں پولیس کا پہرہ نہیں۔ ہم لوگوں نے بحمدہٖ تعالیٰ وہیں پر تہجد ادا کی۔ حکومت کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں۔ آج ایک چیز حرام و ممنوع ہے۔ کل وہی چیز حلال و مباح۔[1]

حضرت مصنفؒ نے سعودی حکومت کے بارے میں جو نشان دہی کی ہے وہ صداقت پر مبنی اور آفتاب کی شعاع سے زیادہ روشن ہے۔ تابعین کے دور سے گرد کعبہ چار مصلے بچھتے چلے آرہے تھے۔ ہر گروہ یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اپنے اپنے امام کے پیچھے اقتداء کرتا تھا۔ حکومت سعودی نے وہ تینوں مصلے ختم کر دیئے ہیں۔ اب فقط وہابی مصلیٰ برقرار ہے ورامام احمد حنبلؒ کے عقیدے سے بھی مختلف ہے۔ حکومت سعودیہ نے عبادت الٰہیہ کو اپنی سیاست کی زنجیر میں جکڑ کر رکھدیا ہے۔ جس کی نشان دہی فاضل مصنف علیہ الرحمۃ نے اپنے سفرنامے میں کی ہے۔ مختلف جگہوں پر سعودی سپاہیوں کا متبرک مقامات پر متعین ہونا اور زائرین کو زیارت سے کفر و شرک، حرام کہہ کر روکنا۔ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ حکومت میں مذہبیات سے زیادہ سیاسیات دخیل ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے خیبر کے حالات و زیارت گاہ کے کوائف بیان کرتے ہوئے عظیم تاریخی و مذہبی حقائق کا انکشاف کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

---

[1] سفرنامہ حج و زیارات حصہ دوم صفحہ ۳۳

Marfat.com

میں ۸ے ہزار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزارات، حضرت بی بی رابعہ وحضرت اسحٰق علیہ السلام ان قبور کی اونچی تعمیر ہونا، قبروں پر شاندار قبوں کا بنانا۔ گویا کہ ایک ایک بات کا معائنہ و مشاہدہ کیا ہے۔ حضرت مصنفؒ نے اپنے مشاہدہ اور تحقیق کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ موسیٰ کلیم اللہ جیسے اولوالعزم پیغمبر کی قبر شریف پر غلاف کا ہونا دیگر بزرگوں کے مزارات پر قبوں کا بنانا یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جو اسلام میں زمانہ قدیم سے ہوتا آیا ہے۔ نہ یہ سلسلہ غلط ہے نہ ناجائز و حرام بلکہ بزرگوں کی عظمت کی نشانی ہے۔ انہوں نے اپنی دیگر تصنیفات و تالیفات کیطرح سفرنامے کو بھی تحقیق کی روشنی میں پیش کر کے اس کی اہمیت کو دوبالا کر دیا ہے۔ آپ نے اپنے سفرنامے میں عام فہم زبان استعمال کر کے اس کے ارتقاء کو خوب تیز تر بنا دیا ہے۔

حضرت مصنفؒ نے اپنے سفرنامہ میں بیت المقدس کا قدیم و جدید نام جو وہاں کے لوگوں کی زبان میں رائج ہے اس اسم کو بیان فرما کر ایک تاریخی حیثیت کو محفوظ کر دیا ہے نیز بہت ساری زیارت گاہوں کا تفصیلی تذکرہ بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ اصل مسجد اقصیٰ جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات سے تعمیر کروائی ہے اس کے بارے میں بھی تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرمائی کہ کون سی محراب کن کن بزرگوں سے منسوب ہے۔ محراب النبی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

> یہاں حضرت نبی کریم ﷺ نے معراج کی شب حضراتِ انبیاء کرام کی امامت فرمائی ہے[1]

بیت المقدس کے متبرک مقامات کے تذکرہ میں قید خانہ جنات، حضرت مریم کی قبر شریف اور وہاں تک رسائی کی صورت، مسجد سیدنا عمرؓ، عیسائی عقیدے کے مطابق بعد سولی عیسیٰ علیہ

---

[1] سفرنامہ حج و زیارات حصہ دوم صفحہ ۱۰۰

marfat.com

Marfat.com

ابدال کا پہاڑ، دمشق کے قبرستان میں بی بی سکینہؓ، زینبؓ، ام کلثومؓ یہ حضرات حضرت امام حسینؓ کی شاہزادیاں ہیں۔ حضرت بلال حبشی، حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ، حضرت زینب بنت علیؓ، حضرت مقدادؓ، ابن مسعود، حضرت ابی ابن کعب، صحابہ کے مزارات، حضرت خولہؓ بنت ازور، حضرت رقیہؓ بنت امام حسینؓ، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر شریف، سلطان صلاح الدین ایوبی کا مزار، سلطان نور الدینؒ، یزید مردود کی قبر، حضرت امیر معاویہؓ کا مزار، جبل ہابیلؑ کی جگہ اسی پہاڑ پر چالیس ابدال کے مسکنے بھی ہیں۔ دمشق کے موجودہ حالات نیز دمشق ملک شام کا پایہ تخت ہے۔ ملکِ شام کی زبان کے بارے میں لکھتے ہیں۔

یہاں تاریخ و ماہ فرنگی کا چلتا ہے۔ چنانچہ آج ۲۷ مئی ۱۹۶۳ء ہے مگر جب ہم نے ہوٹل کا بل دیا تو ہوٹل والوں نے ۱۶ رجب ۱۳۷۶ھ کی تاریخ ڈالی ہے[1]

حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کا یہ سفر ۱۹ جنوری ۱۹۶۳ء یکشنبہ کو شروع ہو کر ۱۰ جون ۱۹۶۳ء بروز چہار شنبہ جملہ چار ماہ ۲۷ دن میں طے ہوا۔

حضرت مصنفؒ کا اسلوب تحریر نہایت سلجھا ہوا دلکش و دلآویز ہے۔ جو قاری کے ذہن کو مسحور کر کے قلب میں گہرے نقوش نقش کرتا ہے۔ قلم میں روانی، فکر میں جولانی پائی جاتی ہے۔ آپ کا سفر نامہ فکر و شعور، نظریات و خیالات کی قندیلیں روشن کرتا دکھائی دیتا ہے۔ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ محض مورخ یا فقیہہ نہیں ہیں بلکہ ایک عظیم رہبر بھی ہیں۔ جو انہی تصنیفات و تالیفات، عمل و کردار کے ذریعہ لاکھوں گم شدہ مسافروں کو صحیح منزل کا پتہ بتاتا اور دکھاتا ہے۔ آپ کا جذبہ شوق، عقل و خرد کی گتھیوں کو سلجھاتا ہوا بجلی کی کوندی کی طرح آن واحد میں ہمہ جہت منور و مجلّی کر دیتا ہے۔ یوں تو انیسویں صدی سے لے کر عہد حاضر تک بہت سے

---

[1] سفر نامہ حج و زیارات حصہ دوم صفحہ ۱۰۶

marfat.com

Marfat.com

باب ششم
حرفِ آخر

حکیم الامت مفتی احمد یار خان ؒ کی تصانیف و تالیفات کا بہ نظر تحقیق مطالعہ کرنے اور تجزیہ کرنے کے بعد یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان کی خدمات کا دائرہ بے حد وسیع تھا۔ انہوں نے نہ صرف اپنے عہد کے تقاضوں کو سمجھا بلکہ انہیں پورا کیا۔ انہوں نے جن موضوعات پر قلم اٹھایا جن مسائل سے بحث کی ان میں ان کی مجتہدانہ شان پائی جاتی ہے۔ انہوں نے متنازع فیہ مسائل کا اس طرح حل پیش کیا ہے کہ وہ عصری زندگی کے مسائل سے ہم آہنگ ہو گئے ہیں۔ ایسے موضوعات جن کے تعلق سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان میں اب کسی مزید اضافہ کی گنجائش باقی نہیں ہے۔ ان پر جب قلم اٹھایا ہے تو نئے امکانات پیدا کر دیئے ہیں اور ایک جہانِ معنی آباد کر دیا ہے۔

انہوں نے تفسیر اس خوش اسلوبی سے بیان کی ہے کہ اس میں وسعت و ہمہ گیری، بلندی و رفعت، افادیت و مقصدیت، وقعت و عظمت پیدا ہو گئی ہے۔ ایسے مسائل جن پر عرصہ دراز سے تاریکی کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی نورِ بصیرت سے دیکھا۔ ان کا تجزیہ کیا اور اپنے ذہنی استدلال اور اجتہاد سے ان کو حل کیا۔

ان کی تحریروں میں سادگی زبان، حقیقت نگاری اور وحدتِ فکر ملتی ہے۔ انہوں نے جو بات کہی ہے بڑی سادا اور عام فہم زبان میں کہی ہے جو سلفِ صالحین کے اسلوب سے مطابقت رکھتی ہے۔ ان کی ریاضت، خلوص، ہمہ دانی و ہمہ گیری کا بین ثبوت ان کی تصنیفات و تالیفات ہیں۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب ؒ سے اختلافِ رائے کی گنجائش مشکل ہے۔ انہوں

Marfat.com

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خانؒ ایک مفسر و محدث کی حیثیت سے

تفسیر شرح کی بہت سی کتابیں لکھی گئیں ہیں لیکن جس معیار و پایہ کی تفسیر و شرح حضرت صاحب نے کی اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ انہوں نے ترجمہ کرتے وقت ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھا ہے کہ جو بھی لفظ استعمال کیا جائے کہ وہ آیات مبارکہ اور احادیث مقدسہ کے سیاق و سباق میں اصل مفہوم کو ادا کرے ور وہ ایسے اسرار رموز حقائق و معارف پیش کرتے ہیں جو عام طور پر دیگر تراجم، تفاسیر و شرحوں میں نہیں ملتے۔ ان تراجم و تفاسیر میں قرآن و احادیث کی حقیقی روح موجود ہے۔

آپ کی تراجم، تفاسیر و شرح کی ایک اور خوبی یہ کہ آپ نے ہر جگہ آداب اور مقتضیات سے سر مو انحراف نہیں کیا۔ آپ کا اسلوب بیان بھی دیگر مفسرین سے خاصہ مختلف ہے۔ آپ کی تفسیر عالمانہ بھی ہیں صوفیانہ و عارفانہ بھی۔ فن حدیث کے شارح ہونے کی حیثیت سے ان کا پایہ سب سے بلند اور منفرد ہے۔ ان کی شرح بہت ہی جامع اور معنویت سے بھرپور ہے وہ فن حدیث کے رمز شناس ہیں۔ انہوں نے اپنی شرح میں تشریح، تفہیم، نقد و تبصرہ کا حق ادا کر دیا ہے۔

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ نے نامساعد حالت میں سنت کے تحفظ کا بیڑا اٹھا کر عقائد حقہ کا اظہار کیا اور اپنی تحریروں کے ذریعہ ان تمام مفروضات و کوتاہیوں اور غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔ جو بعض مکتبہ فکر کے مصنفین کی سہل انگاری کی وجہ سے در آئیں تھیں۔ انہوں نے بڑی اخلاقی جرأت کے ساتھ اختلاف رائے کیا ہے۔ وہ نہ صرف علوم

marfat.com

Marfat.com

موضوع بنایا۔ انہوں نے درد و غم کا اظہار بڑے ہی سلاست روانی اور سادگی کے ساتھ کیا ہے۔ ان کے کلام میں اظہار کی بے ساختگی اور خیالات کی پختگی پائی جاتی ہے، ہر جگہ آمد ہی آمد ہے۔ انہوں نے دلی جذبات کو شعر کے سانچے میں ڈھالا ہے۔ اپنے حقیقی جذبات کو جب وہ شعر کا جامہ پہناتے ہیں تو اس میں بڑی تاثیر پائی جاتی ہے۔ یہی تاثیر انہیں دوسروں سے ممیز کرتی ہے۔ وہ جذبات کی مصوری میں اپنا جواب نہیں رکھتے وہ اپنے مخصوص رنگ و آہنگ سے پہچانے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنی نعتوں کو اپنی دلگدازی سے مزین کیا ہے۔ ان کی نظموں میں بھی ایک سلیقہ اور تعمیری مقصد نظر آتا ہے۔ •

ان کا کلام سر بسر عارفانہ ہے۔ خدا ترسی، انسان دوستی، عشق و عرفان، سلوک و معرفت کے نکات سے بھرپور و روشن ہے۔ ان کی قادر کلامی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ وہ مختلف صنعتوں کا استعمال بڑے سلیقہ سے کرتے ہیں۔ انہوں نے سماجی موضوعات کو بھی موضوع شعر قومی اصلاح کے پیش نظر بنایا۔ شاعری ان کا مقصد حیات نہیں تھا لیکن جہاں کہیں مختلف سماجی تقاضوں سے مجبور ہو کر شعر کہے ہیں وہاں معلم اخلاق نظر آتے ہیں۔

ان کے سفرنامے حج و زیارات، ان کے مشاہدہ و مطالعہ نیز ان کے ذوق تجسس کا پتہ دیتے ہیں۔ انہوں نے جس باریک بینی سے دوران سفر چیزوں کو دیکھا، محسوس کیا اور ان کو جس دل نشین پیرایہ میں قلمبند کیا اس کا جواب مشکل ہے، یوں تو سیکڑوں سفرنامے لکھتے ہیں لیکن ان کے سفرنامے کی بات ہی انوکھی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک رہبر بن کر پڑھنے والوں کو بھی ان مقامات کی سیاحت سے لطف اندوز ہونے کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں اور بیش قیمت تحقیقی و تاریخی مواد فراہم کر رہیں ہے۔

اس سفرنامے میں مصنف علیہ الرحمہ شامل بھی ہیں نہیں بھی ہیں...... انہوں نے حقائق کو بغیر کسی رنگ آمیزی کے پیش کیا۔ مختلف مقامات اور وہاں کے سماجی حالات کی ترجمانی کا

marfat.com
Marfat.com

حکیم الامت سے عقیدت کیسے پیدا ہوئی

میرے دادا جو نشانیاں حکیم الامت کیلئے بیان فرماتے جس کو میں بارہا اپنے والد کی زبانی آج تک سنتا آ رہا ہوں وہ غالباً حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان ہے۔ دوسری بات سب سے زیادہ مجھ کو مفتی احمد یار خان کی تصنیفات و تالیفات نے اس قدر متاثر کر دیا کہ جس کی وجہ سے روحانی کشش پیدا ہو گئی۔ جس میں دنیا کو دنیا میں کھویا۔ عقائد باطلہ رکھنے والوں کو توہین نبوت کے مجرم ہونے کی بنیاد پر ہمیشہ نفرت اور گھن محسوس کی۔ اہل باطل کے علماء کی دھجی اڑا دی اور ان کے عقائد باطلہ کو اپنی تصنیفات کا موضوع بنا کر لوگوں کو بیدار و ہوشیار کر کے دوزخ کی دھکتی آگ سے بچالیا یہی وہ ادا ہے جس نے بندہ کو حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی عقیدت میں دیوانہ بنا دیا۔

ڈاکٹر ایس، کے، بلال احمد صدیقی حبیبی
(ایم اے، پی ایچ ڈی)
1193، عقب جامع مسجد، میسور

marfat.com
Marfat.com